جاسوسی کے اولین صفحات کے لیے مغربی ناول کا زبردست انتخاب

نیلا دائرہ

امجد رئیس

سطحِ آب پر پیار و محبت کی پُرکیف لہریں اور زیرِ آب انتقام کا سونامی پل رہا تھا... بربریت کی دلخراش و دلدوز داستان... جہاں لہو سے لہو کو دھویا جارہا تھا... ناز پرور ناز آفرین زخم در زخم... ریزہ ریزہ وجود کے ساتھ، سچ اور جھوٹ کی تلاش میں جاں بلب تھی... لہو سے لہو کہاں دھلتا ہے... درندگی و سفاکی انتہاؤں کو چھو رہی تھی ماضی سے جڑے رشتے اچانک ہی ابھر آئے تھے... بھائی، بھائی کے سامنے ہتھیار بدست ہوا تھا... باپ اور بیٹی کے درمیان نہ عبور ہونے والی دیواریں حائل ہو چکی تھیں... خلش... احساسِ جرم اور اپنی شناخت کا سفر اسے لمحہ بہ لمحہ موت کے قریب کررہا تھا... اور موت ایک آہٹ کے فاصلے پر اس کی منتظر تھی... ہر موڑ پر ایک نیا انکشاف، ایک نئی آفت کے سلسلے کا سنسنی خیز احوال...

ایک خوش حال خوش و خرم خاندان کے بکھر جانے کا ناقابلِ فراموش ماجرا

نرس کے ہڑبڑانے کے بعد ڈاکٹر ورگا کو بڑے میاں کے کمرے تک پہنچنے میں چند منٹ لگے تھے۔ حالانکہ ڈاکٹر گہری نیند میں تھا۔

''پلیز ڈاکٹر۔'' نرس تیزی سے سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔ ''جلدی آیئے۔''

ڈاکٹر ورگا کو وہاں کئی مہینے ہو چلے تھے۔ وہاں ایک ہی مریض باقی بچا تھا۔ بڑے میاں اسّی سال کی عمر میں موت سے پنجہ آزما تھے۔

''کیا پنجہ آزمائی ختم ہوگئی؟'' ورگا سیڑھیاں چڑھتے وقت سوچ رہا تھا۔ ''تاہم بڑے میاں کی غیر معمولی قوتِ ارادی کو ذہن میں رکھتے ہوئے اسے شک تھا کہ بڑے میاں نے ہار مان لی ہے۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے موت کی بُو سونگھ لی۔ اس کا تجربہ بتارہا تھا کہ کہانی کا انجام ہو چکا ہے۔ بڑے میاں کے سینے کی خفیف حرکت بھی معدوم ہو چکی تھی۔ اس کا منہ کھلا ہوا تھا۔ سر ایک جانب ڈھلکا ہوا تھا۔ ڈاکٹر نے کھڑکی سے جھانکا، باہر مرنے والے کی وسیع اراضی پر شدید پہرا تھا۔ اس کے جاں نثاروں نے حفاظتی حصار قائم کیا ہوا تھا۔ بڑے میاں کے دشمنوں کی تعداد کم نہیں تھی۔ اسی طرح جاں نثار بھی اَن گنت تھے لیکن وہ بے خبر تھے کہ

موت چپکے سے مریض کو حفاظتی حصار سے نکال لے گئی تھی۔
ورگا نے اپنا بیگ بیڈ کے قریب میز پر رکھ دیا۔ اس نے مریض کی جوانی کی تصویر دیکھی تھی۔ وہ کسی بھینسے کے مانند طاقتور تھا اور اب وہ سکڑ کر بے روح زرد بکری کی طرح رہ گیا تھا۔ وہ کوئی عام آدمی نہیں تھا۔ فعال زندگی میں وہ خوف و دہشت کا استعارہ رہا تھا۔ اسّی سال کی عمر میں موت نے بالآخر اسے پٹخ دیا تھا...... نیچے ہال کی جانب سے آوازیں آرہی تھیں۔ صبح کی روشنی پھیل رہی تھی۔ بڑے میاں کا سب سے چھوٹا بیٹا بوبی کمرے میں داخل ہوا۔ وہ شب خوابی کے لباس میں تھا۔ اس نے باپ کے چہرے کو دیکھا پھر ڈاکٹر کی جانب نظر کی۔ کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہ تھی۔ بوبی کی بیوی مارگا کمرے میں داخل ہوئی اور آہ و زاری کرنے لگی۔
بوبی آگے بڑھا۔ باپ کا ہاتھ چوما اور ہسپانوی زبان میں کچھ کہا۔ وہ پلٹا اور ڈاکٹر کا شکریہ ادا کیا۔ ”مجھے اپنے بھائیوں کو بتانا ہوگا۔“ ڈاکٹر ورگا نے بوبی کی آنکھوں کو پڑھنے کی کوشش کی۔
”اب کیا ہوگا؟“ ڈاکٹر نے سوچا۔ برسوں سے بڑے میاں نے اپنے رعب و دبدبے کے بل پر معاملات کو سنبھالا ہوا تھا۔ وہ ایک خطرناک آدمی تھا۔ قید میں، بیماری میں...... ہر حال میں خطرناک تھا...... مرنے کے بعد بھی...... بلائیں آزاد ہونے والی تھیں۔ خون سے خون کبھی نہیں دھلتا لیکن یہاں معاملہ دوسرا تھا۔ اب خون بہے گا۔ خون سے خون دُھلے گا۔

☆☆☆

وہ خواب نہیں، حقیقت تھی۔ واقعی اس کا تعاقب ہو رہا تھا۔ نٹالی نے رفتارِ قدم بڑھا دی۔ دھڑکن پہلے ہی ناہموار تھی۔ متعاقب کے دونوں ہاتھ جیکٹ میں تھے۔ نٹالی کی رہائش گاہ زیادہ دور نہیں تھی۔ عقب میں قدموں کی چاپ قریب ہوگئی تھی۔ نٹالی کا دل سینے میں پھڑ پھڑانے لگا۔ گھر کے قریب مارکیٹ تھی۔ نٹالی تقریباً بھاگتی ہوئی مارکیٹ میں گھس گئی۔ ایک باسکٹ اٹھا کر اس نے چند ضروری اشیا اس میں رکھیں اور ریکس کے درمیان چکراتی ہوئی کاؤنٹر پر ادائیگی کر کے باہر نکلی...... وہ کہیں نظر نہیں آیا۔ لیکن جلد ہی نٹالی کی غلط فہمی دور ہوگئی۔ وہ پارکنگ میں ایک گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔
وہ فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی۔ گریگ کو فون کرے یا 911۔ اس کی رہائش بہت قریب تھی۔ اچانک وہ بھاگی۔ عمارت کا گیٹ کھول کر اندر گھسی اور گیٹ بند کر دیا۔ گہری گہری سانسیں لے کر اس نے ایلیویٹر کا رخ کیا۔ مسامات نے پسینا اگل دیا تھا۔ ساتویں منزل پر جانے کے لیے اس نے بٹن پش کیا۔ اس کے ہاتھ ابھی تک لرز رہے تھے۔ اپارٹمنٹ کی چابی اس نے پہلے ہی بیگ سے نکال لی۔
ساتویں منزل پر ایلیویٹر رکا۔ در کھل کر اطراف میں روپوش ہو گئے۔ سامنے دو آدمی کھڑے تھے۔ نٹالی کی چیخ حلق میں ہی گھٹ کے رہ گئی...... خون سرد پڑ گیا۔ نٹالی آگاہ تھی کہ وہ دو آدمی نہیں...... دو عدد موت کے ہرکارے تھے۔ پیچھے جانے کی گنجائش نہیں تھی۔ وہ دھندلی نظر سے دونوں کو گھورتی رہی...... کس نے بھیجا ہے ان کو...... باپ نے؟ کومبین؟ یا ایف بی آئی؟

☆☆☆

نیویارک کے ڈائمنڈ ڈسٹرکٹ میں اس کی اپنی کمپنی تھی۔ بنجامن راب بیس سال سے سونے کا کاروبار کر رہا تھا۔ انڈین اس کے سب سے بڑے گاہک تھے۔ دنیا میں زیورات کی ایکسپورٹ میں خود انڈینز کا بہت بڑا حصہ تھا۔ آغاز میں بنجامن راب نے چھوٹے پیمانے پر کام کا آغاز کیا تھا...... آج وہ 47th اسٹریٹ کے نصف سے زائد ڈیلرز کو گولڈ سپلائی کرتا تھا۔ یہی نہیں بلکہ دنیا کے قد آور درآمد کنندگان اس کے گاہکوں میں شامل تھے۔ اس کاروبار میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جو اسے نہ جانتا ہو۔
ایک محبت کرنے والی بیوی اور تین خوب صورت بچوں کے ساتھ وہ ایک شاندار زندگی گزار رہا تھا۔ اس کے گیراج میں چھ کاروں کی گنجائش تھی۔ خود وہ زیادہ تر فیراری 585 استعمال کرتا تھا۔ بیس سال سے بیٹسی ہی اس کی اسسٹنٹ تھی۔ بچوں میں سب سے بڑی نٹالی، پھر ایملی اور جسٹن تھے۔ ایملی سولہ سال...... اور اسکواش میں قومی رینکنگ رکھتی تھی۔ جسٹن چودہ سال کا تھا۔ بیوی کا نام شیرن تھا۔ ان سب کی تصاویر راب کے قیمتی آفس کی دیواروں کے علاوہ ”لارچمونٹ“ میں محل جیسے گھر میں بھی آویزاں تھیں۔ گریجویشن کے بعد نٹالی آٹھ ماہ سے البرٹ آئن اسٹائن میڈیکل کالج، برونکس میں سائیٹو جینٹکس لیوکیمیا پر کام کر رہی تھی۔ نٹالی نے ”براؤن“ سے فیلوشپ جیتی تھی۔ ٹینا، لیب میں اس کی پارٹنر تھی۔ جو نٹالی سے ایک سال سینئر تھی۔ فیملی ہر سال تفریح کے لیے ملک سے باہر جاتی تھی۔ فرنچ ایلپس، کینیا سفاری، انڈیز......
کاروباری معاملات میں بیٹسی اور اکاؤنٹنٹ، راب

سے زیادہ قریب تھے...... اس وقت بھی وہ بیٹسی کے ساتھ محوِ گفتگو تھا۔ ظاہر ہے مارکیٹ کا اتار چڑھاؤ موضوع تھا۔ دفعتاً آفس کے بیرونی رخ سے توڑ پھوڑ کی نمایاں آوازیں سنائی دیں۔ پہلا خیال راب کے ذہن میں دھماکے کا تھا...... دوسرا خیال واردات کا آیا۔ راب کا تیز ردِعمل الارم کی جانب تھا۔ لیکن اس سے پہلے ہی اکاؤنٹنٹ بدحواسی کے تاثرات چہرے پر سجائے نمودار ہوا۔ اس کے عقب میں دو آدمی سوٹ میں ملبوس تھے۔ اوپر گہرے نیلے رنگ کی جیکٹس پہنی ہوئی تھیں۔

''بنجامن راب؟''

''یس'' وہ کھڑا ہو گیا اور دراز قامت کا سامنا کیا جو انچارج معلوم ہو رہا تھا۔ سر کے بال سناٹے سے اُڑنا شروع ہو گئے تھے۔

''کون ہو؟ کیسے گھسے چلے آرہے ہو؟ آخر ہو کیا رہا ہے؟''

''دراز قامت نے ایک فولڈر ڈیسک پر رکھ دیا۔'' یہ فیڈرل جج کی جانب سے گرفتاری کا وارنٹ ہے۔''

ایف بی آئی کے کچھ اور آدمی اندر گھس آئے۔

''گرفتاری؟ کس لیے؟''

''منی لانڈرنگ، سرکار کے ساتھ فراڈ، مجرم اداروں کے ساتھ ساز باز...... مسٹر راب اتنا کافی ہے؟ دفتر میں جو کچھ ہے، وہی ہمارے لیے کافی سے زیادہ ہوگا۔''

اس سے پہلے راب کچھ کہتا، ایک ایجنٹ نے اسے پکڑ کے گھمایا اور ہتھکڑیاں پہنا دیں۔

''کیا پاگل پن ہے؟'' راب مچل اٹھا۔

''تمہیں اب تک چھوٹ دی، وہ پاگل پن تھا۔''

☆☆☆

ثنالی، ہائی پاور مائیکرو اسکوپ پر جھکی ہوئی تھی۔ ٹینا بھی اس کے قریب تھی۔ دونوں طبی اصطلاحات میں سرگوشیاں کر رہی تھیں۔ ثنالی، ڈیجیٹل فائل میں لکھتی جا رہی تھی...... وہ سفید رنگ کا لمفو بلاسٹ ہے، پیکر اسے کلر لیوکوسائٹ کہتا ہے۔ یہ لیوکومیا کا پیتھاجونک ایجنٹ ہے۔

''اگلے ہفتے ہم دیکھیں گے کہ پلازما کے محلول میں کیا ہوتا ہے......''

''تم سارا دن یہی کرتی رہی ہو؟'' ٹینا نے کہا۔

ثنالی کے جواب دینے سے پیشتر ہی اس کے سیل فون نے موسیقی نشر کی، ثنالی کا دھیان اپنے دوست گریگ کی طرف گیا اور اس نے فون واپس لیب کوٹ میں رکھ لیا۔ اگر گریگ نہیں ہے تو یقیناً پھر ماں کا فون ہوگا۔ وہ ٹینا کو لے کر لائبریری میں آ گئی۔ فون کی آواز نے ایک پھر خلل اندازی کی۔ ثنالی نے فون نکال کر پیغام پڑھا۔ 'ثنالی، یہاں کوئی خرابی ہے۔ گھر فون کرو، جلدی!'

ثنالی پیغام کو گھورتی رہی۔ ایسا پیغام تیئس سال کی عمر میں اس نے کبھی وصول نہیں کیا تھا۔ اسے پیغام کے الفاظ برے لگ رہے تھے۔ اس کا ذہن تیزی سے امکانات کا جائزہ لے رہا تھا۔

''ٹینا، معاف کرنا...... مجھے گھر فون کرنا پڑے گا۔''

''کوئی مسئلہ نہیں ہے۔'' ٹینا نے جواب دیا۔

ثنالی نے دھڑکتے دل کے ساتھ نمبر پنچ کیا۔ دوسری جانب اس کی ماں نے فوراً ہی فون اٹھا لیا...... ماں کی آواز نے ثنالی کی دھڑکنوں کو مزید بڑھا دیا۔

''ثنالی......''

''ہاں، مام؟''

''تمہارے ڈیڈ......''

''مام کیا ہوا ڈیڈی کو؟'' ثنالی کی آواز ازخود بلند ہو گئی۔ اس کا بدن غیر محسوس انداز میں لرز رہا تھا۔ ڈیڈ کی صحت شاندار تھی۔ کیا ہو سکتا ہے......

''مام...... م......؟''

''پتا نہیں...... سیکریٹری کا فون آیا تھا...... ایف بی آئی والے ان کو گرفتار کر کے لے گئے ہیں۔'' ثنالی کی ماں نے رندھی ہوئی آواز میں بمشکل بات مکمل کی۔ ''سیکریٹری بتا رہی تھی۔''

ثنالی پھٹی پھٹی آنکھوں سے فون کو گھور رہی تھی۔

☆☆☆

راب کو ایف بی آئی کے ہیڈ کوارٹر ''فولی اسکوائر'' لوئر مین ہٹن لے جایا گیا۔ وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں بیٹھا تھا۔ جہاں چند دھاتی کرسیاں اور ایک چوبی میز رکھی تھی۔ وہ سامنے شیشے کو تک رہا تھا۔ اسے علم تھا کہ یہ دوطرفہ شیشہ ہے۔ دوسری جانب سے اسے دیکھا اور سنا جا سکتا ہے۔ یہ ایسا ہی تھا، جیسے ہم ٹی وی اور فلموں میں دیکھتے ہیں۔

کوئی خوفناک غلطی ہوئی ہے۔ وہ ایک کاروباری شخص تھا جس نے زندگی میں کوئی خلافِ قانون کام نہیں کیا تھا۔ بیس منٹ بعد دروازہ کھلنے پر راب کھڑا ہو گیا۔ وہی دونوں ایجنٹ اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے چھریرے بدن کا ایک آدمی تھا جس نے گرے سوٹ پہنا ہوا تھا۔ ہاتھ میں تھاما بریف کیس اس نے میز پر رکھ دیا۔

"میں اسپیشل ایجنٹ انچارج بوتھ ہوں۔" دراز قامت نیم گنجے آدمی نے کہا۔ "تم اسپیشل ایجنٹ روئز سے پہلے ہی مل چکے ہو اور یہ مسٹر نارڈوزی ہیں، مسٹر نارڈوزی، یو ایس جسٹس ڈپارٹمنٹ کے اٹارنی ہیں، جو تمہارے کیس سے واقف ہیں۔"

"میرا کیس......؟" راب نے مسکرانے کی کوشش کی۔

"مسٹر راب، ہمیں چند سوالات کے جواب درکار ہیں۔" ہسپانک ایجنٹ روئز نے کہا۔ "ہمیں امید ہے کہ تم مکمل تعاون کرتے ہوئے پوری سچائی اور دیانت کا مظاہرہ کرو گے۔ اس طرح سب کے لیے مراحل آسان تر ہو جائیں گے۔"

"یقیناً۔" راب نے سر ہلایا اور بیٹھ گیا۔

"اگر تم اعتراض نہ کرو تو ہم بات چیت ٹیپ کر لیتے ہیں۔" اس نے ایک کیسٹ ریکارڈر نکال کر میز پر رکھ دیا۔ "اس میں تمہارا ہی تحفظ ہے پھر بھی تم کسی وقت چاہو تو تمہارے وکیل کا بندوبست کر دیا جائے گا۔"

"مجھے وکیل کی ضرورت نہیں ہے۔" راب نے نفی میں سر ہلایا۔ "میرے پاس چھپانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔"

"یہ بڑی اچھی بات ہے، مسٹر راب۔ چھپانے کو کچھ نہ ہو تو پیچیدگیاں نہیں پیدا ہوتیں۔" روئز نے فائل میں سے کاغذات نکال کر سلیقے سے سجائے۔

"مسٹر راب، تم نے پاز ایکسپورٹ انٹر پرائز کا نام سنا ہے۔" اس نے ایک کاغذ پر انگلی رکھی۔

"ہاں، وہ میرے چند بڑے گاہکوں میں سے ایک ہیں۔"

"تم ان کے لیے کیا کرتے تھے؟"

"میں اوپن مارکیٹ سے گولڈ خریدتا تھا۔ ان کا ناولٹی گفٹ کا کاروبار ہے۔ میں گولڈ ان کے کہنے پر درمیانی رابطے کے ذریعے بھیجتا تھا۔"

"درمیانی رابطہ...... آرگوٹ مینوفیکچرنگ؟" روئز نے دوسرے ورق کو آگے کیا۔

"ہاں، آرگوٹ۔"

"تمہاری گولڈ کی شپمنٹ، آرگوٹ وصول کر کے کیا کرتے تھے؟"

"مجھے نہیں معلوم۔ وہ مینوفیکچرر ہیں۔ وہ زیورات بنا سکتے ہیں۔ سونے کی پلیٹ بنا سکتے ہیں...... یا جو "پاز" مطالبہ کریں وہ بنا دیں۔"

"پاز کے لیے "ناولٹی آئیٹمز" روئز نے کاغذات پر نظر ڈالی۔

راب نے کہا۔ "وہ کیا کرتے ہیں، یہ ان کا کاروبار ہے۔ میں ان کے لیے گولڈ خریدتا تھا۔"

"یہ سلسلہ کب سے جاری تھا؟" یہ سوال بوتھ نے کیا۔

"مجھے دیکھنا پڑے گا۔ چھ یا سات سال......"

"چھ سے آٹھ سال۔" روئز کی نظر کاغذات پر تھی۔ "مسٹر راب، اس دوران تمہیں علم نہیں تھا کہ تمہارے بھیجے ہوئے گولڈ سے وہ درحقیقت کیا بناتے تھے؟"

راب کو یہ سوال عجیب سا لگا۔ "بہت سی چیزیں بنائی جا سکتی ہیں۔" راب نے شانے اچکائے۔ "مختلف کسٹمرز کے لیے مختلف اشیا۔ حتیٰ کہ بٹن، قلم، پیپر ویٹ، کف لنکس، زیورات...... وغیرہ۔"

"لیکن اس مدت میں انہوں نے کثیر مقدار میں سونا استعمال کیا ہے۔" بوتھ نے کہا۔ "صرف گزشتہ برس تین ہزار ایک سو پونڈ۔ عام اندازے کے مطابق ایک اونس پر چھ سو چالیس ڈالرز...... یعنی اکتیس ملین ڈالرز، مسٹر راب۔"

بوتھ کی معلومات اور انکشاف نے راب کو متحیر کر دیا۔ اس نے محسوس کیا کہ پسینے کا قطرہ کنپٹی سے پھسل رہا ہے۔ اس نے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ "میں نے بتایا کہ میرا کام خریدنا اور بیچنا ہے۔ وہ مجھے کنٹریکٹ دیتے تھے اور میں ان کو سپلائی۔ دیکھو شاید تم مجھے بتانا چاہ رہے......" راب، بوتھ کو مسکراتے دیکھ کر خاموش ہو گیا۔ روئز فولڈر سے مزید کاغذات نکال رہا تھا۔ کاغذات نہیں، وہ فوٹوگراف تھے۔ سیاہ وسفید، دس انچ لمبے اور آٹھ انچ چوڑے فوٹوگراف...... عام اور غیر اہم اشیا کی تصاویر...... ہتھوڑے، پیچ کس، ہوز پائپ، تالے...... ڈورنابز......

"مسٹر راب، ان میں سے کسی کو پہچانتے ہو؟"

پہلی مرتبہ راب نے محسوس کیا کہ رفتارِ قلب بڑھنی شروع ہو گئی ہے۔

"نہیں۔" اس نے جواب دیا۔

"تم آرگوٹ سے قیمت وصول کرتے تھے...... کک بیکس؟"

"کمیشن۔" راب نے تصحیح کی۔

روئز نے ایک اور شیٹ نکالی۔ "مارکیٹ میں......

کموڈیٹی مارکیٹ میں کمیشن ایک فیصد، ڈیڑھ...... حد سے حد دو فیصد چلتا ہے اور تمہارا چھ فیصد اور بعض اوقات آٹھ فیصد۔ کیا میں غلط ہوں؟'' روئز نے بغور راب کو دیکھا۔

معاً راب کا حلق خشک ہو گیا۔ اس نے باری باری تینوں ایجنٹس کی طرف دیکھا۔ بریف کیس والا اب تک خاموش تھا۔

''جیسے کہ تم نے بتایا کہ بہت زیادہ سونا استعمال کیا گیا ہے۔'' راب نے کہا۔ ''لیکن اس کا انہوں نے کیا کیا...... یہ ان کا مسئلہ ہے۔ میں نے صرف گولڈ سپلائی کیا تھا۔''

''انہوں نے کیا، کیا سونے کے ساتھ۔'' بوتھ کا صبر جواب دینے لگا۔ ''سونا انہوں نے ایکسپورٹ کیا، مسٹر راب۔ یہ فوٹو ناولٹی گفٹس کے نہیں ہیں۔ نہ یہ فولاد، کانسی، تانبے سے بنائے گئے ہیں۔ یہ گولڈ پلیٹڈ بھی نہیں ہیں۔ یہ بُلین ہے۔ ٹھوس سونا۔ ان پر پینٹ کیا گیا تھا پھر عام اشیا کے مانند ایکسپورٹ کی گئیں؟''

''میرا خیال ہے، جنوبی امریکا میں کسی جگہ۔'' راب نے گھٹی ہوئی آواز میں کہا۔ ''میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ سونا میں نے خریدا تھا...... لیکن میں سمجھ رہا ہوں۔''

''تم نہیں سمجھ رہے، مسٹر راب۔'' بوتھ نے آنکھیں چار کیں۔ ''تمہارا ایک پیر دلدل میں بہت گہرا چلا گیا ہے اور دوسرا، ہم جاننا چاہتے ہیں کہ دوسرا پیر اندر ہے یا باہر...... کیا تم جانتے ہو آر گوٹ کی ملکیت کس کے پاس ہے؟''

''ہیرالڈ کورن ریچ۔'' راب نے قدرے اعتماد سے جواب دیا۔ ''میں ہیرالڈ کو اچھی طرح جانتا ہوں۔''

''گڈ، اور پاز؟''

''میرے خیال میں پاز کی ملکیت اسپاسا کے پاس ہے۔ میں چند بار اس سے ملا ہوں۔''

''وہ وکٹر اسپاسا ہے۔'' روئز نے ایک فوٹو آگے کھسکایا۔ ''وہ پاز میں محض ایک آپریٹنگ پارٹنر ہے...... آرٹیکلز آف ان کارپوریشن ''کے مین'' آئی لینڈ میں ''بی کے اے'' انویسٹمنٹ لمیٹڈ کے نام سے ہے۔'' روئز نے چند اور فوٹو دکھائے۔ جن میں نظر آنے والے افراد ہسپانک معلوم ہوتے تھے۔

''ان میں سے کسی کو جانتے ہو؟''

اب راب درحقیقت ہراساں ہو گیا تھا۔ پسینے کا ایک اور قطرہ گردن سے ریڑھ کی ہڈی پر لکیر بنا رہا تھا۔

''نہیں۔'' اس نے شدت سے نفی میں سر ہلایا۔

''وکٹر اسپاسا، رامن رامریز، لوئیس ٹروجیلو...... یہ تینوں ''بی کے اے'' نامی کمپنی کے مرکزی عہدیدار ہیں۔ تمہارے سونے سے جو عام سی اشیا بنا کر وہاں بھیجی جاتی تھیں، وہ لوئیس وصول کرتا تھا۔'' روئز نے ایک اور فوٹو آگے بڑھایا۔ تصویر میں ایک فربہ شخص فینسی سوٹ میں مرسڈیز میں بیٹھا رہا تھا۔

''یہ مارکیڈو فیملی کا لیڈنگ منی منیجرز میں سے ایک ہے...... کولمبین ڈرگ کارٹل کی مارکیڈو فیملی۔''

''کولمبیا!'' راب کے حلق سے پھنسی پھنسی آواز نکلی۔ آنکھیں حلقوں سے ابل پڑیں۔ رنگ فق ہو گیا۔ وضاحت سے جو کہانی ایجنٹ روئز سنا رہا تھا، اس کے بیشتر الفاظ اور جملے راب کی سماعت سے دور تھے...... اسے سننے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ سب کچھ ظاہر اور عیاں تھا۔ اس کا بھیجا ہوا سونا دراصل کولمبیا جا رہا تھا۔ سات آٹھ سال سے۔ خود راب کمیشن کے ساتھ جو قیمت وصول کرتا رہا تھا، وہ منشیات کی آمدنی تھی۔ کولمبین ڈرگ مافیا کے کاروبار سے حاصل شدہ بلیک منی۔

اچانک راب اچھل پڑا ''نہیں۔'' اس کے اعصاب بے قابو ہو گئے تھے۔ وہ بلند آواز میں بول رہا تھا۔ ''میں قسم کھاتا ہوں، میرا اس سیاہ دھندے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں سونا بیچتا ہوں...... اور بس۔ ایسا دوسرے بھی کرتے ہیں۔ وکٹر نے مجھ سے رابطہ کیا تھا۔ اگر تم لوگ مجھے ڈرانا چاہتے ہو تو تم اپنے مقصد میں کامیاب رہے ہو۔ لیکن کولمبیا، مارکیڈو میرا اس کاروبار سے کوئی تعلق نہیں، میرے ساتھ کیا کیا جا رہا ہے؟''

بوتھ نے اپنا رخسار کھجایا۔ جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہ ہو۔

''جب وکٹر تم سے ملا تو وہ کیا چاہتا تھا؟''

''وہ گولڈ خریدنا چاہتا تھا۔ وہ گولڈ سے مختلف آئٹم بنانا چاہتا تھا۔''

''اور آر گوٹ مینوفیکچرنگ کیسے درمیان میں آئی؟''

راب بل کھا کے رہ گیا۔ وہ سوال کا مقصد سمجھ گیا۔ آر گوٹ، راب کے دوست کی کمپنی تھی۔ ہیرالڈ۔ اس نے ہیرالڈ کو وکٹر سے ملوایا تھا پھر یہ سلسلہ برسوں چلتا رہا۔ وکٹر ادائیگی، ہیرالڈ اور وہ راب کو کرتا تھا۔

پہلی بار نارڈوزی گویا ہوا...... جسٹس ڈپارٹمنٹ کا وکیل۔ وہ آگے کی جانب جھکا۔ ''مسٹر راب، اب تم سمجھ گئے ہو کہ منی لانڈرنگ کیا ہوتی ہے؟''

☆☆☆

راب کو لگا، کسی نے اس کے پیٹ میں گھونسا مارا ہے۔
اس کا چہرہ سفید پڑ گیا۔ ''میں کچھ نہیں سمجھا۔'' مسامات نے پسینا اگل دیا قمیص کی پشت تر ہونے لگی تھی۔ ''میں قسم کھاتا ہوں۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ سونے کے ساتھ کیا کر رہے ہیں...... سونا کیسے اور کہاں جا رہا ہے؟''

''تم نے کہا وکٹر تمہارے پاس آیا تھا؟''

''ہاں، وہ گولڈ سے مینوفیکچرنگ کے لیے میرا تعاون چاہتا تھا۔ میں نے اپنے دوست ہیرالڈ یعنی آر گوٹ کمپنی سے ملوا دیا۔ اس طرح میں وکٹر کے ریکارڈ پر بروکر تھا۔ ہیرالڈ سے ملوانے پر اس نے مجھے زیادہ کمیشن دیا۔ بی کے اے کا نام میں نے کبھی نہیں سنا۔ ہیرالڈ ایک اچھا آدمی ہے۔ میں بہت عرصے سے اسے جانتا ہوں۔''

''تم ''ریکو اسٹیٹس'' کا مطلب جانتے ہو؟'' یو ایس اٹارنی نے بریف کیس کھولا۔ ''یا پیٹریاٹ ایکٹ کے معنی؟''

''ریکو (RICO)......'' راب سناٹے میں آ گیا۔

''تم لوگ کیا سوچ رہے ہو؟'' (RACETEER INFLUENCED+CORRUPT ORG.ACT)

اٹارنی نے اسے ریکو کے بارے میں سمجھایا۔ راب کو اس وضاحت کی ضرورت نہیں تھی۔ یہ منی لانڈرنگ یا گورنمنٹ کے ساتھ فراڈ کرنے والوں پر لاگو ہوتا تھا۔ پیٹریاٹ ایکٹ کی وضاحت کے ساتھ اٹارنی نے کہا۔ ''2001ء سے یہ قانون ہے کہ باہر سے آنے والی رقم اگر بیس ہزار ڈالرز سے زیادہ ہے تو اسے رپورٹ کیا جائے۔ بصورت دیگر یہ غیر قانونی سمجھا جائے گا۔''

راب کے گھٹنوں پر ہتھوڑے کے مانند ضرب لگی۔

''پیٹریاٹ ایکٹ کی بات کیوں ہو رہی ہے؟''

''مسٹر راب، تم بدبودار دلدل میں گردن تک اتر گئے ہو...... کوئی راستہ ہے تمہارے پاس؟'' بوتھ کا لہجہ سپاٹ تھا۔

''راستہ؟'' اس کا سر گھومنے لگا۔ ''مجھے وکیل کی ضرورت ہے۔''

''نہیں، نہیں...... وکیل نہیں...... تمہیں پورا جسٹس ڈپارٹمنٹ درکار ہے۔ پھر بھی بات نہیں بنتی۔'' بوتھ نے سرد آواز میں کہا۔

روبز نے پانی کا گلاس بڑھایا۔ ''ہاں ایک راستہ ہے۔''

''کیسا راستہ؟'' راب نے پانی پیا۔

''فیڈرل پریزن سے بیس سال باہر رکھنے کا واحد راستہ۔'' بوتھ نے سنجیدگی سے کہا۔

راب کے پیٹ میں گڑگڑاہٹ ہوئی۔ اس نے حلق کی رطوبت اور آنکھوں کے پانی کو واپس کھینچا۔ ''کیسے؟''

''وکٹر، مسٹر راب۔ وکٹر، رامن، امریز اور لوئیس کا ہیڈ ہے۔ تم نے فلمیں دیکھی ہوں گی۔ ہم اسی طرح کام کریں گے۔ تم سیڑھی سے اوپر جانے کے لیے ہماری مدد کرو۔ انہیں غائب کرنا ہمارا کام ہے...... سمجھ رہے ہو۔ تمہارے دوست ہیرالڈ کا کام بھی ختم سمجھو۔''

راب کو ہیرالڈ کے ساتھ فیملی ٹرمز کا خیال آیا۔ ''اس کے ساتھ میرے بیس سال پرانے مراسم ہیں۔''

''سمجھ لو کہ وہ تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ اپنے بارے میں سوچو۔''

''تمہاری ایک اچھی فیملی ہے۔'' روبز نے کہا۔ ''جن کی تصاویر تمہارے آفس میں لگی ہیں۔ تم فیڈرل پریزن میں جاؤ گے تو ان کا کیا ہوگا...... بیس سال۔ وہ لوگ جیتے جی مر جائیں گے۔''

راب کے سینے میں کھولن ہونے لگی۔ اس نے اٹھ کر دیوار پر گھونسا مارا۔

''کیوں کر رہے ہو یہ...... میں نے صرف دو آدمیوں کو ملوایا۔ اسٹریٹ پر آدھے لوگ یہ کام کر رہے ہیں اور پیٹریاٹ ایکٹ صرف میرے لیے ہے۔ کیا گولڈ کا کاروبار جرم ہے؟''

وہ تینوں خاموش رہے۔ راب واپس میز پر آ گیا۔

''مجھے وکیل چاہیے۔'' اس نے ہتھیلی کی پشت سے پیشانی کا پسینا صاف کیا۔

''وکیل تو آ جائے گا لیکن تم اپنا آخری موقع بھی گنوا دو گے۔ تمہارے پاس بہترین آپشن ہے کہ ہم سے بات کرو۔ وکیل کو بلانے سے پہلے یہ دیکھ لو۔'' روبز نے فوٹو اس کے حوالے کیا۔ راب نے فوٹو دیکھا اور اس کی بچی ہوئی توانائی بھی اختتام پذیر ہو گئی۔ یہ ایک نہیں کئی فوٹو تھے۔ درمیانے قد کا مونچھوں والا آدمی راب کے آفس میں اس کے ساتھ دکھائی دے رہا تھا۔ کہیں کھڑکی کے پاس، کہیں میز پر، کہیں سڑک پار کرتے ہوئے اور کہیں دونوں چائنا گرل میں لنچ کر رہے تھے۔

''آئیون بیروآ۔'' راب نے سرگوشی کی۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور چوتھے آدمی نے قدم اندر رکھا۔ راب کی

آنکھیں چوڑی ہوگئیں۔ وہ آئیون بیرڈ آ تھا۔ اس وقت وہ مختلف لباس میں تھا اور سوٹ زیب تن کیا ہوا تھا، جس پر بیج لگا تھا۔

''میرا خیال ہے تم ایجنٹ ایسپوسیٹو کو پہچانتے ہو۔ اگر نہیں تو تم دونوں کی میٹنگز کی ریکارڈنگ چلائی جائے؟''

راب سانس لینا بھول گیا۔ کان سائیں سائیں کررہے تھے۔ وہ گردن تک نہیں سر تک دلدل میں اتر گیا تھا۔

☆☆☆

نتالی نے بروقت فورڈہام روڈ پر بارہ دس والی ٹرین پکڑی۔ وہ لارچ مونٹ میں واقع گھر کی طرف جارہی تھی۔

وہ میڈیکل کالج سے چند ذاتی استعمال کی اشیا لے کر نکلی تھی اور گریگ کے لیے ایک مختصر پیغام چھوڑ دیا تھا۔ دوران سفر اس کے حواس مختل ہوئے جارہے تھے۔ ذہن ٹھیک طرح کام نہیں کررہا تھا۔ ماں کی کال نے اس کے ہوش اڑا دیے تھے۔ ڈیڈ کو ایف بی آئی نے گرفتار کرلیا ہے۔ ماں کی آواز میں لرزش اور دہشت نہ ہوتی تو نتالی اسے مذاق ہی سمجھتی۔

لیکن ماں کی آواز حقیقت بتا رہی تھی...... منی لانڈرنگ، غیر قانونی لین دین...... اسے یقین تھا کہ ڈیڈ منافع سے زیادہ دیانت داری کو اہمیت دیتے تھے۔ کیش میں اونچ نیچ ہوسکتی تھی...... کبھی کبھار...... ٹیکس بچانے کے لیے چھوٹا موٹا ہیر پھیر یا پھر کبھی کمپنی کی ٹیبل پر فیملی کو ڈنر دینا...... ایسا کوئی بھی کرسکتا تھا۔

لیکن ''ریکو'' اسٹیٹس، کرمنل کمپنی کے ساتھ کاروبار...... ایف بی آئی، وہ چکرا گئی۔ وہ اپنے باپ کو جانتی تھی۔ یہ ناممکن ہے۔ وہ ٹرین کی آخری کار میں تھی۔ ٹکٹ لے کر اس نے سر شیشے سے ٹکا دیا۔ وہ سانسوں کو ہموار رکھنے کی کوشش میں مصروف تھی۔

''ساکھ ہی سب کچھ ہوتی ہے۔'' اس کے ڈیڈ ہمیشہ یہی سبق پڑھاتے تھے۔ ان کے کاروبار کی بنیاد ہی ساکھ تھی۔ نتالی نے خود دیکھا تھا، ڈیڈ نے کئی منافع بخش سودے اصولوں کی بنیاد پر ٹھکرا دیے تھے۔ اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ وہ سب سے بڑی تھی۔ ڈیڈ کے ساتھ اس کا رشتہ بھی بہت مضبوط تھا۔ وہ محبت بھی اس سے بہت کرتے تھے۔ وہ ایک پُرکشش شخصیت کی مالک تھی اور حیرت انگیز طور پر ہالی ووڈ کی ہیروئن نتالی پورٹ مین سے ملتی تھی۔ ڈیڈ ہمیشہ اسے ''نیٹ'' کہہ کر بلاتے تھے۔ ڈیڈ اسے اکثر چھیڑتے تھے کہ وہ اتنی خوب صورت کیسے ہوگئی۔ بچپن میں وہ کافی موٹی تھی۔

وہ کہتے تھے کہ اسے میڈیکل کے بجائے ہالی ووڈ میں ہونا چاہیے تھا۔ نتالی کے لیے اور اس کے بہن بھائی کی خاطر کتنی بار وہ کام چھوڑ کر آگئے تھے۔ ایک مرتبہ وہ ایملی کے اسکواش ٹورنامنٹ میں اچانک پہنچے تھے۔ وہ اپنی فیملی کے ساتھ وابستہ تھے۔ ایک اچھے شوہر اور ایک اچھے باپ کے مانند۔ نتالی کے دادا کا انتقال ہوچکا تھا۔ نتالی کو یاد پڑتا تھا کہ اس کے دادا کا انتقال شاید کار کے حادثے میں ہوا تھا۔

نتالی کا دماغ ماؤف ہوگیا۔ ''ڈیڈ، یہ کیا ہوگیا؟''

اچانک اس کے مرض کی علامات ظاہر ہونے لگیں۔ وہ جب سترہ سال کی تھی، تب ذیابیطس ٹائپ A کا شکار ہوگئی تھی۔ تناؤ کی حالت میں اس کا خطرہ بڑھ جاتا تھا۔ اس نے بیگ کھول کر بلڈ مانیٹر نکالا۔ وقت کے ساتھ وہ مرض کو سنبھالنے کے قابل ہوگئی تھی۔ ڈائٹ اور سرگرمیوں میں تبدیلی کے ساتھ جذباتی اتار چڑھاؤ کا بھی خیال رکھنا پڑتا تھا۔ دن میں دو مرتبہ دوا لینی پڑتی تھی۔ ڈیجیٹل میٹر کی ریڈنگ پر 282 کے ہندسے چمک رہے تھے۔ ''اوہ گاڈ، یہ زیادہ ہے۔'' اس نے کٹ نکال کر سرنج کے ذریعے اٹھارہ یونٹ انسولین لی۔ سویٹر اٹھا کر پسلیوں کے قریب پیٹ میں آہستگی سے انسولین منتقل کردی...... مرض سے متعلق ابتدائی گھبراہٹ پر اس نے برسوں پہلے قابو پالیا تھا۔ ڈیڈی اکثر و بیشتر اسے یاد دلاتے کہ اس کے اندر ایک فائٹر چھپا ہے۔

دوا لینے کے بعد سر اور آنکھوں کی دھمک، حلق کی خشکی اور تھکن کا احساس معدوم ہونے لگا۔ ٹرین لارچ مونٹ کے قریب پہنچ گئی تھی۔ اس کے گھر کے قریب ماں کی سلور رنگ کی لیکسس کھڑی تھی۔ پہلے ڈیڈ ہر معاملہ سنبھال لیتے تھے اب شاید اس کی باری تھی۔ انتہائی کٹھن مرحلہ تھا۔ اسے بالکل مختلف اور انجانے حالات کا سامنا تھا۔

☆☆☆

سیاہ لنکن لیمو، راب کے وکیل نے ارینج کی تھی۔ ان کا رخ ویسٹ چیسٹر والے گھر کی جانب تھا۔ یہ ایک مشکل اور تکلیف دہ سفر تھا۔ ایک گھنٹے قبل بنجامن راب، یو ایس کورٹ ہاؤس کے جج میوریئل سپرسٹین کے سامنے تھا۔ کورٹ ہاؤس، فولی اسکوائر پر تھا۔ وہ لمحات، وہ وقت راب کی زندگی کے لیے سب سے اذیت ناک اور شرمناک تھا۔ فرد جرم عائد کرتے وقت اس کو کوئی رعایت نہیں دی گئی، راب نے بدقت تمام خود کو قابو میں رکھا تھا۔ جج کی آواز اسے بلیڈ کے مانند کاٹ رہی تھی۔

وکلا اور جج کی گفت و شنید کے بعد دو ملین ڈالر کی

ضمانت دی گئی۔ تاہم یہ واضح کر دیا گیا تھا کہ یہ ضمانت راب کی حقیقی رہائی کا پروانہ نہیں ہے۔ ایک گھنٹے بعد وہ سیاہ لنکن لیمو میں ویسٹ چیسٹر جا رہا تھا۔ وکیل میل کیپٹن، راب سے کیس کی باریکیوں پر بات کر رہا تھا۔ ''ریکو'' کی حد تک اس کا کہنا تھا کہ سونے کے متعلق وہ اپنی لاعلمی ظاہر کر چکا ہے۔ چنانچہ یہ تسلیم شدہ نہیں ہے کہ وہ جانتا تھا۔ سونے کے ساتھ کیا کیا جا رہا تھا۔ یہ امر متنازعہ ہے۔ یہ بھی حقیقت تھی کہ وکٹر بھی تسلیم نہیں کرے گا کہ اس نے جو ادائیگی راب کو کی، وہ منشیات کی آمدنی سے حاصل کی گئی تھی۔

راب کو احساس تھا کہ حرص کے تحت وہ فاش غلطیاں کر گیا تھا۔ اسے زیادہ کمیشن وصول نہیں کرنا چاہیے تھا یا پھر زائد کمیشن کی علت تلاش کرنی چاہیے تھی۔ نہ اس نے یہ سوچا کہ ایک ہی چینل سے بھاری مقدار میں سونا جاتا رہا تو اصل مقصد کیا تھا...... کل سرکار کے ساتھ میٹنگ میں اس کی زندگی کے آنے والے بیس برسوں کا فیصلہ ہونا تھا۔

سب سے بڑا مسئلہ آئیون بیرو آ تھا۔ راب کی آواز بھی موجود تھی۔ بیرو آ سے وہ اس قسم کی ڈیل کے بارے میں بات چیت کرتا رہا تھا۔ وکیل میل کیپٹن سے راب کی دس سالہ پرانی دوستی تھی۔ وہ ہر ممکن کوشش کر رہا تھا کہ کیس کی کوئی کمزوری تلاش کر لے...... کوئی معمولی سا رخنہ۔

جبکہ راب کے لیے دشوار ترین مرحلہ فیملی کو فیس کرنا تھا جو اس پر بھروسا کرتے تھے۔ اس کی عزت کرتے تھے۔ بیس سال پرانے رشتے، لمحوں میں بکھر سکتے تھے...... ہر شے بدلنے جا رہی تھی۔ راب کے پیٹ میں اینٹھن ہونے لگی۔ وہ اس کے بارے میں کیا سوچیں گے؟ وہ اس کی بات کیسے سمجھیں گے؟ کل کو ایک آدھ روز میں میڈیا کے ذریعے سب کچھ عوام میں چلا جائے گا۔ کیا وہ دن پھر آئے گا۔ کیا وہ مجھے سمجھ جائیں گے...... مجھے معاف کر دیں گے؟ اس نے اپنی فیملی کو تباہ کر دیا تھا۔ دوسروں کی نظر میں گرا دیا تھا۔ ان کا مان توڑ دیا تھا۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ آج جو کچھ ہوا، یہ اختتام نہیں تھا...... راب اس بات سے آگاہ تھا۔

سچ سامنے آنا ہی ہے تو اسے پورا آنا چاہیے......

وہ گھر پہنچ گئے تھے۔

''آؤ۔'' میل کیپٹن نے اس کا بازو پکڑا۔

''نہیں۔ یہ اب گھر نہیں صرف ایک مکان ہے۔ جو چیز اہم ہے وہ اس میں بسنے والے افراد ہیں۔ اس کی فیملی کچھ نہیں سہے گی۔ انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ جو کچھ کرنا ہے، مجھے...... خود کرنا ہے۔'' اس نے دکھی آواز میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم اندر آؤ۔''

☆☆☆

نٹالی، چھوٹی بہن ایملی اور ماں کے ساتھ کچن میں تھی۔ جب سیاہ کار ڈرائیو وے میں داخل ہوئی۔

''ڈیڈ آ گئے۔'' ایملی چیخ اٹھی۔ وہ بیرونی دروازے کی جانب لپکی۔ نٹالی نے ماں کے چہرے پر ہچکچاہٹ دیکھی۔ شاید وہ خوف زدہ تھی...... کیا ہونے والا ہے؟

''سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' نٹالی نے ہاتھ پکڑ کر ماں کو دروازے کی طرف بڑھایا۔ ''جو کچھ بھی ہے۔ ڈیڈ ٹھیک کر لیں گے۔''

شیرن نے سر ہلا کر قدم اٹھائے......

وہ راب کو میل کیپٹن کے ساتھ کار سے اترتا دیکھ رہے تھے۔ ایملی نے دوڑ لگا دی اور سیدھی باپ کی بانہوں میں سما گئی۔ ''ڈیڈا''

راب، ایملی کو بانہوں میں لیے شیرن اور نٹالی کو دیکھ رہا تھا۔

''اوہ، نہیں......'' شیرن نے آہستہ سے قدم بڑھائے۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ راب نے اسے گلے لگایا۔ نٹالی بغور باپ کی ہر حرکت کا جائزہ لے رہی تھی۔ راب کی حرکات ہمیشہ کی طرح کی نہیں تھیں۔

''نیٹ'' اس نے ہمیشہ کی طرح اسے نیٹ کے نام سے پکارا۔ ''تمہیں یہاں دیکھ کر خوشی ہوئی۔''

''اوہ ڈیڈی......'' نٹالی نے بھاگ کر ایک بازو باپ کے گلے میں حمائل کر دیا اور سر اس کے شانے پر ٹکا دیا۔ نٹالی نے کبھی باپ کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات نہیں دیکھے تھے۔

''چیمپئن، تم کہاں ہو؟'' راب نے جسٹن کو آواز دی۔

''ہائے، ڈیڈ۔'' وہ بھی اُن کے ساتھ آن ملا۔ وہ سب ایک ساتھ اندر گئے اور لیونگ روم میں بیٹھ گئے۔ ایملی، باپ کی گود میں تھی۔ وہاں ایک پُراسرار اور بے آرام کر دینے والا سکوت تھا۔

''سب سے پہلے میں یہ کہوں گا کہ تم میں سے کسی کو خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔'' راب نے سکوت کا پردہ چاک کیا۔ ''میرے بارے میں تم لوگ چند بری باتیں سنو گے۔ تاہم سب سے اہم بات یہ ہے کہ میں بے قصور ہوں۔ میل کیپٹن کا کہنا ہے کہ ہمارا کیس خاصا مضبوط ہے۔''

''بین، یقیناً ہم سمجھتے ہیں کہ تم بے قصور ہو۔ لیکن کس معاملے میں؟'' شیرن نے استفسار کیا۔
''منی لانڈرنگ، فراڈ......'' بین راب نے کافی تفصیل گوش گزار کی۔
''کیسے؟ کس کے ساتھ؟''
''وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں، اس کے مطابق میں نے کسی کو مرچنڈائز سپلائی کی تھیں۔ جن کا انہوں نے غلط استعمال کیا۔''
''مرچنڈائز؟'' ایملی نہیں سمجھی تھی۔
''گولڈ، ہنی......'' راب نے کہا۔
''تو اس میں کیا خرابی ہے؟'' نٹالی نے کہا۔ ''یہ آپ کا کاروبار ہے۔''
''یقین کرو۔ میں نے یہی سمجھایا تھا...... تاہم مجھ سے چند غلطیاں سرزد ہوئی تھیں۔''
شیرن، شوہر کو تک رہی تھی۔ ''تم نے گولڈ کسے سپلائی کیا تھا؟''
بین راب نے تھوک نگلا اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسا لیں۔ ''ڈرگ ٹریفکرز، شیرن، کولمبینز۔''
شیرن کا منہ کھل گیا۔ اس نے ہنسنے کی کوشش کی۔
''بین، تم مذاق کر رہے ہو۔''
''نہیں، شیرن میں قطعی لاعلم تھا۔ میں حسب معمول اپنا کام کر رہا تھا۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ وہ لوگ سونے کے ساتھ کیا کر رہے ہیں اور کس طرح اسے کہاں پہنچا رہے ہیں۔'' راب نے کچھ اور وضاحت کی۔
''میں نہیں سمجھی۔'' نٹالی نے کہا۔ ''انہوں نے آپ کو گرفتار کیوں کیا؟''
راب نے مزید وضاحت کی...... منشیات کی آمدنی کا ذکر بھی آیا۔
''کیا تم بھی پارٹی تھے؟'' شیرن کی آواز لرز اٹھی۔
''یہ کیسے ممکن ہے، شیرن؟'' راب نے کہا۔
''تو پھر تم نے کس کو ان کے ساتھ متعارف کرایا تھا؟''
راب نے سر جھکا لیا۔ ''ہیرالڈ۔ وہ بھی پھنس گیا ہے۔''
''اوہ گاڈ، بین...... یہ تم دونوں نے کیا کر دیا؟''
نٹالی کو لگا جیسے اس کے پیٹ میں گرہ پڑ گئی ہے۔
''ڈیڈ، وہ آپ سے کیا چاہتے ہیں؟''
''گواہی، ہیرالڈ کے خلاف...... اور کولمبینز کے خلاف۔''
''مقدمہ؟''
''ہاں۔''
''نہیں۔'' شیرن کھڑی ہو گئی۔ اس کی آنکھوں میں حیرت اور غصے کا پانی تھا۔ ''ہماری زندگیوں کا انحصار اس بات پر ہے کہ ہم ریاست کی طرف سے گواہی دیں...... وہ بھی بہترین دوستوں کے خلاف۔ تم ایسا نہیں کر سکتے، بین۔ یہ تمہارے لیے بھی اعترافِ جرم ہوگا...... ہم لڑیں گے۔ یہ ہمارا حق ہے۔''
''ہاں، لڑیں گے، شیرن...... لیکن......''
''لیکن...... کیا؟''
''لیکن یہ کہ کولمبین لارڈز، سات آٹھ برس مجھے جو ادائیگی کرتے رہے...... وہ منشیات کی آمدنی تھی۔'' راب کی آواز خلافِ توقع بلند ہو گئی۔ بلند آواز میں کچھ اور بھی تھا۔ کچھ اجنبی سا...... نٹالی نے یہ آواز اور انداز کبھی نہیں دیکھا تھا۔ آواز میں کوئی بات تھی، جو باپ کی مکمل معصومیت کے خلاف تھی۔ سب خاموشی سے دیکھ رہے تھے...... سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔
پھر جسٹن نے منہ کھولا۔ ''ڈیڈ، آپ جیل نہیں جا رہے؟'' جسٹن نے وہ سوال کر دیا، جو سب کے ذہنوں میں گھوم رہا تھا۔
''نہیں، چیمپئن۔'' راب نے کہا۔ ''اس فیملی کا کوئی فرد جیل نہیں جائے گا۔''

☆☆☆

لوئیس زیادہ سوالات نہیں کرتا تھا۔ وہ چار سال سے امریکا میں تھا۔ کاغذات کے مطابق وہ اپنی بہن سے ملنے آیا تھا لیکن یہ ایک جھوٹ تھا۔ امریکا میں اس کا کوئی رشتے دار نہیں تھا۔ وہ یہاں کام کی غرض سے آیا تھا۔ وہ کام خوب کرتا تھا۔ اسے خاص طور پر چن کر بھیجا گیا تھا۔ وجہ اس کے کام کرنے کی صلاحیت تھی۔
وہ مارکیڈو کے لیے کام کرتا تھا۔ ڈرٹی جابز۔ اسے اور دیگر ارکین کو قسم اٹھانا پڑتی تھی جس کے بعد کیا؟ کیوں؟ کیسے؟ کا سوال ختم ہو جاتا تھا۔ لوئیس، کیڈیلاک میں سفر کر رہا تھا۔ ڈرائیور تھامس نام کا لڑکا تھا جو بمشکل بیس اکیس سال کا ہوگا۔ وہ اگر بے پروا نہ ہوتا تو ایک اچھا اور بے خوف ڈرائیور ہوتا۔ لوئیس اس کے ساتھ پہلے بھی کام کر چکا تھا۔ ڈرٹی جابز۔

لوئیس کچھ وقت کے لیے سوچوں میں گم ہو گیا۔ کزنز، برادرز...... پورے پورے خاندان۔ سب ایک ہی اوتھ سیریمنی سے گزرتے تھے۔ ''فریدرنیدا'' جس کے بعد وہ سب ایک برادری یا برادرانہ رشتے میں بندھ جاتے تھے۔ ہمیشہ کے لیے نہ ٹوٹنے والا رشتہ۔ جس کی بنیاد ناقابلِ شکست اتحاد پر مبنی تھی۔ ''فریدرنیدا'' اگر لوئیس ''کام'' کے دوران مارا جاتا تو یہ ایک عام بات سمجھی جاتی۔ وہ موت کے لیے تیار رہتے تھے۔ اب یہ مدت کم ہو یا زیادہ...... ''فریدرنیدا'' کا بندھن موت پر ٹوٹتا تھا۔ موت وفاداری کے ساتھ ہو یا غداری کے ساتھ۔ ہائی وے سے انہوں نے منتخب روٹ پکڑا اور منزل کی طرف بڑھتے گئے۔ وہ گھر وسیع رقبے پر پھیلا ہوا تھا۔ جہاں انہوں نے گاڑی روک کر روشنیاں بند کر دیں۔ وہ خاموشی سے اطراف کا جائزہ لے رہے تھے۔

''شروع ہو جاؤ۔'' تھامس نے اسٹیئرنگ پر انگلیاں بجائیں۔ لوئیس نے قدموں میں پڑا بیگ اٹھایا۔ باس کی ہدایات مختصر اور واضح تھیں۔ لوئیس کو پروا بھی نہیں تھی۔ وہ ٹارگٹ سے نہیں ملا تھا۔ اس کا نام تک نہیں جانتا تھا۔ اسے یہ بتایا گیا تھا کہ ٹارگٹ ''فیملی'' کے لیے نقصان دہ ہے۔ لوئیس کے لیے اتنا جان لینا کافی تھا۔ لوئیس کی دوسری خوبی یہ تھی کہ وہ زیادہ سوچتا نہیں تھا۔ وہ کار سے نکلا تو اس کے ہاتھ میں ٹیک-9 (TEC-9) آٹومیٹک مشین پسٹل تھا۔ ایک ایکسٹرا کلپ بھی اس نے ساتھ رکھا تھا۔ اس نے روشن گھر کی جانب دیکھا۔

☆☆☆

نٹالی نے اس روز گھر پر رکنے کا فیصلہ کیا تھا۔ ماں ذہنی طور پر پریشان حال تھی۔ اس نے خود کو کمرے میں بند کر لیا تھا۔ ایملی اور جسٹن بھی صدمے کی کیفیت سے دوچار تھے۔ نٹالی نے ان کو بہلانے کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ ڈیڈ نے ان دونوں کو نیچے نہیں آنے دیا تھا۔ آخر ایملی آئی پاڈ اور جسٹن وڈیو گیم میں منہمک ہو گیا۔ نٹالی نیچے آ گئی...... ڈیڈ، الگ تھلگ اپنے مخصوص کمرے میں بیٹھے تھے۔ گود میں ایک میگزین پڑا تھا۔ دیوار پر پلازما ٹی وی پر سی این این کی خبریں چل رہی تھیں۔

نٹالی دروازے میں کھڑی رہی۔ اس کی کوشش تھی کہ چہرے کے تاثرات خوشگوار رہیں...... راب بیٹی کو دیکھ کر مسکرایا۔ ''آجاؤ۔'' راب نے ٹی وی کی آواز کم کر دی۔ ''شاٹ لے لیا تم نے؟''

''ڈیڈ، اب میں تیئس برس کی ہو گئی ہوں۔''

''اوکے، اوکے۔''

نٹالی کاؤچ پر ڈیڈ کے قریب بیٹھ گئی۔ راب نے کالج کے بارے میں استفسار کیا...... نٹالی بھی براہِ راست گرانماری کے موضوع کی طرف نہیں آنا چاہ رہی تھی۔ اس نے بتایا کہ وہ کالج میں کیا کر رہی ہے۔ اس کی ٹیکنیکل گفتگو راب کے سر پر سے گزرتی رہی۔ نٹالی نے بھی محسوس کر لیا۔ اچانک وہ بولی۔

''ڈیڈ، ایک دن آپ مجھ پر فخر کریں گے۔''

راب نے مسکراتے ہوئے میگزین ایک طرف رکھ دیا۔ ''میں نے ہمیشہ تم پر فخر کیا ہے، نیٹ۔''

نٹالی نے محسوس کیا کہ وہ موضوع بدل سکتی ہے۔ ''ڈیڈ آپ مجھے بتاؤ گے نا؟''

''وہاٹ، سویٹ ہارٹ؟''

نٹالی ہچکچائی۔ ''آپ نے کوئی غلط کام نہیں کیا؟''

''نیٹ، میں نے بتایا تھا...... میل کیپٹن بھی......''

''میں قانون کی بات نہیں کر رہی۔ میرا مطلب ہے، آپ سے ایسی کوئی غلطی ہوئی ہو جو ہمارے علم میں ہونی چاہیے۔''

''تم کیا کہہ رہی ہو؟''

''میں خود الجھن میں ہوں۔ کیا کہوں......''

راب نے سر ہلایا۔ بیٹی کی آنکھوں میں دیکھا لیکن خاموش رہا۔

''ڈیڈی، یہ میرے لیے اہم ہے...... آپ کون ہیں۔ ہمارا کاروبار، مہنگی ترین جگہوں پر گھومنا...... ہم ہمیشہ ''فیملی'' کی بات کرتے رہے ہیں، جو تصویروں تک محدود نہیں تھی۔ یہ فیملی آپ سے جڑی ہے۔ میرے یقین کی بنیادیں ہمیشہ آپ کے اندر تھیں۔ میں کسی اور کو نہیں دیکھنا چاہتی۔ مجھے آپ کی ضرورت ہے۔ پہلے کی طرح...... ہمیشہ کی طرح۔''

راب مسکرایا۔ ''نیٹ، تمہیں کسی اور کو دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ میں وہی ہوں۔ پہلے کے مانند۔''

''آپ نے ہم سب کو کبھی شرمندہ نہیں ہونے دیا اور آپ آئندہ بھی نہیں ہونے دیں گے۔ میں آپ پر یقین رکھتی ہوں۔''

''تم ٹھیک کرتی ہو۔'' راب نے اسے سینے سے لگا لیا۔ نٹالی کی آنکھوں سے آنسو پھسل پڑے۔

''ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم سب آپ کے پیچھے کھڑے ہیں۔ ہم لڑیں گے۔'' نٹالی نے کہا۔

''وہ پندرہ بیس سال کی بات کررہے تھے۔ نیٹ اس وقت تک تو تمہاری شادی بھی ہو جائے گی...... تمہاری اپنی فیملی ہوگی۔ وہ فیڈرل پریزن کی بات کررہے تھے۔'' راب نے کہا۔

''ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ آپ نے کچھ نہیں کیا۔ آپ اور ہم فائٹ کریں گے۔''

''ہاں۔'' راب نے آہستہ سے کہا اور نٹالی کے آنسو صاف کیے۔ قدموں کی آہٹ ابھری...... شیرن دروازے میں کھڑی تھی۔ باہر کسی گاڑی کا دروازہ بند ہوا۔ کوئی ڈرائیووے میں تھا۔

''کون ہے؟'' شیرن نے رخ پھیرا۔

''شاید نیویارک ٹائمز۔'' راب نے اندازہ لگایا۔

دفعتاً گولیوں کی بوچھاڑ نے کھڑکیوں کے پرخچے اُڑا دیے۔

☆☆☆

بے تحاشا گولیاں برس رہی تھیں...... راب نے خود کو نٹالی پر گرا دیا۔ ''اٹھنا مت۔'' وہ شیرن کی جانب لپکا۔ وہ جھکی ہوئی حالت میں متحرک تھی۔ شیرن پر سکتہ طاری تھا۔ راب نے اس کا لبادہ پکڑ کر کھینچا اور اسے زمین بوس کردیا۔

''نیچے رہو، نیچے رہو۔'' وہ چیخ رہا تھا۔ فائرنگ نے سماعت مفلوج کردی تھی۔ دہشت کا سماں تھا۔ الارم بھی شور مچا رہا تھا۔ نٹالی نے محسوس کیا کہ حملہ آور کمرے میں ہیں۔ اسے یقین ہوگیا کہ وقتِ اجل آن پہنچا ہے۔ گھر کا ہر فرد شور مچا رہا تھا۔ نٹالی کے دونوں ہاتھ کانوں پر تھے، دل حلق میں دھڑک رہا تھا۔

''اوہ، نو۔'' جسٹن اور ایملی اوپر تھے۔

''ایمی، جسٹن...... نیچے مت آنا۔'' راب حلق کے بل دہاڑا تھا۔ گولیاں بارش کی طرح برس رہی تھیں...... دیواریں اور فرنیچر اُدھڑ چکے تھے۔ نٹالی نے اندازہ لگایا کہ حملہ آور کھڑکی میں سے فائرنگ کررہا تھا۔ ان کی قسمت یاوری کررہی تھی۔ الارم کے ساتھ منسلک پاور سسٹم از خود آف ہوگیا تھا۔ بصورت دیگر یہ ایک خوفناک اور حتمی قاتلانہ حملہ تھا۔ جس کی زد سے بچنا محال تھا۔

حملہ جس طرح شروع ہوا تھا، معاً اسی طرح تھم گیا۔ یک دم سکوت طاری ہوا تو لگا جیسے سناٹا بھی گونج رہا ہے۔ گاڑی کا انجن اسٹارٹ ہوا اور آواز دور ہوتی چلی گئی۔ کافی دیر تک تینوں فرش کے ساتھ چپکے رہے۔ خوف کا سایہ گہرا تھا۔ سکوت میں بھی دہشت بول رہی تھی۔ نٹالی کا لہو رگوں میں جم گیا تھا...... دھیرے دھیرے سے دھڑکن کا احساس ہوا۔

''وہ چلے گئے ہیں۔'' راب کی آواز آئی۔ ''تم دونوں ٹھیک ہو؟''

''شاید۔'' شیرن بڑبڑائی۔ نٹالی نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔ گولیاں اس کثرت سے برسائی گئی تھیں کہ وہ جگہ میدانِ جنگ کا منظر پیش کررہی تھی۔ ایملی اور جسٹن بھی نیچے آگئے تھے اور منہ پھاڑے صورتِ حال کا جائزہ لے رہے تھے۔ شیرن نے دونوں کو بانہوں میں لے کر چومنا شروع کردیا۔ نٹالی بھی بہن بھائیوں سے لپٹ گئی۔ آہیں...... سسکیاں...... آنسو۔ آہستہ آہستہ خوف و ہراس نے پر سمیٹنے شروع کیے۔ اگرچہ خوب صورت گھر کا حلیہ بگڑ چکا تھا تاہم وہ خوش قسمت رہے کہ زندہ بچ گئے۔

شیرن کی آنکھیں شوہر کی آنکھوں سے ملیں۔ شیرن کی آنکھوں میں ہراس کی جگہ الزام نے لے لی تھی۔ ''بین، تم نے ہمارے ساتھ کیا کردیا ہے؟''

☆☆☆

''حالیہ میٹنگ کا مقصد......'' یو ایس اٹارنی نارڈ وتزی نے کہا۔ وہ میز کی دوسری جانب بیٹھا تھا اور توجہ میل کیپٹن کی جانب تھی۔ ''تم اور تمہارے موکل کی موجودہ صورتِ حال ہے...... چارجز سنجیدہ نوعیت کے ہیں۔ تمہارے موکل اور اس کی فیملی کے بہترین مفاد کے لیے راستہ منتخب کرنا ہے۔''

کانفرنس روم میں بوتھ اور روڈز میز پر راب اور میل کے آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ وہاں ایک اسٹینوگرافر موجود تھی اور فریقین کے وکیل...... راب کی فیملی گھر پر تھی، جو حفاظتی نقطہ نظر سے ایف بی آئی کے حصار میں تھی۔

کچھ دیر دونوں وکلا کے درمیان دلائل کا تبادلہ ہوتا رہا...... پھر بوتھ نے مداخلت کی۔ ''تمہارا موکل متعدد امور سے اگر بے خبر بھی تھا لیکن وہ یہ تسلیم کرچکا ہے کہ ''پاز'' اور ''آرگوٹ'' کو اسی نے متعارف کرایا تھا۔''

راب کسی قدر نروس دکھائی دیا۔ میل نے جوابی دلیل میں اس امر کو راب کی بے پروائی اور حماقت قرار دیا۔ بجائے اس کے کہ وہ شریک جرم تھا۔

ایجنٹ نے سر کھجایا۔ ''جیسا کہ مسٹر جیمز نے وضاحت کی ہے کہ ہم مسٹر راب اور ان کی فیملی کو محفوظ راستہ دینا چاہتے ہیں...... بجائے اس کے کہ ہمیں دوسرا راستہ اپنانا پڑے۔''

''ریکو اسٹیٹس، بہت خاص پوزیشن ہے...... ملزم کو

اس کے بارے میں تمام حقائق کا علم ہونا چاہیے۔'' میل نے کہا۔''مزید یہ کہ ملزم کی رضامندی۔''

''مسٹر میل کیپٹن، شاید آپ بھول رہے ہیں کہ آپ کے کلائنٹ نے آئیون جو دراصل ایجنٹ ایسپوسیٹو تھا، کہ ساتھ بھی اسی قسم کی میٹنگز کی تھیں...... جیسی ''پاز'' کے ساتھ کی تھیں......''

''تم لوگوں نے میرے موکل کو پھنسانے کے لیے جال بچھایا تھا۔ اس کی اور اس کی فیملی کی جان کو خطرے میں ڈال دیا۔ یہ بذاتِ خود خلافِ قانون ہے۔ تم نے اسے ''پاز'' کا آدمی ظاہر کیا تھا۔ راب نے وہی بات کی جو وہ پاز کے آدمی سے کرتا۔''

بوتھ نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی اور روبز کو اشارہ کیا۔ روبز نے ایک فولڈر میں سے کیسٹ نکالی۔''مسٹر میل! تمہارے موکل نے گزشتہ آٹھ برس میں کولمبیا کے چھ وزٹ کیے۔ وہاں کس کے ساتھ کیا بات ہوئی...... وہ یہاں ٹیپ میں محفوظ ہے۔ کیا میں اسے پلے کروں یا پھر ہم اصل بات کی طرف واپس آئیں؟''

''میں سننا چاہوں گا۔'' میل کیپٹن نے جواب دیا۔

راب نے ایک ہاتھ اپنے دوست وکیل کے بازو پر رکھ دیا۔

میل نے کسمسا کر دوست کی طرف دیکھا۔

راب جانتا تھا کہ ایک دن یہ ہونا تھا۔ اگرچہ وہ ہمیشہ خود کو بہلاتا رہا کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا مگر آج وہ دن آن پہنچا تھا۔ وہ بہت عرصے سے تیاری کر رہے تھے۔ انہوں نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی۔

راب جانتا تھا، وہ واقف تھا، آگاہ تھا۔ اسے لگا جیسے وہ اندر سے خالی ہوگیا ہے، بالکل کھوکھلا۔ ہاں وہ اس چیز کے لیے تیار نہیں تھا کہ اتنی شدید اذیت ہوگی...... جو اسے کاٹ کے رکھ دے گی۔

''کیا چاہتے ہو؟'' اس نے اجنبی آواز میں سوال کیا۔

''مسٹر راب، تم جانتے ہو۔'' بوتھ نے کہا۔''لوئیس کے خلاف تمہاری گواہی چاہیے۔ تمہارا دوست بھی ہماری ضرورت ہے...... پاز اور آرگوٹ کے بارے میں ہر بات جو تم بتا سکتے ہو۔ مسٹر نارڈوزی کیا چاہتے ہیں، وہ ان پر منحصر ہے۔''

نارڈوزی کے حوالے کا سیدھا مطلب تھا کہ راب کو زندگی کے علاوہ ہر چیز سے ہاتھ دھونے پڑتے۔ اس کے اثاثہ جات، گھر، اکاؤنٹ، گاڑیاں...... وہ اس کے خلاف جاتا تو اسے جیل میں ڈال دیا جاتا۔

''ہاں، اگر تمہارے لیے یہ سب کچھ پریشان کن ہے۔'' روبز نے سنگ دلی کے ساتھ کہا۔''ہم تمہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ گھومو پھرو، کاروبار کرو۔ لیکن یہ دھیان میں رکھنا کہ رات جو کچھ ہوا، اس کے بعد تم کتنے دن زندہ رہ سکو گے؟''

راب نے کرسی کھسکائی۔''میں نے صرف گولڈ خریدا۔ کوئی چوری نہیں کی۔ کسی کو قتل نہیں کیا۔ میں نے صرف دو کاروباری افراد کو آپس میں ملایا۔ ہزاروں لوگ یہ کرتے ہیں۔''

''دیکھو۔'' میل نے بولنا شروع کیا۔ تاہم اس کی آواز میں پہلے جیسی مضبوطی نہیں تھی۔''میرا موکل ایک کاروباری ساکھ رکھتا ہے۔ اس نے کوئی جرم نہیں کیا...... چھوٹی موٹی باتیں، جیسے زائد کمیشن کا معاملہ ہے، ان پر بات اتنی آگے نہیں جاسکتی۔ تمہیں جو معلومات درکار ہیں، وہ ان سے لاعلم ہے...... پاز اور آرگوٹ نے جو کچھ کیا، وہ میرے موکل کی بے خبری میں کیا۔''

''ٹھیک ہے۔ تمہارے بجائے ہم تمہارے دوست ہیر اللہ سے معلوم کر لیتے ہیں۔'' ایجنٹ بوتھ نے منہ بنایا۔''تم اپنے حق میں بہتری کے خواہاں نہیں ہو تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔''

راب اسے گھورتا رہ گیا۔ کہنے کو کچھ نہیں بچا تھا۔ سب کچھ منہدم ہوگیا تھا۔ ملبا اس پر آن گرا تھا۔

''مسٹر بوتھ، تم نے میرا سب کچھ تباہ کر دیا۔ میری زندگی، میری فیملی...... سب کچھ......''

''ایف بی آئی ایجنٹ نے سینے پر ہاتھ باندھے اور کہا۔''میں قدرے بے تکلفی سے کہوں گا کہ کل رات جو کچھ ہوا، اس کے بعد تمہاری ترجیحات تبدیل ہو جانی چاہئیں۔ ابھی سب کچھ ختم نہیں ہوا۔''

☆☆☆

''دراصل ہم تمہارے تحفظ کی بات کر رہے ہیں۔'' روبز نے کہا۔

''میرا تحفظ......؟'' راب کے ذہن میں زات کا حملہ اور گولیوں کی تڑتڑاہٹ گونجنے لگی۔

''ہاں، اور تمہاری فیملی کا تحفظ۔''

''یہی وقت ہے کہ ہم چند حقائق واضح کر دیں۔'' دوسرا ایجنٹ بولا۔''اس وقت ایک خونی جنگ جاری ہے

مسٹر راب، یہ قبضے کی، کنٹرول کی جنگ ہے۔ کولمبین ڈرگ کارٹیل کے دو دھڑے آپس میں ٹکرا گئے ہیں۔ ایک دھڑا یہاں ہے اور دوسرا ساؤ امریکا میں۔ تم نے آسکر مارکیڈو کا نام سنا ہے؟''

''ہاں، کس نے نہیں سنا'' راب نے جواب دیا۔

روئز نے ایک فوٹو آگے بڑھایا۔ راب نے تصویر دیکھی۔ تصویر آسکر مارکیڈو کی تھی۔

فوٹو دیکھ کر مقتول ججز اور خاندانوں کا تصور ذہن میں ابھرتا تھا۔

''خیال ہے کہ مارکیڈو امریکا یا میکسیکو میں روپوش ہے۔ کوئی نہیں جانتا۔ جن کے ساتھ تم کاروبار کر رہے تھے، وہ آرگنائزیشن کا مالی بازو ہے۔ یہ بے رحم قاتل ہیں۔ یہ جن کے ہوتے ہیں، ان کی موت تک حفاظت کرتے ہیں۔ جن کے خلاف ہوتے ہیں۔ موت تک اِن کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ خواہ ان کو اپنی جان گنوانا پڑے۔ گزشتہ چند برسوں میں آرگنائزیشن کے کچھ اہم مہرے دغا دے گئے۔ تنظیم متاثر ہوئی۔ ''فیملی'' کا مثالی اتحاد دم توڑ گیا۔ دو دھڑے بنے اور تصادم کا آغاز ہو گیا۔ مسٹر راب، یہ عام جرائم پیشہ افراد نہیں ہیں۔ نہ ہی ان کے جرائم کا کوئی انت ہے۔ یہ تمہیں بہت جلد مچھر کی طرح مسل کے رکھ دیں گے۔ یہ ''فریدرنیدا'' ہے۔ یہ اصطلاح ''مارکیڈو برادرہڈ'' کو عیاں کرتی ہے۔ گزشتہ ماہ بینسن ہرسٹ میں پورے خاندان کا صفایا کر دیا گیا تھا۔ وہ کام ''فریدرنیدا'' کا تھا۔ وہاں ایک چھ ماہ کا بچہ بے بی چیئر میں تھا۔ جس کے سر میں گولی ماری گئی تھی۔ کیا تم اور تمہارا خاندان اس کے لیے تیار ہے؟ کیا تم ساری عمر بھاگتے رہو گے؟ کیا کبھی چین کی نیند سو سکو گے؟ اگر کورٹ میں لڑنا ہے، بے شک لڑو...... تمہاری لڑائی شروع ہونے سے پہلے ختم ہو جائے گی۔''

راب کو متلی کا احساس ہوا۔ وہ اپنے ہاتھوں کی لرزش چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ بلند پہاڑ سے گہرائی میں گر رہا تھا۔

''میں تمہارے مطلوبہ افراد کے خلاف گواہی دوں گا، تب بھی مارا جاؤں گا، خاندان سمیت؟''

''نہیں، تم خود کو اور بیوی بچوں کو بچا سکتے ہو'' میل کیپٹن نے ڈھیلی آواز میں کہا۔

بوتھ نے اثبات میں سر ہلا کر تائید کی۔ راب نے آنکھیں بند کر لیں۔

''میں تمہیں وکٹر اور لوئیس دوں گا'' اس نے آنکھیں کھولے بغیر کہا۔ دونوں ایجنٹوں اور یو ایس اٹارنی کے درمیان نظروں کا تبادلہ ہوا۔ تینوں مطمئن دکھائی دے رہے تھے۔ ''اور مارکیڈو سے میرا کوئی تعلق نہیں...''

''لیکن میری فیملی کے تحفظ کا کیا ہوگا؟'' راب نے جملہ مکمل کیا۔

نارڈوزی نے جواب دیا۔ ''بدلے میں تمہیں حفاظتی تحویل دی جائے گی۔ تم اور تمہاری فیملی ایک محفوظ مقام پر منتقل ہو جائیں گے۔ تم اپنے اثاثہ جات کی کچھ پرسنٹیج رکھ سکو گے۔ یعنی تمہارا رہن سہن پہلے جیسا تو نہیں ہوگا۔ تاہم اتنا بُرا بھی نہیں ہوگا۔ دس ماہ میں ٹرائل ختم ہو جائے گا۔ تب تک تم لوگ ایک جگہ رہو گے۔ اس کے بعد تم اپنی فیملی کے ساتھ غائب ہو جاؤ گے۔''

''غائب۔'' راب چونک اٹھا۔ ''تمہارا مطلب ہے کہ وٹنس پروٹیکشن پروگرام؟ وہ تو مجرموں اور گینگسٹرز کے لیے ہوتا ہے......''

''نہیں ..... اس پروگرام میں ہر قسم کے افراد ہوتے ہیں۔'' بوتھ نے تصحیح کی۔ ہاں ان میں ایک چیز مشترک ہوتی ہے۔ انتقامی کارروائی کا خوف۔ اگر تم نے رولز کی پابندی کی تو کوئی تمہیں یا تمہاری فیملی کو چھو نہیں سکے گا۔ حتیٰ کہ تم ملک میں اپنی پسند کا علاقہ بھی منتخب کر سکتے ہو۔''

راب سوچ رہا تھا کہ وہ بیوی بچوں کو کیسے قائل کرے گا؟

''یہی تمہارا بہترین چانس ہے۔ یہ گڑھا تم نے خود کھودا تھا۔ جب پہلی مرتبہ تم نے ان خونخوار لوگوں کے ساتھ ڈیل کی تھی۔'' روئز نے کہا۔

''کب؟'' راب نے کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ اس نے پھیکے چہرے کے ساتھ شکست تسلیم کر لی تھی۔

''ابھی، اسی وقت۔'' نارڈوزی نے کاغذات نکالے۔ راب نے شیٹ کی طرف دیکھا۔ ''یو ایس ڈپارٹمنٹ آف جسٹس فارم K - 5، کو آپریٹو وٹنس اگریمنٹ۔''

نارڈوزی نے قلم نکالا۔ ''دستخط ہوتے ہی یہ قابلِ نفاذ ہوگا۔''

☆☆☆

سب افراد گھر میں تھے۔ ایملی اور جسٹن اسکول نہیں گئے تھے۔ نتالی اور شیرن کچن میں تھے۔ گہرے نیلے رنگ کی سیڈان کے ساتھ سیاہ رنگ کی جیپ آگے پیچھے ڈرائیوے میں داخل ہوئیں۔ پولیس اور ایف بی آئی نے

گھر کو گھیرا ہوا تھا۔ چھت پر بھی ایجنٹ موجود تھے۔ سیڈان میں سے ایک مرد اور عورت برآمد ہوئے۔ بعدازاں راب نے قدم باہر رکھا۔ راب گھر کے اندر پہنچا تو عورت اور مرد باہر چلے گئے۔ چند منٹ بعد فیملی کے تمام افراد ڈائننگ روم کی ٹیبل کے گرد بیٹھے۔ سب خاموش تھے۔ گھر میں ایسا تناؤ نثالی نے پہلے کبھی نہیں محسوس کیا تھا۔

بنجامن راب نے ہمت کر کے کہانی کا آغاز کیا۔ اس دوران کئی مشکل موڑ آئے۔ سوالات، اعتراضات، احتجاج، آنسو، بیوی، بچوں کے چہرے دھواں دھواں تھے۔ جوں جوں کہانی آگے بڑھ رہی تھی حالات کی سنگینی کا احساس سوا ہوتا جارہا تھا۔ اچانک راب نے کرسی چھوڑ دی۔

''شیرن تم دیکھ نہیں رہی ہو۔'' وہ کھڑکی کے پاس چلا گیا۔ ''یہ اسٹاک ٹریڈ نہیں ہے۔ یہ کولمبینز ہیں۔ بہت برے لوگ...... سفاک قاتل۔ وہ مجھے کورٹ تک بھی نہیں جانے دیں گے۔'' راب نے پردہ ہٹایا۔ ڈرائیووے میں دو ایجنٹ جیپ کے ساتھ کھڑے تھے۔ راب نے پردہ برابر کر دیا۔ ''شیرن، یہ فیڈرل ایجنٹ ہیں جو مجھے یہاں تک لائے ہیں۔ یہ لوگ ہماری حفاظت کے لیے ہیں۔'' راب کی آنکھوں میں پانی اتر آیا۔ آواز بھرا گئی۔ ''کیونکہ ڈرگ ڈیلرز میری جان کے دشمن ہیں...... انہیں میری زندگی چاہیے۔''

کمرے میں گہری خاموشی چھاگئی۔ شیرن کرسی میں پیچھے کی جانب گر کے خلا میں گھورنے لگی۔ نثالی اپنے باپ کو تک رہی تھی۔ اچانک ہی وہ ایک مختلف آدمی کے روپ میں ڈھل گیا تھا۔

''ہم سب کو جانا پڑے گا...... مجرموں کے مانند؟'' شیرن باقاعدہ رو رہی تھی۔

''میں کہیں نہیں جاؤں گی۔'' ایملی سیڑھیوں کی طرف بھاگی۔

''میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا۔'' جسٹن نے کہا۔ ''وہ ہمارے گھر کی حفاظت نہیں کرسکتے؟''

''اب یہ گھر ہمارا نہیں ہے۔'' راب نے نظریں چرائیں۔

یہ ایک اور دھماکا تھا۔ شیرن کا منہ کھل گیا۔

''ٹرائل تک میں جیل میں رہوں گا۔ اس دوران تم لوگ محفوظ رہو گے۔ ٹرائل کے بعد میں تمہارے پاس آجاؤں گا۔''

شیرن کانپنے لگی۔ ''کہاں آجاؤ گے؟''

''شیرن، نہیں معلوم، مجھے نہیں پتا۔''

☆☆☆

نثالی پہلی منزل پر دونوں بہن بھائی کو بہلا پھسلا رہی تھی۔ انہیں تسلی تشفی دے رہی تھی۔ بدقت تمام اس نے دونوں کو سلایا اور نیچے آگئی۔ وہ سیدھی اپنی خواب گاہ میں گئی اور سیل فون نکالا۔

''گریگ؟''

گریگ سے مڈبھیڑ بیتھ شالوم میں ہوئی تھی۔ اس وقت نثالی فیملی کے ساتھ گھومنے نکلی تھی۔ گریگ کی فیملی یہاں نہیں تھی۔ وہ اس وقت کولمبیا میں میڈیکل اسکول کے آخری سال میں تھا۔ ایک سال سے دونوں لوئر ایسٹ سائڈ کے اپارٹمنٹ میں ساتھ ہی رہائش پذیر تھے۔

''نثالی، گاڈ! کہاں ہو؟ پیغام چھوڑ کر تم نے پریشان کر دیا تھا...... سب ٹھیک ہے؟''

''نہیں۔'' نثالی نے سیدھا جواب دیا۔ اس نے آنسو روکے ہوئے تھے۔ ''گریگ، کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔''

''تمہارے ڈیڈی؟ کیا ہوا؟ کیا میں کچھ کرسکتا ہوں؟''

''نہیں، یہ میڈیکل سے متعلق نہیں ہے۔ میں جلد تم کو بتادوں گی۔ وعدہ، میں کچھ اور جاننا چاہتی ہوں۔''

''کیا؟'' اس کی آواز میں واضح پریشانی جھلک رہی تھی۔

''گریگ...... تم مجھ سے پیار کرتے ہو؟''

دوسری جانب خاموشی تھی۔ نثالی آگاہ تھی کہ یہ حیران کن سوال تھا۔ ''مجھے علم ہے کہ ہم اکثر یہ باتیں کرتے ہیں لیکن اس وقت اس کی اہمیت اور ہے، میں سننا چاہتی ہوں، گریگ......''

''بلاشبہ، میں پیار کرتا ہوں اور تم یہ بات جانتی ہو۔''

''ہاں، میں جانتی ہوں۔'' نثالی نے کہا۔ ''میرا مطلب تھا...... کیا مطلب تھا۔ گریگ میں تم پر بھروسا کرتی ہوں۔ کیا نہیں کرتی؟ میرا مطلب ہر معاملے میں؟ گریگ......؟''

''نثالی، کیا تم ٹھیک ہو؟''

''ہاں، ٹھیک ہوں۔ میں سننا چاہتی ہوں۔ شاید یہ عجیب سوال ہے۔''

''ہم دونوں کو ایک دوسرے پر بھروسا ہے۔ تم نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ کیا بات ہے؟ جو بھی ہے، مجھے بتا دو، شاید میں مدد کرسکوں۔''

""نہیں، تم نہیں کر سکتے۔ شکریہ۔ گریگ، میں سننا چاہتی تھی۔ اب سب ٹھیک ہے۔""

ثنالی اپنا ذہن بنا چکی تھی۔

""گریگ، آئی لو یو۔""

☆☆☆

ستمبر کے اواخر کی ٹھنڈی ہوا کے احساس سے عاری وہ لان کے کنارے منڈیر پر بیٹھی تھی۔ بوربن کا گلاس قریب رکھا تھا۔ وہ اپنے باپ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اسے کوئی شک نہیں تھا کہ ڈیڈ کے اندر کوئی چیز بدل گئی ہے...... ثنالی نے ڈیڈ کی آمد کو بھی محسوس نہیں کیا۔ نہ رخ بدلا۔

راب، بیٹی کے قریب بیٹھ گیا۔

""ڈیڈ آپ کون ہو؟"" ثنالی نے خود سے سوال کیا۔

""نیٹ...... اندر چلو۔""

""نہیں۔ ڈیڈی، یک دم...... اچانک...... میں نہیں جانتی۔ میں کوشش کر رہی ہوں کہ جان جاؤں کہ آپ کون ہو۔ آپ کی ذات کا کون سا حصہ...... سوری...... کون سا حصہ جھوٹ ہے؟ جس چیز نے ہمیں فیملی بنایا تھا۔ مضبوط بنایا تھا۔ آپ نے ہی اسے...... کیسے؟ ڈیڈی آپ کون ہو؟""

""نیٹ، تم اپنے ڈیڈی کو بھول گئیں؟""

""نہیں۔"" اس نے نفی میں سر ہلایا۔ ""میرے ڈیڈی ایمان دار تھے۔ مضبوط تھے۔ انہوں نے ہمیں بھی یہی سکھایا تھا۔ ڈیڈی، آپ جانتے ہو سچ کیا ہے۔ ہر بات آپ جانتے ہو۔ جھوٹ بھی آپ جانتے ہو۔""

راب نے آہستہ سے سر ہلایا۔ ""نیٹ، سب سے بڑا سچ یہ ہے کہ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔""

""ڈیڈی، مجھے ثنالی کہو۔ آئندہ اسی نام سے پکارنا۔ وہ وقت ختم ہو گیا۔ آپ نے ختم کر دیا۔ اطراف میں دیکھیں، سب کس حال میں ہیں۔ میں جانتی ہوں، آپ کو درد ہوگا۔ کاش میں آپ کے ساتھ کھڑی ہو سکتی۔ میں خود نہیں جانتی کہ آئندہ میں آپ کو کس طرح دیکھ سکوں گی...... جیسے پہلے دیکھتی تھی۔""

""اس وقت ہمیں ایک دوسرے کی ضرورت ہے۔"" راب نے نرمی سے کہا۔

""میں اس پروگرام میں شامل نہیں ہو سکتی، میں نہیں جاؤں گی۔""

راب نے بیٹی کو دیکھا۔ راب کی آنکھوں میں خوف تھا۔

""تمہیں ساتھ آنا ہوگا۔ تمہاری زندگی خطرے میں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم ناراض ہو، لیکن......""

""نہیں۔"" وہ بولی۔ ""میں نہیں جاؤں گی۔ میری عمر بیس سال سے زیادہ ہے۔ مجھے اپنے فیصلے خود کرنے چاہئیں۔ میں اپنے کام اور گریگ کو نہیں چھوڑ سکتی......""

راب سکتہ زدہ سا ثنالی کو تک رہا تھا۔ ""تم جانتی ہو کہ اگر تم نہیں گئیں تو بہت طویل عرصے تک ہم میں سے کسی کو دیکھ نہ پاؤ گی۔""

""میں جانتی ہوں اور یہ اتنا ہی دل شکن ہے، جتنا اس وقت آپ کو دیکھنا۔"" وہ بھیگی آنکھوں کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔

راب نے خاموشی سے ہاتھ آگے کیا۔ ثنالی نے ہاتھ تھام لیا۔ راب کا ہاتھ سرد ہو رہا تھا۔ وہ اندر چلی گئی۔ راب دیکھتا رہا۔ ایک پل تھا گزر گیا...... اب قیمتِ غم دورے ناب نہیں۔

☆☆☆

دوسرے دن دوپہر یو ایس مارشل سروس کے دو عہدیدار وہاں پہنچے۔ ایک دراز اور بھاری بھرکم تھا۔ سر کے بالوں میں سیاہ و سفید کا امتزاج تھا۔ اس کا نام فل کیوبٹ تھا۔ دوسری ایک پُرکشش عورت تھی۔ عمر چالیس کے لگ بھگ تھی۔ اس کا نام مارگریٹ سیمور تھا۔ اسے سب نے ہی اچھی نظر سے دیکھا۔ اس کی خواہش پر سب اس کو میگی کہہ رہے تھے۔ دونوں وٹنس پروٹیکشن پروگرام کی نمائندگی کر رہے تھے۔

ابتدا میں ثنالی سمجھی کہ وہ پروگرام کے متعلق معلومات فراہم کریں گے۔ لیکن معلوم ہوا کہ روانگی کی تیاری ہے۔ ہر ایک کو ایک عدد سوٹ کیس پیک کرنے کی اجازت تھی۔ باقی اشیا چند ہفتے میں پہنچنی تھیں۔ مثلاً فرنیچر اور ذاتی اشیا...... شیرن کی حالت خراب تھی۔ وہ کچھ بھی چھوڑنے کے لیے آمادہ نہ تھی۔ وہ سب اس کی زندگی تھی...... زندگی کو کیسے پیچھے چھوڑا جا سکتا تھا۔ ہر شے سے یادیں وابستہ تھیں۔ فوٹو البم تک چھوڑنا بھاری لگ رہا تھا۔ ہر جانب سے یادوں کے دھڑکنے کی صدا آ رہی تھی۔ وہ آشفتگیِ دل سے نڈھال تھی۔ ثنالی نے ماں کو سنبھالا اور مدد کی۔

سب لیونگ روم میں بیٹھ گئے۔ فل کیوبٹ نے اختصار کے ساتھ لائحہ عمل سمجھایا۔ جلد اس بات کا انکشاف ہو گیا کہ ثنالی حفاظتی تحویل میں نہیں جا رہی۔ عمر کے باعث اسے مجبور نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ایگریمنٹ پر راب کے دستخط کفیل یا اٹھارہ سال سے کم عمر کے فیملی ممبرز کے لیے تھے۔ میگی نے ثنالی کو سمجھانے کی کوشش کی۔ تاہم اس نے جلد ہی

محسوس کرلیا کہ یہ لاحاصل ہے۔ طوعاً و کرہاً اس نے نثالی کو ضروری ہدایات دیں۔ خود کو نمایاں نہ کرے، رہائش گاہ بدلتی رہے، فون بل اور بجلی کے بل اپنے نام پر نہ رکھے...... وغیرہ وغیرہ۔

نثالی نے اثبات میں سر ہلایا۔

''کیا ہماری بنائی ہوئی ہر چیز پیچھے رہ جائے گی؟ کیا ہر چیز؟''

''نہیں۔'' نثالی نے ماں کا ہاتھ پکڑ کر دل کے مقام پر رکھ لیا۔ ''ہر چیز یہاں ہے۔ ہر نام کے ساتھ راب ہے۔ اسے کوئی ہم سے نہیں چھین سکتا۔''

فل کیویٹی نے نرمی سے راب کا بازو تھاما۔ شیرن آبدیدہ حالت میں نثالی سے گلے مل رہی تھی۔ شیرن نے نثالی کے آنسو پونچھے۔ ''مجھے نہیں معلوم، مجھے کیا کہنا چاہیے۔'' شیرن نے بلیزر میں سے خاکی رنگ کا چھوٹا سا باکس نکال کر نثالی کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ نثالی نے اسے کھولا، اندر سونے کی چین والا لاکٹ تھا۔ لاکٹ پر نصف سورج کا عکس تھا۔ سورج بھی سونے کا تھا۔ کناروں پر ہیرے جڑے تھے۔ سورج کی گولائی ٹھیک تھی۔ لیکن اس کی متوازی لکیر سیدھی نہیں تھی۔ یوں معلوم ہورہا تھا، جیسے اسے توڑا گیا ہے اس وجہ سے سورج بھی نصف رہ گیا تھا۔

''نثالی اس کے اندر راز پنہاں ہیں۔'' شیرن مسکرائی۔ ''یہ ایک کہانی ہے۔ ایک دن میں تمہیں سناؤں گی۔ تم ایک دن دوسرا ٹکڑا لے کر سورج کو مکمل کردینا۔''

نثالی نے آنسوؤں سے لڑتے ہوئے سر ہلایا۔

اچانک وہ مڑی اور ڈیڈی کی طرف دیکھا۔

''میں نے کچھ رقم تمہارے اکاؤنٹ میں منتقل کروا دی ہے۔ میل کیپٹن ہینڈل کرلے گا۔'' راب نے کہا۔

نثالی خاموش تھی۔

''میں جانتا ہوں، تم ٹھیک رہو گی۔'' راب نے اُسے بانہوں میں سمیٹ لیا۔ نثالی نے الگ ہونے کی کوشش نہیں کی۔ وہ چاہتی بھی نہیں تھی۔

''تم اب بھی میری بیٹی ہو...... یہ حقیقت تبدیل نہیں ہوسکتی...... خواہ تمہارے احساسات کچھ بھی ہوں۔''

''یس، ڈیڈی۔'' نثالی کی آنکھیں پھر بھیگ گئیں۔

الوداعی کلمات کا تبادلہ ہوا اور جدائی کا مرحلہ آن پہنچا۔ نثالی کی ہمت جواب دینے لگی۔ درونِ ذات ایک طوفان برپا تھا۔ اندرونی کشمکش نے اسے توڑ پھوڑ دیا۔ نیرنگیٔ غم پر مسکراؤں یا غم کو زیست کا عنوان بنالوں...... بے ربطی حالات کا حل کیا ہوگا۔

مارشل کی گاڑی نے رینگنا شروع کیا۔ نثالی دوڑ پڑی اور کھڑکی کے شیشے پر ہاتھ رکھ دیا۔ ''آئی لو یو۔''

''آئی لو یو۔'' شیرن کے چہرے پر حزنیہ تاثرات جم سے گئے۔ نثالی، گاڑی کو جاتے دیکھتی رہی۔ اس کا وجود برف کے مجسمے میں ڈھل گیا۔ آنچ تھی تو صرف بہتے ہوئے آنسوؤں میں، وہ جانتی تھی کہ اپنے پیاروں کو وہ آخری بار دیکھ رہی ہے۔ ''نہیں ہم ایک دوسرے سے دوبارہ ملیں گے، جلدی ملیں گے۔'' اس نے سرگوشی کی۔ ہر کوئی گاڑی میں سر گھما کر اسے دیکھ رہا تھا۔ دفعتاً اس کا دل زخمی پرندے کے مانند پھڑپھڑایا۔

''ڈیڈی!'' وہ چلّا اٹھی۔

اس کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔ وہ ڈیڈی کو ایسے نہیں جانے دے گی۔ ان سے جو کچھ ہوا...... انہوں نے جو کچھ کیا، انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں ان سے اب بھی محبت کرتی ہوں...... وہ بھاگنے لگی۔

''ڈیڈی، رک جاؤ...... پلیز ڈیڈی......''

گاڑی رک گئی۔ رنگ دار شیشہ نیچے پھسل گیا۔ باپ بیٹی نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ راب کے چہرے پر افسردگی تھی، کرب تھا...... دونوں کچھ کہنا چاہتے تھے، دونوں لب بستہ تھے۔ ممکن ہے غم ہی زندگی بن جائے...... ممکن ہے قلب چارہ جو بھی رہے...... بیس سال کم نہیں ہوتے۔ قربان اس اک لمحہ پر سارا جیون...... نثالی کے ہونٹ لرز کے رہ گئے۔ گاڑی روانہ ہوگئی۔

ڈیڈی سمجھ جائیں گے۔ وہ اسے دیکھ رہے تھے۔ نثالی نے دو انگلیاں اٹھا کر ہاتھ بلند کیا۔ ڈیڈی اکثر یہی اشارہ کرتے تھے۔

☆☆☆

بیچ شور روڈ پر گریگ نے کار گھر کے قریب سنگی ستونوں کے قریب روکی۔ یو ایس مارشل آفس کی گاڑی نے ڈرائیو وے کی راہ مسدود کردی۔ نثالی کی فیملی کو گئے ہوئے تین دن گزر چکے تھے۔

مارشل آفس کی کار سے ایک ایجنٹ نے اتر کر دونوں کی شناخت کی۔ نثالی کو دیکھ کر اس نے دوستانہ انداز میں سر کو جنبش دی۔ نثالی، گریگ کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔ بند گھر سائیں سائیں کررہا تھا۔ ''یہ ہمارا گھر ہے، گریگ...... کتنا پُراسرار لگ رہا ہے۔''

''میں سمجھ رہا ہوں۔'' گریگ نے اس کا ہاتھ دبایا۔

ثالی کو قطعی اندازہ نہیں تھا کہ اس کے گھر والے کہاں ہیں۔ اتنا یقین تھا کہ سب محفوظ ہیں۔ میگی نے بتایا تھا کہ وہ ثالی کے بارے میں باتیں کرتے اور سوچتے ہیں۔ پانچ چھ گاڑیوں والا گیراج بھی سنسان پڑا تھا۔ گھر کے بیرونی دروازے پر ایک نوٹس چسپاں تھا۔ جو گھر کی بندش کا اعلان کررہا تھا...... ثالی اندر داخل ہوگئی۔ سامان بکسوں میں پیک تھا۔ بکسوں کی منزل نامعلوم تھی اور سامان کے مالکان بھی نامعلوم مقام پر تھے۔ وہ گریگ کے ہمراہ دوسری منزل پر آگئی۔ وہ یہاں وہاں پھر رہی تھی۔ جذبات پھر بے قابو ہونے لگے، افسردگی چھانے لگی۔

''اب میری کوئی فیملی نہیں ہے۔''

''تم اکیلی نہیں ہو۔'' گریگ نے اسے شانوں سے پکڑا۔ ''میں ہوں تمہارے ساتھ۔ ہم شادی کرلیں گے۔''

ثالی نے اسے دیکھا۔

''میں سنجیدہ ہوں۔ چاہے ہم صرف دو ہی صحیح، کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم شادی کرلیں گے۔''

''میں تمہاری فیملی ہوں۔'' ثالی نے سوچا۔

☆☆☆

چودہ ماہ بعد......

''ہے، فرگو...... کم آن، بوائے۔'' وہ رُاں کی صبح تھی۔ فرگو کے ساتھ ثالی، ٹام کنس اسکوئر پارک میں جاگنگ کررہی تھی۔ فرگو، پالتو کتے لیبراڈوڈل کا نام تھا۔ گزشتہ برس کی خوفناک یادیں دھندلانے لگی تھیں۔ تاہم انہیں بھلانا ممکن نہیں تھا۔ ثالی اب ثالی ہیرا تھی۔ گریگ کے ساتھ شادی کو آٹھ ماہ بیت گئے تھے۔ دونوں ایک عمارت کی ساتویں منزل پر مقیم تھے۔ گریگ نے میڈیکل پریکٹس شروع کردی تھی۔ ثالی کا لیب میں آخری سال تھا۔ ثالی نے جاگنگ اور پیراکی کا سلسلہ قائم رکھا تھا۔ وہ علی الصباح بدھ اور ہفتے کے دن کشتی رانی کرتی تھی۔

پروٹیکشن پروگرام کی نیوٹرل سائٹ کی مدد سے وہ خطوط، ای میلز اور فون کالز کے ذریعے فیملی سے رابطے میں تھی۔ ایملی اور جسٹن نئی جگہ پر نئی شناخت کے ساتھ نئے ماحول میں مدغم ہوگئے تھے۔ مسئلہ شیرن کا تھا...... ٹرائل کے خاتمے کے بعد سے ڈیڈی کے اور مام کے درمیان تناؤ برقرار تھا۔ ٹرائل سے چند ہفتے قبل آرگوٹ کی بک کیپر، جو سرکاری مرکزی گواہ تھی، کو دن دہاڑے قتل کردیا گیا تھا۔ پاز کا کومبین اہم کردار پیٹر ملک سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ دوسرا ملزم لوئیس، ''اہم ترین گواہ'' کی عدم موجودگی کی وجہ سے بچ گیا۔ تمام تگ و دو کے بعد صرف راب کا دوست ہیرالڈ ہی قابو میں آیا جسے بیس سال کی سزا ہوئی۔

ثالی نے گھڑی دیکھی۔ آٹھ بج گئے تھے۔ ساڑھے نو بجے اسے لیب میں ہونا چاہیے تھا۔ ''چلو......'' اس نے فرگو کو اشارہ کیا۔

''اچھا کتا ہے۔'' ایک آواز آئی۔ آواز ایک جانب بینچ پر سے آئی تھی۔ ثالی چونک اٹھی۔ اس آدمی کی چھوٹی سی داڑھی تھی۔ اس نے کارڈرائے کی جیکٹ اور گالفنگ ہیٹ پہنا ہوا تھا۔ اخبار اس کی گود میں پڑا تھا۔ ثالی متعدد بار اسے پارک میں دیکھ چکی تھی۔

''ویسے میں جانتا نہیں ہوں کہ یہ کون سی نسل ہے؟'' اس نے مسکرا کر کتے کی جانب اشارہ کیا۔ آدمی کی داڑھی کے بالوں میں سفیدی جھلک رہی تھی۔ جس سے ثالی نے عمر کا اندازہ لگانے کی کوشش کی۔

''یہ لیبراڈوڈل ہے۔'' ثالی نے جواب دیا۔ ''یہ گولڈن لیب اور پوڈل کا کراس ہے۔''

''اوہ، معلوم نہیں...... بہرحال اچھا ہے۔'' وہ مسکرایا۔

ثالی بھی مسکرائی۔

''میں نے اکثر تمہیں یہاں دیکھا ہے۔'' وہ بولا۔ ''میرا نام بریٹو ہے۔ اس کے ساتھ میری دوستی ہوگئی ہے۔'' اس نے فرگو کی گردن پر ہاتھ پھیرا۔

''میں ثالی ہوں۔'' اس نے بے ساختہ جواب دیا۔ اسے یاد تھا کہ میگی نے کیا ہدایات دی تھیں۔ یہ ہدایت بھی شامل تھی کہ اپنا اصل نام کسی کو نہ بتانا۔ لیکن یہ آدمی ہر زاویے سے بے ضرر دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے اپنا پورا نام ظاہر نہیں کیا تھا۔

''تم شاید فوگو کو پہلے سے جانتے ہو؟''

''نہیں، تمہارے ساتھ ہی دیکھا ہے۔''

''خوشی ہوئی مل کر۔'' ثالی نے شائستگی سے کہا۔

بریٹو نے احتراماً سر کو خم دیا۔ ثالی جانے کا ارادہ باندھ رہی تھی کہ بریٹو کے فقرے نے اس کے بدن میں سنسنی کی لہر دوڑادی۔

''مس ثالی، تمہیں ذیابیطس ہے؟''

ثالی نے فرگو کے پٹے پر ہاتھ ڈالا۔ وہ بریٹو کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

''پلیز پریشان مت ہو۔'' وہ مسکرایا۔ ''میں نے جاگنگ کے دوران بارہا تمہیں ٹائم نوٹ کرتے اور کچھ

کھاتے دیکھا تھا۔ اتنی سی بات تھی۔ دراصل میری بیوی کو بھی یہ مرض تھا۔'' اس نے وضاحت کی۔

ثنالی کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔ وہ اپنی بزدلی پر شرمندہ ہوگئی تھی۔

''وہ اب کیسی ہے؟'' ثنالی نے اس کی جھلمل کرتی براؤن آنکھوں میں دیکھا۔

''شکریہ..... مگر وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔''

''اوہ، میں معذرت خواہ ہوں۔'' ثنالی نے کہا اور گھڑی دیکھی۔ ''مجھے اب چلنا چاہیے..... شاید دوبارہ ملاقات ہو۔''

''مجھے امید ہے۔'' معمر آدمی نے اپنی ٹوپی اتار دی۔

''اور فرگو تم سے بھی ملاقات ہوگی۔'' وہ مسکرایا۔

باہر نکلتے وقت ثنالی نے خوامخواہ پلٹ کر دیکھا۔ وہ آدمی سر جھکائے اخبار پڑھنے میں مصروف تھا۔ اسے اپنی بزدلی پر غصہ آیا۔

☆☆☆

اس دن کے بعد ثنالی کئی دن تک پارک نہیں گئی۔ شرمندگی اور غصے کا ملا جلا احساس تھا۔ واقعے کے بارے میں اس نے گریگ سے بھی ذکر نہیں کیا۔ لیکن دو روز بعد وہ اپارٹمنٹ کے بولٹ کی وجہ سے خوف زدہ ہوگئی۔ اس روز وہ لیب سے واپسی پر عجلت میں تھی۔ اس کے ایک ہاتھ میں کچن کی ضروریات کے سامان سے بھرا تھیلا تھا۔ فرگو ساتھ تھا۔ گریگ اسپتال میں تھا۔ سامان کا تھیلا سنبھالتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے چابی لاک میں ڈال کر گھمائی۔ چابی گھمانے سے دروازہ کھلنا چاہیے تھا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ ڈیڈ بولٹ نے دروازے کو پکڑا ہوا تھا۔ ثنالی کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجی۔ وہ کبھی ڈیڈ بولٹ استعمال نہیں کرتے تھے۔ عمارت میں گودام کے دروازے لگائے گئے تھے۔ ان کا اپنا میکانزم تھا۔ ڈیڈ بولٹ کھولنا دردِ سر بن جاتا تھا۔ لیز اور فون گریگ کے نام پر تھا۔ ثنالی نے سامان نیچے رکھا اور بولٹ کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔ وقت کے ساتھ وہ دروازہ کھولنے میں کامیاب ہوگئی۔

اندر قدم رکھتے ہی اس نے گریگ کو آواز دی۔ حالانکہ اس کے علم میں تھا کہ وہ وہاں نہیں ہے۔ فرگو بھی ساتھ ہی اندر گھس آیا۔ ثنالی نے خوب اچھی طرح باریک بینی سے ہر چیز کا جائزہ لیا۔ اسے کوئی تبدیلی نظر نہیں آئی۔ ہر شے اپنی جگہ پر تھی۔ عجیب اسرار تھا۔ وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

تاہم وہ اس احساس کو ذہن سے جھٹکنے میں ناکام رہی کہ اپارٹمنٹ میں کوئی داخل ہوا تھا۔

☆☆☆

اگلے روز وہ ریسرچ یونٹ کے کیفے ٹیریا میں ٹینا کے ساتھ کافی پی رہی تھی۔ وہ دونوں اب بہترین دوست بلکہ بہنوں کی طرح محسوس کرنے لگی تھیں۔ درحقیقت ٹینا اگر ہیئر ڈائی میں کچھ زیادہ فرق کر دیتی تو دیکھنے والے انہیں جڑواں ہی سمجھتے۔

ٹینا، ثنالی کو اپنے نئے پروجیکٹ کے بارے میں بتا رہی تھی۔ ثنالی کا دھیان اس کی باتوں کی طرف تھا۔ معاً بلا ارادہ ثنالی کی توجہ کیفے ٹیریا میں دور ایک میز پر چلی گئی۔ وہ نگاہ ہٹاتے ہٹاتے رہ گئی۔ وہاں جو آدمی بیٹھا تھا، اس کے بال چھوٹے اور سخت تاروں کے مانند تھے۔ کانوں کے قریب سفیدی مائل تھے۔ مونچھیں سیاہ تھیں۔ نقوش ہسپانی باشندوں جیسے تھے۔ ثنالی کو یوں لگا جیسے اس نے ہسپانی کو کہیں دیکھا ہے۔ تاہم وہ یاد نہ کر سکی۔ البتہ اسے یہ احساس ہوگیا تھا کہ وہ اسی کی جانب متوجہ تھا۔ ثنالی کوشش کر رہی تھی کہ ٹینا کی باتیں غور سے سنے۔ لیکن اس کا دھیان گاہے گاہے اسی آدمی کی جانب جا رہا تھا۔ دو مرتبہ ٹینا کی نظریں چار ہوئیں۔ وہ بے چینی محسوس کر رہی تھی۔ ایک بار ثنالی نے نظر اٹھائی تو وہ آدمی غائب تھا۔

''ہے، تم کہاں کھوئی ہوئی ہو؟'' ٹینا نے ثنالی کے چہرے کے سامنے انگلیاں نچائیں۔

''آئی ایم سوری۔'' ثنالی نے اطراف میں دیکھا اور دنگ رہ گئی۔ وہ آدمی پھر نظر آیا تھا اور سیدھا انہی کی جانب آ رہا تھا۔ ''نہیں میں غلط دیکھ رہی ہوں۔'' اس نے سوچا۔ لیکن اس کا دل سوچ نہیں رہا تھا، دھڑک رہا تھا..... دھڑکن پسلیوں سے ٹکرا رہی تھی۔ آدمی کا رین کوٹ سامنے سے کھلا ہوا تھا۔ نہیں، یہاں پُرہجوم جگہ پر یہ ممکن نہیں ہے..... ثنالی نے محسوس کیا کہ اس کے چہرے کی سرخی سفیدی سے بدل گئی ہے۔ وہ سر پر پہنچ گیا تھا۔ ثنالی تقریباً کرسی سے اچھل پڑی۔

''تم پیکر کے لیے کام کرتی ہو؟'' اس نے سوال کیا۔

''وہاٹ؟''

''تم ثنالی نہیں ہو؟'' وہ مسکرایا۔ ''میں ایک ماہ قبل تمہارے دفتر آیا تھا۔ میں تھرماجن کے لیے کام کرتا ہوں۔ تمہیں یاد ہوگا۔ میں نے تمہیں چند آلات فروخت کیے تھے۔''

''یاہ......'' وہ مسکرائی۔ ''میں ثنالی ہوں۔'' وہ

پُرسکون ہوگئی۔ وہ چند باتیں کر کے رخصت ہوگیا۔ اس کے جانے کے بعد ٹینا نے تشویش کا اظہار کیا۔

''کیا بات ہے۔ تم کئی روز سے اَپ سیٹ ہو...... ابھی تم اس آدمی کو دیکھ کر گھبرا گئی تھیں؟''

''میں یقین سے نہیں کہہ سکتی۔ شاید میں خوف زدہ ہو گئی ہوں۔ شاید یہ ڈیڈی سے متعلق ہے......'' پھر نتالی نے پارک والا واقعہ ٹینا کو سنایا۔ ''کبھی لگتا ہے، میں پاگل ہو رہی ہوں۔''

''ایسا کچھ نہیں ہے۔ تم نے اپنی فیملی کھودی ہے۔ کوئی بھی تمہاری کیفیت کو سمجھ سکتا ہے۔'' ٹینا نے جواز پیش کیا۔

''نہیں، کوئی بات ہے۔ ہمارے اپارٹمنٹ میں بھی کوئی گھسا تھا۔ میں سمجھ نہیں سکی۔ جانوروں کی حس تیز ہوتی ہے...... فرگو نے اجنبی بُو محسوس کرلی تھی۔ اس کا رویّہ بدلا ہوا تھا۔'' نتالی نے بولٹ والا واقعہ گوش گزار کیا۔

''دیکھو تم یہاں بہت وقت گزارتی ہو۔ تم زیادہ وقت گریگ کے ساتھ گزارو۔'' ٹینا نے کہا۔ ''کچھ عرصہ اپنے روزمرہ کے معمولات کو تبدیل کرو...... تم بہت بہتر محسوس کروگی۔'' ٹینا نے مشورے دیے۔

''شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو، آج میں جلدی چلی جاؤں گی۔''

☆☆☆

نتالی نے پہلے روز ہی ٹینا کے مشوروں پر عمل کیا۔ گریگ کے ساتھ جیک بلیک کی مووی بھی دیکھی اور دونوں نے کھل کر ہنسی مذاق کیا۔ جب وہ سوئی تو بہت پُرسکون اور آسودہ تھی۔

گہری نیند میں فون کی گھنٹی بہت بری لگی تھی۔ گریگ سمجھا کہ فون اسپتال سے ہے۔ نتالی نے چمکتے نمبر دیکھے، وہ اسپتال کے نہیں تھے۔

''ہیلو۔'' اس نے خمار آلود آواز میں کہا اور وقت دیکھا۔

''نتالی، میں ٹام ہارن ہوں۔ ٹینا کا والد۔''

''ہائے۔'' نتالی نے حیرت سے کہا۔ اس کا خمار کم ہو گیا۔

اس وقت ٹینا کے فادر کا فون۔ آواز میں پریشانی جھلک رہی تھی۔

''نتالی، کچھ بہت برا ہوگیا ہے......''

نتالی اٹھ کر بیٹھ گئی اور ہراساں نظروں سے گریگ کو دیکھا۔

''وہاٹ؟''

''ٹینا کو کسی نے گولی ماردی ہے۔ وہ آپریشن روم میں ہے۔ ڈاکٹرز کو زیادہ امید نہیں ہے...... نتالی......''

☆☆☆

وہ حتیٰ الامکان تیزی سے تیس منٹ میں جیکب میڈیکل سینٹر، برونکس پہنچے تھے۔ تمام راستے گریگ نے نتالی کا ہاتھ دبائے رکھا۔ کیب ایمرجنسی پر رکی۔ دونوں بھاگتے ہوئے چوتھی منزل پر ٹراما سینٹر کے ایمرجنسی روم میں پہنچے۔ ٹام اور ایلن ہارن باہر بینچ پر بیٹھے تھے۔ دونوں کو دیکھ کر وہ کھڑے ہوگئے۔ اُن کے چہرے اترے ہوئے تھے۔

''وہ کیسی ہے؟'' نتالی کی آواز لڑکھڑا گئی۔

''سرجری ہو رہی ہے۔ گولی سر کے پیچھے لگی ہے۔ وہ لیب سے نکل رہی تھی۔ سڑک پر تھی۔ خون بہت زیادہ بہہ گیا ہے لیکن وہ مزاحمت کررہی ہے۔''

''کیسے؟ کس نے کیا؟''

''بظاہر لیب سے نکلنے کے بعد اُسے گولی ماری گئی۔ مورس ایونیو پر۔ پولیس یہاں آکے گئی ہے۔'' ٹام نے بتایا۔ ''چند افراد نے ایک آدمی کو بھاگتے دیکھا تھا۔ پولیس کا خیال ہے کہ گینگ کا معاملہ ہے۔''

نتالی سناٹے میں رہ گئی۔ ٹینا کا گینگ سے کیا تعلق؟

''لیب سے نکل کر اس نے ہمیں کال کی تھی...... بس وہی چند منٹ اسے ملے تھے۔ وہ غلط وقت پر غلط جگہ کھڑی تھی۔''

نتالی کے انگ انگ میں سوئیاں چبھ رہی تھیں۔ پیٹ میں شدید اینٹھن ہو رہی تھی، لیب کے باہر...... اسٹریٹ پر...... مورس ایونیو۔ آہ، وہ ٹھیک ٹھیک سمجھ رہی تھی۔ وہ گولی نتالی کے لیے تھی۔ نتالی کا سر چکرانے لگا۔

''وہ کب سے اندر ہے؟'' گریگ نے سوال کیا۔

''دو گھنٹے ہوگئے۔ گن کا کیلبر چھوٹا تھا۔ حملہ عقب سے ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اب تک زندہ ہے۔''

''ٹینا اسٹرانگ ہے۔ وہ اس بحران سے نکل جائے گی۔'' نتالی نے کہا۔

''میں ابھی آتا ہوں۔'' گریگ نے کہا۔

نتالی پشت دیوار سے لگا کے فرش پر بیٹھ گئی۔ ٹینا کی جگہ اسے اسٹریٹ پر ہونا چاہیے تھا۔ ٹینا نے اسے جلدی گھر بھیج دیا اور بعد میں خود اسی طرف سے باہر نکلی...... اوہ گاڈ۔

''سرجری جاری ہے۔ انتظار کرنا پڑے گا۔''

گریگ نے اطلاع دی۔ بالآخر دو بجے رات، سرجن باہر آیا۔

''وہ زندہ ہے۔ یہ اچھی خبر ہے۔'' سرجن نے بتایا۔ ''گولی دماغ میں نازک جگہ پر ہے..... سوجن بہت ہے۔ ..... زیادہ ورم کی وجہ سے ہم گولی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہیں کر سکتے۔ کافی نازک معاملہ ہے۔ وہ فائٹ کر رہی ہے..... ہم بھی پوری کوشش کر رہے ہیں؟ اس کے وائٹل سائن ٹھیک ہیں۔ اس وقت ہم نے اسے مصنوعی تنفس پر رکھا ہے۔''

''کتنا انتظار کرنا ہوگا؟'' گریگ نے استفسار کیا۔

''چوبیس گھنٹے یا اڑتالیس گھنٹے.....''

''نٹالی، گریگ سے لپٹ گئی۔ ٹام کی بیوی سسکیاں لے رہی تھی..... نٹالی کے دل میں نیا خوف بیٹھ گیا تھا۔ وہ دیر سے نکلتی تھی۔ وہی لیب بند کرتی تھی۔ وہ کیسے بتاتی کہ وہ گولی ٹینا کے لیے نہیں تھی۔ ٹینا کے والدین نے ٹھیک کہا تھا کہ ٹینا غلط وقت پر غلط جگہ کھڑی تھی۔

☆☆☆

ڈیڈی پہلے اس طرح کے نہیں تھے۔ ایملی کے نزدیک ڈیڈی کچھ عجیب سے ہوگئے تھے۔ ان کا رویّہ، ردِعمل..... حرکات و سکنات۔ پہلے وہ ہنس مکھ تھے، بھرپور انداز میں جینے والے۔ وہ ایملی کے اسپورٹس اور ہوم ورک میں بھی دلچسپی لیتے تھے۔ اب وہ کھوئے سے رہنے لگے تھے۔ ان کی شخصیت تقسیم ہوگئی تھی۔ اب انہیں کوئی بات بتائی جاتی تو ان کا ردِعمل پہلے جیسا نہیں ہوتا تھا۔ بعض اوقات لگتا ہے کہ انہوں نے کچھ سنا ہی نہیں۔ ایملی کو نٹالی یاد آتی تھی۔ کبھی وہ گہری سوچ میں ڈوب جاتے۔ ایک چیز باقی تھی..... وہ ایملی کے اسکواش میچز میں دلچسپی لیتے تھے۔

اس وقت بھی وہ اس کے ساتھ تھے۔ وہ کلب کا مقابلہ تھا۔ جہاں چند ماہر کھلاڑی بھی تھے۔ لیکن موسم بہار میں رینکنگ بڑھانے کے لیے اسے فائٹ کرنی تھی۔ وہ اسکول پارکنگ سے نکل کر مین روڈ پھر ہائی وے پر آگئے۔ ایملی اپنے حریف براڈ کے بارے میں بتا رہی تھی۔ آخر میں اس نے سوال کیا۔

''ڈیڈی آپ میچ دیکھیں گے نا؟''

''کیوں نہیں ٹائیگر۔'' راب نے جواب دیا۔ انہوں نے مختلف قسم کا لباس پہنا ہوا تھا۔ جیسے کہیں جانے کا ارادہ ہو۔ حالانکہ اب انہوں نے اِدھر اُدھر آنا جانا چھوڑ دیا تھا۔

''مجھے کچھ کام ہے۔ جلد آجاؤں گا۔''

''ڈیڈی، جلدی آئیے گا۔ دیکھیے گا میں اس براڈ کا کیا حشر کرتی ہوں۔''

''میں ضرور دیکھوں گا۔ اسے چھوڑنا مت، ٹائیگر۔''

راب گاڑی ہائی وے سے ہٹ کر بزنس پارک میں لے گیا جہاں نارتھ بے اسکواش کلب تھا۔ ایملی نے اپنا بیگ اٹھایا۔ ''اگلے مہینے سان فرانسسکو میں ریجنل مقابلے ہوں گے۔''

''اور ہم دونوں وہاں جائیں گے۔'' راب نے کہا۔

ایملی مسکرا کر بیگ سنبھالتی ہوئی اتر گئی۔

''کوئی مشورہ؟''

''اس کے بیک ہینڈ کو دبا کے رکھنا۔'' راب نے کہا۔

''اور یاد رکھنا کہ تم ایملی راب ہو..... ایملی راب۔''

☆☆☆

گیم اوپر نیچے ہوتا رہا۔ ایملی بمشکل براڈ کو ہرانے میں کامیاب ہوئی تھی۔ میچ مشکل تھا اور ایملی کی توجہ گیم پر مرکوز رہی..... اختتام پر اس کی نظر بالکونی پر گئی۔ اسے ڈیڈی کہیں نظر نہیں آئے۔

وہاٹ؟ انہوں نے میچ نہیں دیکھا۔ اسے تھوڑا سا غصہ آیا۔ پانچ بج رہے تھے۔ ایملی نے باہر نکل کر وارڈ کو ڈھونڈا۔ گاڑی کہیں نہیں تھی۔ وہ واپس اندر جا کر انتظار کرنے لگی۔ آدھ گھنٹے بعد اس کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔

ایملی نے سیل فون نکال کر گھر کا نمبر ملایا۔

''ہم گھر پر نہیں ہیں۔'' آنسرنگ مشین نے جواب دیا۔

اس مرتبہ اضطراب نے انگڑائی لی۔ کسی کو گھر پر ہونا چاہیے تھا۔ کہاں چلے گئے سب..... چھ بج رہے تھے۔ اس نے پیغام ریکارڈ کرایا۔

''مام، میں اب تک کلب میں ہوں۔ ڈیڈی پتا نہیں کہاں ہیں۔''

☆☆☆

چوبیس گھنٹے گزر گئے تھے۔ ٹینا کی حالت جوں کی توں تھی۔ دوسرا دن بھی ایسے ہی گزر گیا۔ سرجنز گولی کے قریب نہیں پہنچ پا رہے تھے۔ زخم کے گرد سوجن غیر معمولی تھی۔ اسکین واضح تھے۔ تاہم ٹشوز ٹوٹ پھوٹ کا تعین نہیں ہو پا رہا تھا۔ سوجن کم ہونے کا انتظار کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ نٹالی کا بیشتر وقت ایلن اور ٹام کے ساتھ گزرتا تھا۔ پولیس دعویٰ کر رہی تھی کہ ایک آدمی دیکھا گیا ہے، جس نے سر پر سرخ پٹی باندھی ہوئی تھی۔ وہ سفید رنگ کی وین میں

سوار ہوا تھا۔ وین کا رخ موریس ایونیو کی طرف تھا۔ سرخ پٹی خون بہانے کا ''ٹریڈ مارک'' تھی۔

اس کی دوست کو ماریں تھی اور پولیس گینگ کا سراغ لگا رہی تھی۔ وہ کیسے یقین کرتی؟ کیسے بتاتی؟ دوسری رات دو بجے ثنالی اور گریگ اپارٹمنٹ میں تھے۔ نیند کوسوں دور تھی۔ نیند کی جانب دھیان بھی نہیں تھا، خیالات کا محور ٹینا تھی۔ دونوں کاؤچ پر سکتے کی حالت میں بیٹھے تھے۔

یہ دن تو آنا تھا لیکن اس طرح...... ثنالی نے سر جھکا لیا۔ اس سے بہتر تھا کہ وہ ٹینا کے بجائے حسبِ معمول خود دیر سے نکلتی۔

''گریگ مجھے فل کیوبٹی کو بتانا چاہیے۔ وٹنس پروٹیکشن والوں کو علم ہونا چاہیے۔'' پھر کیا ہوگا...... ثنالی سمجھتی تھی کہ فوراً ہر چیز بدل جائے گی۔ انہیں بھی نئی شناخت کے ساتھ نئی زندگی کا آغاز کرنا پڑے گا۔ کسی اور علاقے میں۔ گریگ کو اپنی رہائش اور ملازمت بھی چھوڑنی پڑے گی۔

گریگ نے دماغ ٹھنڈا رکھنے کی کوشش کی۔ ''یہ ایک غیر معمولی اتفاق بھی ہوسکتا ہے۔ ممکن ہے پولیس کی لیڈ صحیح ہو۔''

''ہم دونوں جانتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے......'' ثنالی خود مری جا رہی تھی۔ اس کی بہترین دوست موت اور زندگی کی کشمکش میں مبتلا تھی۔ گریگ نے اسے بانہوں میں لے لیا۔ میگی نے انتباہ کیا تھا کہ مارکیڈو بھولتے نہیں ہیں۔ وہ انتقام لیں گے اور یہ انتقام سے آگے کی چیز ہے۔ انشورنس۔ تاکہ آئندہ کوئی ''فرید رنیدا'' کے خلاف جانے کی جرأت نہ کرے۔

ثنالی اور گریگ نے ایک دو دن انتظار کا فیصلہ کیا۔

لیکن رات کسی وقت اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ لوگ جانتے ہیں۔ انہوں نے پولیس کو غلط راستے پر لگا دیا ہے۔ ثنالی کو غلط فہمی میں ڈالنے کے لیے۔ اس دوران وہ جلد ہی اس تک پہنچ جائیں گے۔ اس مرتبہ ثنالی راب ان کے سامنے ہوگی۔ ثنالی نے اپنی فیملی کے تحفظ کی دعا کی اور گلے میں لٹکتا گولڈن لاکٹ باہر نکالا۔ کیا راز ہے اس میں؟ کیا وہ کبھی اس کا دوسرا حصہ حاصل کر سکے گی؟

''مام میری آرزو ہے کہ آپ ابھی مجھے اس کا راز بتا دو۔'' اس نے دل ہی دل میں تمنا کی۔ وہ اٹھی اور دروازے کا ہیوی بولٹ لگا دیا۔

☆☆☆

''ثنالی۔'' ٹام اس کے قریب آیا۔ ''گھر جاؤ، تم بہت تھک چکی ہو۔ میں جانتا ہوں کہ تم رکنا چاہتی ہو لیکن بہتر ہے کہ نیند پوری کرلو۔''

ثنالی نے سر ہلایا۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ ٹام صحیح کہہ رہا ہے۔ وہ دو دن میں چھ گھنٹے سوئی تھی۔ نہ وہ لیب گئی تھی۔ وہ آئی سی یو بینچ سے اٹھ گئی۔

''میں وعدہ کرتا ہوں۔'' وہ ایلیویٹر کی طرف جاتے ہوئے بولا۔ ''کوئی خبر آئی تو فوراً کال کروں گا۔''

ٹینا کو بیلیویو اسپتال کے ہیڈ ٹراما وارڈ میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ وہ علاقے کا بہترین اسپتال سمجھا جاتا تھا۔

ثنالی، لابی سے ہوکر فرسٹ اسٹریٹ پر نکل آئی۔ چھ بج رہے تھے۔ تاریکی کے آثار نمایاں ہو رہے تھے۔ کوئی کیب دکھائی نہ دی تو وہ بس کی طرف چلنے لگی...... عقبی نشست پر بیٹھ کر اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ گریگ سولہ گھنٹے کی ڈیوٹی پر تھا۔ پہلی مرتبہ ثنالی کو اپارٹمنٹ میں رات اکیلے گزارنی تھی۔ وہ سفر کے دوران میں اونگھتی رہی۔ نویں اسٹریٹ پر اس نے بس چھوڑ دی۔ رہائش گاہ چند بلاک کے فاصلے پر تھی۔ سیکنڈ ایونیو پر تاریکی تھی۔ اسے اپارٹمنٹ پہنچنے کی جلدی تھی۔ تاہم اس کی چال میں تیزی نہیں تھی۔ دفعتاً اسے احساس ہوا کہ کوئی چیز معمول سے ہٹ کر ہے۔ اس نے خود سے کہا کہ مڑ کر مت دیکھو۔ عقب میں قدموں کی مدھم چاپ سنائی دے رہی تھی۔ میں وہمی ہوگئی ہوں۔ اس نے خود کو سمجھایا۔ یہ نیویارک کا ایسٹ ولیج ہے۔ یہاں عموماً گہما گہمی رہتی ہے۔ ایک دکان کی کھڑکی کے شیشے میں ثنالی نے اس کی جھلک دیکھی۔ سیاہ رنگ کی چرمی جیکٹ تھی۔ دونوں ہاتھ جیکٹ کی جیبوں میں تھے۔ سر پر ٹوپی نیچے کی جانب جھکی ہوئی تھی۔

نہیں۔ یہ وہم نہیں ہے۔ جیکٹ والا اس کے تعاقب میں تھا۔ دل کی دھڑکن ایک بار پھر اعتدال سے تجاوز کرنے لگی۔ خوف کی لہر رگ و پے میں سرایت کر گئی۔ ثنالی نے رفتار میں اضافہ کر دیا۔ اس کی پناہ گاہ چند بلاک کے فاصلے پر تھی۔ دھڑکن گویا پسلیوں کو مضروب کیے دے رہی تھی۔ وہ اس سڑک پر مڑی جو اپارٹمنٹ والی عمارت کی طرف جاتی تھی۔ ثنالی کو احساس ہوا کہ متعاقب چند قدم کے فاصلے پر ہے۔ وہ مارکیٹ قریب تھی، جہاں سے وہ گھر کے لیے شاپنگ کیا کرتی تھی۔ اس نے ارادہ تبدیل کیا اور تقریباً بھاگتی ہوئی مارکیٹ میں چلی گئی۔ ایک باسکٹ اٹھا کر مختلف ریکس کے درمیان چکراتی ہوئی وہ ایک جگہ رک گئی۔ اس دوران وہ دہی، دودھ اور بریڈ باسکٹ میں رکھ چکی تھی۔

دھڑکن اعتدال پر آ رہی تھی۔ اس نے کن انکھیوں سے کھڑکی میں جھانکا...... کوئی مشکوک آدمی نظر نہیں آیا۔ شکر ہے، وہ ادائیگی کے لیے بڑھی اور دفعتاً منجمد ہو کے رہ گئی۔ وہ سڑک کی دوسری جانب ایک کار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا، فون پر بات کر رہا تھا۔ نٹالی ادائیگی کر کے باہر نکل گئی۔ دونوں کی نظریں چار ہوئیں۔ گھر زیادہ دور نہیں تھا۔ نٹالی نے بے دھڑک دوڑ لگا دی۔ جیکٹ والا بھی پیچھے بھاگا۔ نٹالی کا دل پھر نارمل رفتار بھول کر بے قابو ہو گیا۔ جسم کا ریشہ ریشہ لرز رہا تھا۔ چند گز کی بات تھی۔ پلیز گاڈ...... پلیز...... وہ ہر شے سے بے نیاز انتہائی رفتار سے بھاگ رہی تھی۔ بھاگتے بھاگتے اس نے بیگ میں سے چابی نکالی اور گودام نما عمارت کے گیٹ میں ڈال کر گھمائی۔ پہلی کوشش میں ہی گیٹ کھل گیا۔ تھینک گاڈ۔ اندر گھس کر اس نے گیٹ کا پٹ کھینچا۔ گیٹ خودکار انداز میں لاک ہو گیا۔ تھینک گاڈ...... وہ لابی کی دیوار سے لگی ہانپ رہی تھی۔ پشت پر شرٹ پسینے سے تر تھی۔ گہری گہری سانسیں لے کر وہ ایلیویٹر کی طرف بھاگی۔ اچانک اسے خیال آیا کہ وہ کرے گی کیا۔ فیملی اس کی تھی نہیں۔ گریگ فوراً نہیں پہنچ پاتا۔ پولیس؟ پولیس سے وہ کیا کہے گی۔ اس کی دوست اس کی وجہ سے کوما میں تھی۔ اسے حقیقت پہلے پولیس کو بتانی چاہیے تھی۔ اب بہت دیر ہو گئی تھی۔ بہت دیر......

نٹالی نے ایلیویٹر میں قدم رکھا اور سات نمبر دبایا...... فی الحال اسے اپنے اپارٹمنٹ کی ضرورت تھی۔ ساتویں منزل پر ایلیویٹر کے در وا ہو گئے۔ دو...... دو آدمی سامنے کھڑے تھے۔ نٹالی کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ اس نے چیخنا چاہا، کوئی آواز نہیں نکلی، اس کی آنکھیں ڈبڈبانے لگیں۔ دماغ ماؤف تھا۔ واپس بھاگنے کا راستہ نہیں تھا۔ کس نے بھیجا ہے ان کو......؟

معاً ایک آدمی نے قدم بڑھایا۔ ''مس راب؟''

بدحواسی اور ڈبڈباتی آنکھوں نے نظر کو دھندلا دیا تھا۔

''مس نٹالی راب؟'' اس نے نرمی سے نٹالی کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ وہ سسک پڑی۔ وہ پہچان گئی تھی۔ فل کیویٹی...... نام لینے والا فل کیویٹی تھا...... ڈیفنس سیکیورٹی ایجنٹ۔

نٹالی واقعتاً اس کے سینے سے جا لگی۔ خوف و ہراس نے اسے مفلوج کر دیا تھا۔

''سب ٹھیک ہے، نٹالی...... سب ٹھیک ہے۔'' اس نے نٹالی کا سر سہلایا۔

نٹالی دھیرے سے الگ ہو گئی۔ ''میں...... میں سمجھی تھی کہ میرا تعاقب ہو رہا ہے۔''

''میں معذرت خواہ ہوں۔'' وہ بولا۔ ''وہ یقیناً میرا آدمی ہو گا۔''

''تم لوگ یہاں کیوں آئے؟'' وہ خود کو سنبھال رہی تھی۔

''یہ جیمز نارڈوزی ہے۔'' کیویٹی نے دوسرے آدمی کا تعارف کرایا۔

''ہاں۔ ایک بار مقدمے کی کارروائی کے دوران میں نے دیکھا تھا۔''

نارڈوزی مسکرایا۔

''چند سوالات کرنے تھے۔ اگر ہم اندر بیٹھ جائیں؟'' ایجنٹ نے کہا۔

''کیوں نہیں۔'' نٹالی اپارٹمنٹ کی طرف بڑھی...... فرگو کو خاموش کرا کے، سامان اس نے کچن میں رکھ دیا۔

''ہاں، پوچھو...... میں جانتی ہوں کیا معاملہ ہے۔''

کیویٹی کی آنکھوں میں عجیب تاثر ابھرا۔ اس کے سوال نے نٹالی کا سر چکرا دیا۔

''آخری بار تم نے اپنے ڈیڈی کو کب دیکھا یا سنا تھا؟''

''ڈیڈی؟؟'' نٹالی نے پلکیں جھپکائیں۔ ظاہر ہے آخری بار ٹرائل کے موقع پر۔ کیوں؟ کیا بات ہے؟''

کیویٹی نے نارڈوزی کی طرف دیکھا اور کھنکھار کے گلا صاف کیا۔

''نٹالی ہم تمہیں کچھ دکھانا چاہتے ہیں۔'' اس نے رین کوٹ سے ایک لفافہ نکالا۔ کیویٹی کی آواز میں کوئی ایسی بات تھی کہ نٹالی سنسنی محسوس کیے بغیر نہ رہ سکی۔

'یہ بہت خفیہ ہے اور ناقابلِ برداشت بھی۔ مجبوراً تمہیں دکھا رہے ہیں۔ حوصلہ رکھو۔''

نٹالی کا دل ڈوب سا گیا۔ اس جملے کا جو بھی مطلب تھا، بہت برا تھا۔ ''مجھے نروس مت کرو۔'' وہ بولی۔

''میں سمجھ رہا ہوں۔'' اس نے لفافے میں سے تصاویر نکالیں۔ تصاویر کرائم سین سے متعلق تھیں۔ نٹالی نے آنکھیں بند کر لیں۔ کیا ڈیڈی کو...... وہ آگے نہ سوچ سکی۔ اس نے کانپتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔ نہیں وہ کسی عورت کی تصاویر تھیں۔ لیکن...... نٹالی کی آنکھیں از خود دوبارہ بند ہو

گئیں۔ یہ درندگی اور سفاکی کا عکس تھا۔ حیوانیت اور بربریت...... ثنالی کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ بمشکل تصاویر دیکھ پائی۔ عورت کو کرسی کے ساتھ باندھا گیا تھا۔ بدن پر زیر جامے کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ چند تصاویر میں پوری باڈی نظر آ رہی تھی اور بعض میں کلوز اپس۔ چہرہ اور بدن خونی زخموں سے آلودہ تھا۔ کہیں سوجن تھی...... کہیں نیل پڑ گئے تھے۔ تشدد کے بعد اسے گولیاں ماری گئی تھیں۔ لاش کے بالائی نسوانی حصوں کو جلایا گیا تھا۔

ثنالی نے چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپالیا۔

''آئی ایم سوری۔'' کیویٹی کی آواز آئی۔

''یہ...... یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے۔'' ثنالی کے معدے سے رطوب اوپر چڑھی اور حلق کڑوا کر گئی۔

''اسے ہلاک نہیں کیا گیا۔ زندہ رکھا گیا ہے...... زیادہ سے زیادہ دیر تک...... تاکہ وہ کچھ بول سکے۔ گولیاں تو خوامخواہ ماری گئیں۔ یہ بھیانک تشدد تھا۔''

''میں سمجھی تھی کہ تم ٹینا کی وجہ سے آئے ہو۔''

''مجھے افسوس ہے اور ہم جانتے ہیں کہ وہ تمہارے مغالطے میں نشانہ بن گئی۔ میں ایک بار پھر اظہار افسوس کرتا ہوں۔'' ایجنٹ نے آخری فوٹو نکال کر سامنے رکھا۔ یہ کلوز اپ تھا۔ ایسے زاویے سے لیا گیا تھا کہ زخمی چہرے کو پہچانا جاسکے۔ ثنالی نظر پھیرتے ہوئے رک گئی۔

''اوہ گاڈ۔ تم مجھے یہ کیوں دکھا رہے ہو۔ ڈیڈی کا ان تصویروں سے کیا تعلق ہے؟'' وہ تقریباً چیخ اٹھی۔

''شاید تعلق ہے...... غور سے دیکھو۔''

کانپتی انگلیوں سے ثنالی نے تصویر اٹھالی۔ وہ اسے پلک جھپکائے بغیر گھور رہی تھی۔ ثنالی کے چہرے کا سارا خون کسی نے نچوڑ لیا۔ اس کے کھلے منہ سے کوئی لفظ برآمد نہیں ہوا۔ البتہ اس کی سانس رک گئی تھی...... وہ مارگریٹ عرف میگی کی تصویر تھی۔

☆☆☆

ثنالی سکتے کی کیفیت میں بیٹھی تھی۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ میگی ایک اچھی اور خوش مزاج عورت تھی۔ راب فیملی نے پہلی ملاقات میں ہی اسے پسند کیا تھا۔

''کس نے کیا؟ کیوں کیا؟''

''فی الحال ہم اندھیرے میں ہیں۔'' فل کیویٹی نے جواب دیا۔ وہ اٹھا اور ایک گلاس میں پانی لا کر ثنالی کو دیا۔ ''یہ واردات گزشتہ ہفتے، جمعرات کے دن ہوئی تھی۔ شکاگو کے باہر ایک گودام میں۔ ہمیں صرف اتنا معلوم ہے کہ ایجنٹ مارگریٹ، کیس کے سلسلے میں وہاں کسی سے ملنے گئی تھی۔''

پانی پیتے ہوئے بھی ثنالی کے ہاتھ لرز رہے تھے۔

''اس کی موت مقصد نہیں تھا۔ معلومات کے لیے اس پر تشدد کیا گیا۔''

''میں نہیں سمجھی۔''

''شاید تمہارے ڈیڈی کے بارے میں معلومات۔'' نارڈوزی نے کہا۔

معاً تمام صورتِ حال ثنالی پر واضح ہوگئی۔

''لیکن یہ مجھے کیوں دکھایا گیا؟''

''ثنالی، وہ جو بھی تھا...... اس نے کوئی نشان نہیں چھوڑا۔ البتہ مارگریٹ کی کار کے ڈیش بورڈ پر یہ چپکا ہوا تھا۔'' ایجنٹ نے ایک اور لفافہ نکالا۔ لفافے میں پلاسٹک کے اندر ایک کاغذ تھا۔ کاغذ سادہ تھا۔ ثنالی کی آنکھوں میں الجھن تھی۔ ''اس پر لکھ کر مٹایا گیا ہے۔ غور کرو۔''

ثنالی نے غور سے دیکھا۔ مٹے مٹے حروف نظر آئے۔

''الٹراوائلٹ روشنی میں تم پڑھ لوگی۔'' کیویٹی نے دوسرا کاغذ دکھایا۔

M-I-D-A-S

''میڈاس؟'' ثنالی نے ناسمجھی سے کیویٹی کی طرف دیکھا۔

''میڈاس، کوڈ نیم ہے۔ یہ نام تمہاری فیملی کو دیا گیا تھا۔''

ثنالی کو لگا جیسے کسی نے اس کے پیٹ میں گھونسا مارا ہو اور اس کے پھیپھڑے آکسیجن سے محروم ہو گئے ہوں۔

پہلے لیب کے باہر ٹینا، پھر اس کی فیملی کیس ایجنٹ مارگریٹ، اور اب وہ اس کے ڈیڈی کا اتا پتا معلوم کر رہے تھے۔

''کیویٹی ہو کیا رہا ہے؟ میری فیملی خطرے میں ہے۔ کیا تم نے ان کو خبردار کر دیا ہے؟ کیا تم نے ڈیڈی سے بات کی ہے؟''

''اسی لیے ہم یہاں پر ہیں۔'' کیویٹی نے ثنالی کی آنکھوں میں دیکھا۔ ''ثنالی تمہارے ڈیڈی لاپتا ہیں۔''

''لاپتا؟'' یکے بعد دیگرے صدمات ثنالی کے اعصاب کو توڑ رہے تھے۔ ''کب سے لاپتا ہیں؟''

''ایک ہفتے سے...... تمہیں یقین ہے کہ انہوں نے تم سے رابطے کی کوشش نہیں کی؟''

''میں اُن کے بارے میں قطعی لاعلم ہوں۔ کیا میری

ماں اور بہن بھائی محفوظ ہیں؟''

''ہاں۔''

''اور ڈیڈی؟''

''سچ یہ ہے کہ ہم نہیں جانتے۔ ہم ایک گارڈ تمہیں دے دیتے ہیں۔ امکان ہے کہ تمہارے ڈیڈی زندہ ہوں اور تم سے رابطہ کریں۔ تمہیں بھی ٹارگٹ بنایا جاسکتا ہے۔''

''وہ تو مجھے بنایا گیا تھا۔'' ثنالی وقفہ لے کر بولی۔ ''تم نے کہا تھا کہ ٹینا کے بارے میں تمہیں علم تھا؟''

کیویٹی نے جواب دینے کے بجائے نارڈوزی کی طرف دیکھا۔ ثنالی کھڑی ہوگئی۔ وہ ان دونوں کو گھور رہی تھی۔ ''تم لوگوں کو خبر تھی اور تم نے مجھ سے رابطہ کرنے کی زحمت نہیں کی؟''

''ثنالی، ہم تمہاری تکلیف سمجھ رہے ہیں، لیکن پولیس......''

ثنالی نے تیزی سے تخمینہ لگایا۔ ٹینا، تین دن، مارگریٹ...... ایک ہفتہ، ڈیڈی ایک ہفتہ...... انہوں نے مجھے ہوشیار کیوں نہیں کیا؟

''مجھے اپنی فیملی سے بات کرنی ہے۔'' اس نے کیویٹی کو مخاطب کیا۔

''سوری، ثنالی وہ حفاظتی تحویل میں ہیں۔''

''حفاظتی تحویل؟ تو پھر میرے ڈیڈی کہاں ہیں؟''

''ثنالی۔'' کیویٹی نے دفاعی انداز اختیار کیا۔ ''تمہارے ڈیڈی سے بدلہ لینے کے لیے مارکیڈو مافیا کچھ بھی کرسکتی ہے۔ ممکن ہے وہ یہ کام کرچکے ہوں۔ پروٹیکشن پروگرام کے اندر نقب لگ چکی ہے۔ جب تک ہمیں پتا نہ چلے کہ یہ ہوا کیسے...... تب تک ہم تمہاری فیملی کے تحفظ پر سمجھوتا نہیں کرسکتے۔''

''مطلب، وہ لوگ قیدی ہیں؟ اور میں بھی؟''

''دیکھو ہم نہیں جانتے کہ مارگریٹ نے قاتل یا قاتلوں کو کیا بتایا ہے یا کچھ نہیں بتایا۔ دوسرے ہم ان کی اصل شناخت سے بھی بے خبر ہیں۔ قیاس غالب ہے کہ وہ ڈرگ ڈیلرز کے آدمی تھے۔ مارگریٹ کے پاس راب فیملی کے علاوہ اور بھی کیس تھے۔''

ثنالی، ایجنٹ کو دیکھتے ہوئے تمام صورتِ حال کا تجزیہ کررہی تھی۔ اس کا ذہن کہہ رہا تھا کہ کیویٹی نے تمام باتیں ظاہر نہیں کی ہیں۔ وہ جھوٹ بول رہا تھا۔ کوئی بات چھپا رہا تھا۔

''مجھے اپنی فیملی سے بات کرنی ہے۔'' ثنالی بضد تھی۔ ''اگر میرے ڈیڈی زندہ نہیں ہیں تو یہ جاننا میرا حق ہے۔''

''میں یہ حق تسلیم کرتا ہوں۔ ثنالی ہم پر بھروسا کرو۔''

☆☆☆

ثنالی کے لیے جو حفاظتی نمائندہ منتخب کیا گیا، وہ ایف بی آئی ایجنٹ روبز تھا۔ ثنالی بہتر محسوس کررہی تھی۔ تاہم اسے نیند نہیں آرہی تھی۔ ذہن میں فیملی کے خیالات گردش کررہے تھے۔ کیویٹی نے ڈیڈی کے بارے میں جو بتایا تھا، ذہن اسے قبول نہیں کررہا تھا۔ ڈیڈی نے کیا کیا، ٹھیک تھا یا غلط تھا۔ لیکن وہ ان کو چھوڑ کر نہیں جاسکتے تھے...... اس کا حلق بری طرح خشک ہورہا تھا۔ ہاتھ اور پیروں کی انگلیوں میں سوئیاں سی چبھ رہی تھیں۔ ثنالی نے ایکوا' چیک نکال کر بلڈ ریڈنگ چیک کی۔ 315۔ اوہ گاڈ...... خاصی خراب صورتِ حال تھی۔ کچن میں جاکر اس نے فریج میں سے مطلوبہ اشیا برآمد کیں اور سرنج کے ذریعے، کیفیت کے مطابق شاٹ لیا۔ ایک ہفتے سے اس نے جاگنگ کی تھی اور نہ کشتی رانی۔

''کم آن، ثنالی...... تمہیں اپنا خیال خود رکھنا ہوگا، ہر معاملے میں کاندھے تلاش کرنا چھوڑ دو۔'' اس نے فرگو کو قریب کرکے آہستہ سے کہا۔ وہ دم ہلا رہا تھا جیسے ثنالی کی بات سمجھ گیا ہو۔

ثنالی نے کمپیوٹر سنبھالا۔ اسے امید تو نہیں تھی، تاہم کوشش کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں تھا۔ یاہو پر جاکر اس نے شیرن کی ای میل آئی ڈی چیک کی۔ یوگا گرل 1123، اسے براہِ راست آگے نہیں بڑھنا تھا۔ بلکہ سیکیورٹی پروگرام کی کلیئرنگ ویب سے ہوکر گزرنا تھا۔ اسی لیے پیغام ٹائپ کرتے وقت اس نے اشاروں کنایوں سے کام لیا۔

مام...... دوستو.... میں تم لوگوں کی طرف سے پریشان ہوں۔ مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ میرا پیغام تم لوگوں تک پہنچ سکے گا۔ میں جانتی ہوں کہ ڈیڈی لاپتا ہیں۔ میں خوف زدہ ہوں کہ کوئی خراب بات ہوگئی ہے۔

میں کچھ بتانا چاہتی ہوں کہ یہاں کیا ہوا۔ لیکن میرے لیے اہم بات یہ ہے کہ کسی طرح میں تم لوگوں کی آواز سن سکوں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم حفاظتی تحویل میں ہو۔ اگر تمہیں یہ پیغام مل جائے تو مجھے او کے کی کال کردو۔ میں تم سب سے اور ڈیڈی سے محبت کرتی ہوں اور ڈیڈی کے لیے دعا کرتی ہوں۔ میرا دل تمہارے ساتھ ہے۔ کسی طرح مجھ سے رابطہ کرو۔ N۔

آدھی رات کے بعد دو بجے گریگ نے اسے کچی نیند سے بیدار کیا۔ ''میں ٹینا کے پاس رک گیا تھا۔'' اس نے ثنالی کا ہاتھ دبایا۔ ''وہ گولی کے گرد سے دباؤ ہٹانے اور مردہ ٹشوز کو نکالنے کے لیے خاص طریقۂ کار پر عمل کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔''

''ٹینا ٹھیک ہے؟'' ثنالی اٹھ کے بیٹھ گئی۔

''وہ لڑ رہی ہے۔'' گریگ نے کہا۔

ثنالی نے کچھ دیر بعد اسے مارگریٹ کے بارے میں بتایا۔

''گریگ اگر وہ مجھے پکڑ لیتے تو......''

''اس طرح مت سوچو۔'' گریگ نے اسے سینے سے لگا لیا۔

''اور ڈیڈی بھی لاپتا ہیں۔ اگر اُن کو......''

''وہ ٹھیک رہیں گے۔'' گریگ نے ثنالی کو اطمینان دلایا۔

''تم روئز سے مل لیے؟''

''ہاں، بے فکر ہو کے سو جاؤ۔''

☆☆☆

فون کی گھنٹی پر ثنالی کی آنکھ کھلی۔ روشنی اور وقت دیکھ کر وہ حیران رہ گئی۔ گیارہ بج رہے تھے۔ فون نے پھر آواز دی۔

''ہیلو؟''

''ثنالی، ہنی......؟''

ثنالی نے جھٹکا محسوس کیا۔ ''مام، آپ ہیں؟''

''ہاں، میں ہوں۔ تم کیسی ہو؟ ہم لوگ ٹھیک ہیں۔''

''اوہ گاڈ، میں بہت پریشان تھی .... سیکیورٹی پروگرام کے اہلکار بتا رہے تھے کہ وہ لاپتا ہیں؟''

''ہاں، ہمیں معلوم ہے لیکن کسی کو نہیں پتا وہ کہاں ہیں...... 8 دن ہو گئے۔'' ثنالی نے کیویٹی اور مارگریٹ کے بارے میں بتایا۔ ''مام بہت برا ہوا۔ آپ لوگ بہت خیال رکھنا اپنا۔''

''ہنی، ہم ٹھیک ہیں۔ چوبیس گھنٹے ہماری خصوصی حفاظت کا انتظام ہے۔ مجھے تمہارے ڈیڈی اور تمہاری فکر رہتی ہے۔''

''مام، ٹینا کو کسی نے گولی مار دی ہے۔''

''اوہ لارڈ...... کیا مطلب؟''

''وہ آئی سی یو میں ہے......''

''تم زیادہ باہر مت جاؤ۔ ان لوگوں کو حفاظت کرنے دو۔''

''مام، ایسا ہی ہے۔''

''ہنی، میں زیادہ دیر بات نہیں کر سکتی۔ اپنا خیال رکھنا۔''

''لیکن مام......'' کسی مرد کی آواز آئی اور لائن کٹ گئی۔

''مام......مم......''

کال غیر متوقع بھی تھی اور اطمینان بخش بھی۔ تاہم کوئی چیز ثنالی کے ذہن میں چبھ رہی تھی۔ چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ مام نے کوئی اشارہ دیا ہے۔ ثنالی کو کیویٹی پر پہلے بھی شک تھا۔ کال غیر متوقع تھی۔ ماما کو بھی تمام باتوں کا علم تھا۔ صرف ٹینا کے بارے میں وہ لاعلم تھیں۔ دورانِ گفتگو ماما نے کوئی عجیب بات نہیں کی تھی...... دفعتاً ثنالی کے ذہن نے نکتہ پکڑ لیا۔ کیویٹی کے مطابق مارگریٹ کا قتل شکاگو کے باہر ایک ہفتہ قبل جمعرات کو ہوا تھا۔ ماما نے واضح طور پر آٹھ دن کہا تھا۔ وہ لفظ جمعہ استعمال نہیں کر سکتی تھیں۔ کیونکہ ان کے ساتھ ایف بی آئی کا آدمی موجود تھا۔ مطلب جمعرات کے دن ڈیڈی پروگرام میں تھے۔

ڈیڈی جمعہ سے لاپتا تھے تو قاتل مارگریٹ سے کیا معلوم کر سکتا تھا؟

☆☆☆

''کیا میرے ڈیڈی زندہ ہیں؟'' ثنالی جاوٹس بلڈنگ، فیڈرل پلازا کے دفتر میں درانہ وار گھستی چلی گئی تھی۔ وہ براہِ راست سیکیورٹی پروگرام ایجنٹ کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

وہاں دو آدمی اور تھے۔ ایک ناٹا ڈوزی اور دوسرا دراز قامت بوتھ۔

''ثنالی، درحقیقت ہم لاعلم ہیں۔''

''ایسا نہیں ہے۔ گزشتہ ہفتے ہمارے دروازے کا بولٹ کسی نے استعمال کیا تھا۔ اس کے بعد ہی یہ واقعات شروع ہوئے۔ کوئی شک نہیں رہا کہ کوئی ہمارے اپارٹمنٹ میں آیا تھا۔ کیا میرا فون ٹیپ ہوتا رہا ہے؟''

''ثنالی، ہمارے محفوظ ترین وِٹنس پروگرام میں نقب لگی ہے۔ ہمارا ایک قیمتی ایجنٹ مارا گیا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ سب کچھ بنجامن راب کیس سے تعلق رکھتا ہے۔''

''لیکن میرے ڈیڈی جمعے کے روز غائب ہوئے تھے۔ مارگریٹ کا مرڈر جمعرات کو ہوا تھا۔ اسی لیے میں پوچھ رہی ہوں۔ کیا ڈیڈی زندہ ہیں؟''

''مس راب......'' نارڈوزی دخل انداز ہوا۔

''ہیریرا۔'' نثالی نے تیزی سے کہا۔ ''تم ہی نے کہا تھا کہ میں اپنے نام کے ساتھ ہیریرا کا لفظ استعمال کروں۔''

''مس ہیریرا۔'' لائر کھڑا ہو گیا۔ ''تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ''سیکیورٹی پروگرام'' کے لیے اس وقت ساڑھے چار ہزار افراد کام کر رہے ہیں۔ ان میں بیشتر بہت خاص ہیں اور......''

''میرے سوال کا جواب کوئی نہیں دے رہا؟''

''مس ہیریرا۔'' بوتھ کھڑا ہو گیا۔ ''بات یہ ہے کہ تمہارے ڈیڈی نے چند ہفتے قبل تمہارے بھائی جسٹن کے نام پر ایک سیل فون خریدا تھا۔''

نثالی نے فرطِ حیرت سے اثبات میں سر ہلایا۔

''فون کو استعمال نہیں کیا گیا۔ گزشتہ جمعرات کو اس فون سے کال کی گئی اور اگلے روز تمہارے ڈیڈی، ایملی کے میچ کے دوران غائب ہو گئے۔ وہ کال شکاگو سے گئی تھی۔''

نثالی کو امید کی کرن نظر آئی۔ تاہم وہ خاموش رہی۔

''جس نمبر پر کال کی گئی تھی، وہ مارگریٹ کا خفیہ نمبر تھا۔''

''میں نہیں سمجھی۔'' نثالی نے پلکیں جھپکائیں۔ کیا وہ یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ اس کے ڈیڈی بقیدِ حیات ہیں۔

''نثالی تمہارے ڈیڈی کے حلیے کا ایک آدمی بدھ کی رات منی پولس کے لیے جہاز میں سوار ہوا۔ ٹکٹ پر اس آدمی کا نام جان اسکینر لکھا ہوا تھا۔ کاغذات کے مطابق وہ ایک انشورنس بروکر تھا، جس کا تعلق کرین بری، نیوجرسی سے تھا۔ اس نے ڈرائیونگ لائسنس چوری ہونے کی رپورٹ درج کرائی تھی۔ رپورٹ دو سال پرانی تھی۔ منی پولس ائرپورٹ کے اطراف میں بجٹ آفس کے قریب جان اسکنز نے گاڑی کرائے پر حاصل کی اور دو دن بعد واپس کر دی۔ ریکارڈ اور تفتیش کے مطابق گاڑی نے آٹھ سو بیس میل کا سفر طے کیا۔''

''اوکے......'' نثالی اپنے احساسات سمجھنے سے قاصر تھی۔

''منی پولس سے شکاگو اور پھر واپس منی پولس پہنچا جائے تو یہ فاصلہ بنتا ہے...... آٹھ سو بیس میل۔''

نثالی کئی سیکنڈ تک بوتھ نامی ایجنٹ کو تکتی رہی۔ رگوں میں دوڑتے لہو میں مسرت کا عنصر شامل ہوا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ ڈیڈی زندہ ہیں لیکن یہ مسرت لمحاتی تھی۔ کمرے میں چھائے ہو پتھریلے سکوت نے مسرت کے لمحوں کو نازک کانچ کے مانند کرچی کرچی کر دیا۔

''کار کا جی پی ایس سسٹم، شوم برگ کے بروانڈسٹریل پارک کی نشاندہی کر رہا تھا۔''

''اوکے......'' نثالی کی نبض نے اپنی رفتار بڑھا دی۔

کیویٹی نے ایک فوٹو آگے بڑھایا۔ ''یہ پارک کے اندر گودام کی تصویر ہے جسے تم پہلے بھی دیکھ چکی ہو اور جہاں مارگریٹ کو بے رحمی سے قتل کیا گیا۔''

نثالی کی تیز دوڑتی ہوئی نبض ایک لمحے کے لیے یکایک تھم گئی۔ دفعتاً اس پر انکشاف ہوا کہ وہ لوگ کیا سوچ رہے ہیں...... کیا خود نثالی نے ماں کی بات کا غلط مطلب لیا تھا؟

''نہیں۔'' اس نے پُرزور انداز میں نفی میں سر ہلایا۔

''تم جانتی ہو کہ وہ ایک دن پہلے غائب ہوئے۔ ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ وہ ایجنٹ مارگریٹ سے ملنے گئے تھے۔''

''نہیں۔'' اس کی آواز لرز اٹھی۔ ''وہ ایک دن بعد لاپتا ہوئے تھے۔''

''لائسنس دو سال قبل چوری ہوا تھا۔ اسی نام سے کریڈٹ کارڈز ایشو ہوئے تھے۔ تم سمجھ گئی ہوگی کہ منصوبہ بندی بہت پہلے سے ہو رہی تھی۔''

''یہ پاگل پن ہے۔'' وہ کھڑی ہو گئی۔ اس کے ڈیڈی کے بارے میں جاننے کے لیے مافیا نے مارگریٹ کو نہیں مارا تھا۔ ایجنٹ بوتھ کی سنائی ہوئی کہانی بتا رہی تھی کہ خود اس کے ڈیڈی نے اپنے ہی کیس ایجنٹ کا مرڈر کیا تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

''تمہارا سوال تھا کہ وہ زندہ ہیں یا......'' کیویٹی نے کہا۔ ''اصل معاملہ بہت گہرا ہے۔ تمہارے سوال کے پیچھے ایک اور بہت بڑا سوال چھپا ہے۔''

''نہیں۔'' نثالی کی آواز بلند ہو گئی۔ ''تم لوگ غلط کہہ رہے ہو۔ ڈیڈی قاتل، یہ ناممکن ہے۔'' نثالی کے تصور میں مارگریٹ کی خونچکاں تصاویر گھومنے لگیں۔ ''ملنے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ قاتل ہیں اور محرک؟''

''نثالی، وہ مارگریٹ سے ملنے گئے تھے...... انہوں نے تمہاری فیملی کو چھوڑ دیا۔ ہم اتنا جانتے ہیں۔''

''سب جھوٹ ہے۔ شروع سے اب تک، سب تم لوگوں نے کیا۔ تم نے ان کو مار دیا۔ ان کی فیملی کو ختم کر دیا۔''

نٹالی کے سر میں دھماکے ہو رہے تھے۔ حقائق اس نے سن لیے تھے۔ حقائق کے ثبوت میز پر پڑے تھے۔ ''وہ کیوں ایسا کر سکتے ہیں؟ کس وجہ کے تحت...... وہ کیوں اسے ختم کریں گے جو اُن کے بہبود کے لیے کام کر رہی تھی؟''

''مارگریٹ کو کوئی ایسی اطلاع ملی ہو...... کوئی کور اپ، تمہارے ڈیڈی نہیں چاہتے ہوں کہ مارگریٹ کسی کو بتائے۔''

''او گاڈ، تم سینئر آفیسر ہو۔ ایسی بات ہوتی تو فائل میں ہوتی، ڈیڈی تک کیسے پہنچی۔ ملنے کا مطلب یہ نہیں کہ انہوں نے اسے مار دیا۔ ہوسکتا ہے مارگریٹ نے فون کیا ہو۔ نہیں...... نہیں...... نہیں۔ آہ اور اپارٹمنٹ...... وہاں، مسٹر کیویٹی تم آئے تھے۔ کیوں؟ تم نے مجھے استعمال کیا۔ تمہارا خیال تھا کہ ڈیڈی مجھ سے رابطہ کریں گے......''

ایجنٹ کیویٹی معذرت کیے بغیر نٹالی کو دیکھتا رہا۔ ''تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ کتنا کچھ داؤ پر لگا ہے؟''

''پھر بتا دو۔'' وہ دوبارہ کھڑی ہوگئی۔ ''بتا دو، اس کیس میں کتنا داؤ پر لگا ہے۔ شاید ڈیڈی زندہ نہ ہوں اور میری عزیز ترین دوست دماغ میں گولی لیے اسپتال میں پڑی ہے۔ یہ میرا داؤ ہے۔ تمہارا کیا لگا ہے؟'' نٹالی نے بیگ اٹھا کر دروازے کا رخ کیا۔ ''انہوں نے تمہارے لیے گواہی دی تھی۔ حفاظت تمہاری ذمے داری تھی۔ اب حفاظت کرو۔ لگتا ہے ان کی زندگی کا تمہیں بہت یقین ہے...... ٹھیک ہے تلاش کرو، ورنہ میں کروں گی۔ میرا وعدہ ہے۔''

☆☆☆

علی الصباح عمارتوں کی چھت سے سورج کی کرنیں دریا کے پانی سے کھیل رہی تھیں۔ نٹالی کوسٹ لائن کے ساتھ کشتی رانی میں منہمک تھی۔ سردی ہو یا برسات۔ وہ اپنا غصہ اور شکوک وشبہات دریا کی نذر کر رہی تھی۔ جاگنگ اور کشتی رانی، ٹائپ اے ذیابیطس سے لڑنے کے لیے حکمتِ عملی میں شامل تھیں۔ لیکن آج وہ ذہنی سکون کے لیے کر رہی تھی۔

اسے ان پر اعتبار نہیں تھا۔ ان کو یہ بھی علم نہیں تھا کہ ڈیڈی زندہ ہیں یا نہیں۔ وہ ان کے ساتھ پلی بڑھی تھی۔ ان سے جو کچھ ہوا۔ لیکن انہوں نے ہمیشہ اس کا خیال رکھا تھا۔ علالت ہو، یا پڑھائی۔ وہ اس کے پاس آتے تھے۔ انہوں نے نٹالی کو زندگی سے لڑنا سکھایا تھا۔

ایجنٹ کسی اور چیز کو بچا رہے تھے۔ انہوں نے ڈیڈی تک پہنچنے کے لیے نٹالی کو استعمال کیا...... داؤ پر کیا لگا ہے؟ کس کا لگا ہے؟ وہ ایک میل دور چٹانوں تک چلی گئی۔ وہ واپس پلٹی تو لہروں کے خلاف تھی۔

ماما بھی کچھ نہ کچھ جانتی ہیں۔ شاید وہ میرے بڑے ہونے کا انتظار کر رہی تھیں۔ کچھ ہے جو اب تک مجھے نہیں معلوم۔ کیا ہوسکتا ہے؟ پیٹر جے شارپ بوٹ ہاؤس، آٹھ میں سے ایک تھا، جہاں اس کی کشتی لگتی تھی۔ چند سو میٹر کا فاصلہ تھا۔ نٹالی نے اسٹروک بڑھائے اور رفتار میں اضافہ کیا۔

پرانا سوال ایک بار پھر ذہن میں ابھرا۔ ''کون ہو؟ ڈیڈی آخر تم کون ہو؟''

☆☆☆

وہ ساحلی پٹی کی اونچی چٹانوں میں کار کی چھت پر کھڑا تھا۔ دوربین آنکھوں سے لگی تھی۔ وہ دریا میں لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ وہ بار بار یہاں آیا تھا۔ ہر مرتبہ لڑکی دھندلی صبح میں ٹھیک سات بجے پہنچ جاتی تھی۔ بدھ اور ہفتہ۔ بارش ہو یا دھوپ۔

تم مصیبت میں پڑ سکتی ہو۔ دریا کا موڈ بدل گیا تو تمہارے لیے برا ہوگا...... بہرحال تم مضبوط ہو۔ نگراں نے سوچا۔ وہ ہر مرتبہ دور نکل جاتی تھی اور واپسی پر چیمپئن کی طرح دریا سے لڑتی تھی۔ نگراں کو یہ اچھا لگا تھا۔

وہ جانتی ہے۔ دوسروں سے زیادہ جانتی ہے کہ دریا بعض اوقات خطرہ بن جاتا ہے۔

☆☆☆

گریگ نے اپنی شفٹ بدلنے کا وعدہ کیا تھا۔ نٹالی کو رات گھر پر تنہا نہیں گزارنی چاہیے تھی۔ نٹالی اپنے مقالے پر کام کر رہی تھی۔ گھڑی دیکھ کر اس نے کمپیوٹر بند کیا۔ سونے سے قبل پھر سوالات نے یلغار شروع کر دی۔ سوال تھے۔ جواب ندارد۔ اس کی بے قراری بڑھنے لگی۔ اس نے گریبان سے سنہری لاکٹ نکالا۔ اسے الٹ پلٹ کر دیکھا۔ پھر وہ ٹی وی کے قریب چلی گئی جو ایک کیبنٹ پر رکھا تھا۔ کیبنٹ انہوں نے ماضی میں آئرلینڈ سے خریدا تھا۔ نٹالی نے کبھی اس کی درازوں میں جھانکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

زیریں حصے میں چار درازیں تھیں۔ دو دائیں، دو بائیں جانب۔ اس نے ایک ایک کر کے درازیں کھولیں۔ چھان پھٹک کی۔ کوئی قابلِ ذکر چیز نظر نہیں آئی۔ چوتھی دراز باقی تھی۔ نٹالی نے اس کا ہینڈل کھینچا۔ دراز تھوڑی سی کھل کر اٹک گئی۔ نٹالی ارادہ ترک کرنے والی تھی پھر اس نے سوچا اس کارِ لاحاصل میں اسے کیوں بخشا جائے۔ اس نے پھر کوشش کی۔ تیسری مرتبہ اس نے زور سے جھٹکا دیا۔ دراز

اچانک پوری باہر آ گئی۔ اس میں میگزین بھرے تھے واپس فٹ کرنا چاہا تھا تو حیران رہ گئی۔ اندر عقب میں ایک اور چھوٹی دراز موجود تھی۔ گویا یہ خفیہ خانہ تھا۔ چہرے کی سرخی میں اضافہ ہو گیا۔ اس نے دراز ایک طرف رکھی اور اندر ہاتھ ڈال کر خانہ باہر نکال لیا۔ یہ ڈبا نما تھا۔ وہ اسے لے کر میز پر آ گئی۔ ڈبے کے اندر فوٹو تھے۔ وہ الجھن میں تھی کہ انہیں اس طرح رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ 1960ء کے اواخر کا ایک فوٹو شیرن کا تھا۔ چند سرٹیفکیٹ تھے۔ نٹالی نے یہ چیزیں پہلے نہیں دیکھی تھیں۔ ڈیڈی کا فوٹو بھی تھا۔ نٹالی نے محسوس کیا کہ وہ ڈیڈی کے ماضی کے بارے میں زیادہ کچھ نہیں جانتی...... وہ دھند میں لپٹا ہوا تھا۔ چند خطوط تھے جو روز نے شیرن کو لکھے تھے۔ روز نے بظاہر شیرن کو بہن کہہ کر مخاطب کیا تھا۔ تاہم خطوط کی تحاریر پر پُر اسرار اور اشارتی نوعیت کی تھیں۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ان کو دستی ترسیل کے ذریعے پہنچایا گیا ہو۔ روز کون تھی؟ ماما نے تو کبھی اپنی بہن کا ذکر نہیں کیا۔ تاہم روز بہت حسین تھی۔ بعض تصاویر کو وہ نہیں پہچان سکی۔ اگر روز بہن تھی۔ ماما نے کبھی خالہ کا ذکر نہیں کیا۔ ڈیڈی نے بھی ایسا کوئی رشتہ افشا نہیں کیا تھا؟ روز کا تعلق اسپین سے تھا۔ روز کون تھی؟ نٹالی کی آنکھوں میں مسرت کے آنسو جھلک آئے۔ یادوں اور خیالات کے دریچے کھل گئے۔ تصاویر نے دل کو چھو لیا تھا۔ اسے علم ہی نہیں تھا۔ فیملی یہاں روپوش تھی...... کیسی عجیب بات تھی۔ ایک گروپ فوٹو تھا...... راب، اس کے ماں باپ...... ممکن ہے ڈیڈی، مارگریٹ سے ملنے گئے ہوں لیکن وہ مرڈر جیسے بھیانک جرم کے مرتکب نہیں ہو سکتے۔ یہ کسی اور کا کام ہے۔ وہ فوٹو دیکھ رہی تھی اور پُر یقین تھی کہ ڈیڈی قاتل نہیں ہو سکتے۔ نٹالی نے تمام فوٹو اور کاغذات ایک لفافے میں ڈالے۔ ایک تصویر باہر گر پڑی۔ یہ قدرے دھندلی اور چھوٹے سائز کی تھی۔ پرانی کوڈک فلم تھی۔ ڈیڈی کی عمر اس میں اٹھارہ سال سے کم نظر آ رہی تھی۔ ان کا ایک ہاتھ اپنے ساتھ کھڑے شخص کے شانے پر تھا۔ نٹالی اسے پہچاننے سے قاصر رہی۔ تاہم وہ ڈیڈی سے عمر میں بڑا لگ رہا تھا۔ ان دونوں کی ملتی ہوئی شکلوں کو جھٹلانے میں وہ ناکام رہی۔ دونوں ایک بڑے سے چوبی دروازے کے آگے کھڑے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ دیو ہیکل دروازہ کسی جاگیر کے اندر جانے کا راستہ ہے...... پس منظر میں پہاڑ نظر آ رہے تھے۔ دروازے کی بلندی پر قوس بنی ہوئی تھی جس پر کارمینیس، 1967ء لکھا تھا۔ کارمینیس؟...... شاید اسپین میں ہے؟ وہاں گیٹ کا نام بھی لکھا تھا۔ تاہم اسے پڑھنا مشکل تھا۔ نٹالی نے آنکھیں سکیڑ کر کوشش کی...... پھر ناکام ہو کر میز کی دراز کھولی۔ چند سیکنڈ بعد اسے میگنفائنگ گلاس مل گیا۔

وہ گلاس کی مدد سے بغور نام پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کی سانس رک رہی تھی یا نظر دھوکا دے رہی تھی۔ اس کے بدن کا ریشہ ریشہ ٹوٹنے لگا۔ ڈیڈی کی جوانی کی تصویر۔ جنہوں نے اسے محبت سے پالا تھا اور وہ بھی ان کو نہیں جان سکی۔ کبھی جانا ہی نہیں...... وہ کیا کر سکتے تھے اور کیا کر چکے ہیں...... وہ یقین کرنے کے لیے تیار نہیں تھی...... گیٹ پر کیا لکھا تھا؟ وہاں لکھا تھا۔ مارکیڈو۔

☆☆☆

اسٹیئرنگ وہیل کے پیچھے بیٹھا ہوا شخص تاریکی میں بھی علاقے کے خدوخال کی تبدیلی سے آشنا تھا۔ انڈیانا اور اوہائیو پیچھے رہ گئے تھے۔ انٹراسٹیٹ پینن سلویا کی وادیوں میں بل کھا رہی تھی۔ رخ مشرق کی طرف تھا۔ چند گھنٹے کی بات تھی۔

ڈرائیور نے ریڈیو آن کیا۔ اسے خود بھی یاد نہیں رہا تھا کہ وہ کتنے گھنٹوں سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ بنجامن راب کی آنکھوں میں جلن ہو رہی تھی۔ گزشتہ برس سے اس کا نام جیلر تھا۔ یا پھر لائسنس کے مطابق جان اسکینر...... کیا فرق پڑتا ہے؟ یہ محض نام تھے۔ اس نے کونسا واپس جانا ہے۔ کاروبار کے دوران میں وہ ہمیشہ دعویٰ کرتا تھا۔ ''قبل از وقت تیاری'' اس کا بہترین فن تھا اور وہ اس کے لیے کافی عرصے سے تیاری کرتا رہا تھا۔ اس نے ریئر ویو میں خود کو دیکھا۔ بیس برس کی آنکھوں کی نرماہٹ کی جگہ وحشت تھی۔ اسے یقین نہیں تھا کہ وہ اب کبھی مسکرا سکے گا۔ یہ سب ماضی تھا۔ اس کی سابقہ زندگی۔ وہ جو کچھ کر آیا تھا...... وہ اسے کبھی نہیں سمجھ سکیں گے۔ وہ باکمال منصوبہ ساز تھا۔ اس کی ذات کا بدنما حصہ ہمیشہ پوشیدہ رہا تھا۔ یہی بدنما زہرناک حصہ اسے آگے بڑھا رہا تھا۔ اس کے بغیر وہ ادھورا تھا جو درد وہ ان سب کو دے آیا تھا، وہ خود بھی اس اذیت کو محسوس کر رہا تھا۔ لیکن اسے ماضی کو دفن کرنا ہوگا۔ بیس برس بھلانے پڑیں گے۔ لیکن شاید وقت لگے۔

اسے نٹالی اور اس کی باتیں یاد آ رہی تھیں۔ وہ خود کو مکمل طور پر تنہا اور الگ تھلگ محسوس کر رہا تھا۔ وہ سب اسے بری طرح یاد آ رہے تھے۔ لیکن وہ مجبور تھا۔ اسے وہ کرنا تھا، چاہے بیس برس اور گزر جاتے...... شاید ایک دن وہ سمجھ جائیں۔ اس کو معاف کر دیں۔ فیملی اسے غلط سمجھتی رہی۔ وہ

کوئی اور تھا۔ ایک بات جھوٹ نہیں تھی جو کچھ ہو رہا تھا، وہ ''فیملی'' کے لیے تھا اور جو وہ کرنے جا رہا تھا، اس کا تعلق بھی فیملی سے تھا۔

لہو دھو دیتا ہے لہو کو، اسے خیال آیا۔ یہ عقیدہ تھا، کوڈ تھا، قانون تھا...... اسی کے تحت ''فیملی'' چلتی تھی۔ اس نے وہ کام کرنا ہی تھا۔ بیس برس بعد وہ وقت آ گیا تھا۔ قانون اور عقیدے کے مطابق وہ خود کو روک نہیں سکتا تھا۔ کسی قیمت پر بھی نہیں۔

یہ شکار کی تلاش کا آغاز تھا...... اب لہو کو بہنا تھا۔ یہ ''فیملی'' سے متعلق تھا۔

☆☆☆

اگلے روز کام کے دوران میں نٹالی کا ذہن یکسو نہیں تھا۔ سوالات ہتھوڑے کے مانند دماغ کو کوٹ رہے تھے۔ ٹیلی اسکوپ میں جھانکتی تو گیٹ دکھائی دیتا جس پر مارکیڈو لکھا تھا۔ وہ جان گئی تھی، اس کی زندگی ایک سراب تھا، دھوکا تھا، جھوٹ تھا...... رنگ، رس، نور، نغمہ...... سب ایک رنگین خواب تھا۔ چند روز کا بندھن بھی ہوتا ہے۔ یہاں پوری زندگی...... اور رشتہ بھی کیسا؟ باپ بیٹی کا۔ ادراک و یقین، وہم و گماں سب فانی۔

نٹالی نے انٹرنیٹ پر کارمینس کو تلاش کیا۔ وہ جگہ اسپین میں نہیں کولمبیا میں تھی۔ کولمبیا، مارکیڈو کا گھر۔ ایک لمحے میں نٹالی کی دنیا بدل گئی۔ زمین بدلی، آسمان بدل گیا۔ سود و زیاں بدلا۔ کفر و ایماں بدل گیا۔ یقین گیا، اعتبار گیا۔ سرمایۂ زیست بھی ساتھ گیا۔

''فائٹ کرو۔'' ڈیڈی لڑنا سکھاتے تھے۔ اس لمحے کے لیے؟ ان حالات کے لیے؟ ماضی تو ماضی ہوتا ہے۔ یہ کیسا ماضی ہے؟ جو لمحۂ موجود میں سب کچھ لوٹ کے لے گیا۔ فیملی گئی، دوست گئے، افراد مارے گئے...... ایک جھوٹ کی حفاظت کی خاطر۔

نٹالی کو خیال آیا کہ ماں کچھ جانتی ہے۔ وہ نٹالی کو بتانا چاہتی ہے۔ کیا؟ تصاویر میں وہ حسین عورت کون تھی۔ اروز کون تھی۔

☆☆☆

گزشتہ شب، گریگ واپس آیا تو نٹالی کا چہرہ دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ کوئی بات خرابی کی ہے۔ ''کیا بات ہے، نٹالی؟''

نٹالی نے اسے فوٹو پکڑا دیا۔ وہ حیرت سے دیکھتا رہا...... پھر بولا۔ ''کوئی وجہ ہو سکتی ہے۔''

''وجہ، کیسی وجہ...... انہوں نے جھوٹ بولا۔ ہم نے ساری زندگی جھوٹ کے سائے میں گزار دی۔ وہ کیا چھپاتے رہے؟ وہ ان خوفناک لوگوں کے ساتھ کیا کرتے رہے۔ آئی ایم سوری۔ میں نہیں چھپا سکتی۔ مجھے معلوم کرنا ہوگا۔''

''کیا معلوم کرنا ہوگا؟'' وہ بیٹھ گیا۔ ''ڈیڈی وہ نہیں تھے جو تم سمجھتی رہیں...... اب یہ ہماری زندگی ہے۔ ان کی نہیں۔ میں نہیں جانتا انہوں نے کیا کیا اور تم کیا کرنے جا رہی ہو لیکن یہ کھیل لیب کے اندر نہیں ہوگا۔ وہ خطرناک لوگ ہیں اور لیب سے باہر ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہارے ساتھ وہ ہو جو ٹینا کے ساتھ ہوا۔''

نٹالی بات سمجھ گئی۔ کیا کرے گی...... کہاں جائے گی...... کس پر بھروسا کرے گی؟ لیکن تصویر نے دنیا بدل دی تھی۔ اسے اپنی خلش ختم کرنی تھی۔ گیٹ پر مارکیڈو کا مطلب، یہ صرف اس کے باپ سے متعلق نہیں تھا بلکہ وہ بھی جڑی ہوئی تھی۔ ہر دن، ہر لمس، ہر لمحہ، ہر یاد...... بیس سال سے زائد کا مضبوط بندھن۔ فیملی۔

سیکیورٹی پروگرام کے عہدیدار نٹالی کو فیملی سے کبھی نہیں ملنے دیں گے۔ گریگ کی بات بھی ٹھیک تھی۔ لیب میں بیٹھ کر کچھ نہیں کیا جا سکتا لیکن نٹالی کے پاس ایک آئیڈیا تھا۔

☆☆☆

''نٹالی......'' ہزاروں الفاظ تھے جو شیرن میل کرنا چاہتی تھی۔ ''پہلے میں یہ کہوں گی کہ میں تمہیں کتنا پیار کرتی ہوں اور کتنا مس کرتی ہوں۔ میں اداس ہوں کہ تم خطرات میں ہو۔ کچھ باتیں تمہیں بتانی تھیں۔ شاید وقت خود بتا دے...... ماضی تو ماضی ہے۔ تم اب ایک مختلف عورت ہو...... تمہارے ڈیڈی پتا نہیں زندہ ہیں یا نہیں۔ لیکن مجھے اتنا یقین ہے کہ میں اب ان کو کبھی نہیں دیکھ سکوں گی۔ تم ان کے بارے میں بہت زیادہ سختی سے فیصلہ مت کرنا۔ انہوں نے ہمیشہ تم سے محبت کی ہے۔ سب سے کی ہے۔ انہوں نے کوشش کی تھی کہ تم لوگ محفوظ رہو۔ راز کو راز رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ انکشاف روح میں سوراخ کر دیتا ہے۔ زیادہ بہتر ہوتا ہے کہ بھلا دیا جائے۔ میں تمہیں سب کچھ بتاؤں گی۔ لاکٹ کے بارے میں بھی۔ تمہارے ڈیڈی کے بارے میں بھی۔ ہم کہاں رہ رہے ہیں، وہ بھی بتا دوں گی۔ چاہے کچھ ہو۔ نٹالی آ جاؤ۔ ہم بہت یاد کرتے ہیں۔ ہمیں ساتھ رہنا چاہیے۔ میں رولز پر لعنت بھیجتی ہوں۔ ہنی، ہمارے پاس آ جاؤ۔ تمہیں ضرورت ہے کہ تمام سچ تمہارے سامنے آ جائے۔ شیرن۔''

اسے محسوس ہوا کہ وہ صحیح معنوں میں پہلی مرتبہ ماں کا رول ادا کر رہی ہے؟ اس نے کئی بار تحریر کو پڑھا۔ پھر انگلی ''سینڈ'' کے آئی کون کی طرف بڑھائی۔ ہچکچائی اور سوچ میں پڑ گئی۔

''اپنی زندگی جیو۔'' اس نے جیسے بیٹی سے کہا۔ اس نے سیکڑوں مرتبہ یہ پیغام لکھا تھا۔

''اپنی زندگی جیو۔ امید باقی ہے۔'' اس نے ڈیلیٹ کو پریس کیا اور پیغام غائب ہو گیا۔ وہ اسکرین کو گھورتی رہی۔ آنسو صاف کیے اور سر میز پر رکھ دیا۔

''OK، آئی لو یو، روز۔''

☆☆☆

یہ کبھی بھی پوری طرح واضح نہ ہو سکا کہ راب کے بارے میں خبر ایف بی آئی تک کس نے پہنچائی۔ ایف بی آئی نے بھی کبھی انفارمر کا ذکر نہیں کیا۔ حتیٰ کہ ٹرائل کے دوران بھی یہ نام راز ہی رہا۔ مقدمے کی کارروائی پبلک ریکارڈ کا حصہ ہوتی ہے۔ نٹالی نے ریکارڈ پڑھنے کی ضرورت کبھی محسوس نہیں کی تھی۔ لیکن اب صورتِ حال بدل گئی تھی۔ لہٰذا نٹالی قواعد کے مطابق حرکت پذیر ہو گئی۔ چند روز بعد اس کے سیل فون پر ایلس کا پیام موصول ہوا۔ ایلس، راب کے دوست میل کیپٹن کی سیکریٹری تھی۔

''مسٹر کیپٹن نے مجھے ہدایت کی ہے کہ آپ سے معلوم کروں کہ آپ کی ضرورت کیا ہے؟''......

''بتانا، ڈیڈی کے کیس کے بارے میں بات کرنی ہے۔''

وقت طے کر کے بعد ازاں، نٹالی پہلی فرصت میں بلند گلاس ٹاور میں پہنچ گئی۔ جہاں وکیل کا آفس تھا۔ سیکریٹری نے اسے ایک بڑے سے کمرے تک پہنچا دیا۔ ''سمجھو کہ تم اپنے گھر پر ہو...... کسی چیز کی ضرورت ہو تو کال کرنا۔ مسٹر کیپٹن کانفرنس میں ہیں۔ امید ہے جلد آ جائیں گے۔'' وہ دروازہ بند کر کے چلی گئی۔

نٹالی کچھ دیر کے لیے چرمی نشست میں دھنس گئی۔ اس سے رہا نہ گیا اور وہ اٹھ کر کمرے کا جائزہ لینے لگی۔ شیلف میں موجود کتابوں سے اسے کوئی سروکار نہیں تھا۔ نہ وہ انہیں سمجھ پاتی۔ وہ دعا کر رہی تھی کہ کوئی کام کا فولڈر ہاتھ آ جائے۔ بیشتر فولڈرز کیبنٹ میں تھے۔ سب سے پہلے اس نے کیپٹن کی وسیع میز کا جائزہ لیا۔ جہاں چھ سات فولڈرز پڑے تھے۔ چند سائڈ ٹیبل پر تھے...... نٹالی کو اپنا مطلوبہ فولڈر میز پر ہی مل گیا جس پر ہیرالڈ اور راب کے نام لکھے تھے۔ فون پر نٹالی نے سیکریٹری سے کیس کا بہانہ کیا تھا۔

کیپٹن نے غالباً اسی خیال کے تحت پہلے ہی مذکورہ فولڈر نکال لیا تھا۔ ورنہ نٹالی کے لیے اسے تلاش کرنا دشوار ہو جاتا۔

نٹالی نے تیزی سے ورق گردانی شروع کی۔ پراسیکیوٹر نے راب کے خلاف ہر چیز کھول کر بیان کر دی تھی۔ دفاعی وکیل (کیپٹن) نے بھرپور کوشش کی تھی لیکن خود موکل کی جانب سے کوئی تعاون نہ ملنے پر کیس میں رہی سہی جان بھی ختم ہو گئی تھی۔

''وکیل: تم جن معاملات میں ملوث رہے، ان کے بارے میں جھوٹ بولتے رہے، مسٹر راب؟''

راب: یس۔

وکیل: گرفتاری کے وقت تم نے ایف بی آئی اور جسٹس ڈپارٹمنٹ سے جھوٹ بولا۔ اپنے ملازمین اور فیملی سے بھی جھوٹ بولا؟''

راب: نہیں۔

وکیل: کیا کہنا چاہتے ہو؟

راب: کچھ نہیں۔

☆☆☆

نٹالی کا سینہ جلنے لگا۔ اس نے ورق پلٹے۔ وہ گواہ کا نام دیکھنا چاہتی تھی۔ جہاں اسمتھ لکھا تھا۔ نہیں معلوم کہ نام اصل تھا یا فرضی۔ اسمتھ کا بیان تھا کہ وہ بیچم ٹریڈنگ کے لیے کام کرتا ہے۔ یہ اسی اسٹریٹ کا نام تھا، جہاں راب فیملی رہتی تھی۔ بیچم ٹریڈنگ، راب کمپنی تھی۔ آگے نارڈوزی، اسمتھ سے سوال جواب کر رہا تھا۔

نارڈوزی: مسٹر اسمتھ، بیچم میں تم کیا کام کرتے تھے؟

گواہ: اکاؤنٹنگ، کیش کا لین دین۔ ٹریڈنگ کنٹریکٹ۔

نارڈوزی: تم ''پاز'' کے ساتھ بھی لین دین کرتے تھے؟

گواہ: یس۔ (نٹالی سمجھ گئی اسمتھ کون ہے)

نارڈوزی: اور آرگوٹ کی رسیدیں؟

گواہ: یس۔ اور ادائیگی بھی۔

نارڈوزی: کسی وقت تم نے آرگوٹ کی رسیدوں پر شکوک کا اظہار کیا؟

گواہ: یس سر۔ میں نے مسٹر راب کو بھی آگاہ کیا تھا لیکن انہوں نے اہمیت نہیں دی۔

نارڈوزی: مطلب زائد کمیشن کو؟

گواہ: یس سر، اور عام اشیا آف شور بھیجی جا رہی

تھیں۔

نارڈوزی: آف شور؟

گواہ: کے مین، ٹرینی ڈاڈ، میکسیکو......لیکن میں آگاہ تھا کہ وہ کہاں جارہی ہیں۔ میں نے مسٹر راب کو بتایا...... متعدد بار۔ لیکن انہوں نے ہر بار کوئی نہ کوئی بہانہ کرکے مجھے ٹال دیا۔ میں جانتا تھا کہ کن لوگوں سے ڈیلنگ ہورہی ہے اور پیسا کہاں سے آرہا ہے۔ میں اکاؤنٹنٹ ہوں لیکن احمق نہیں۔

نارڈوزی: پھر تم نے کیا کیا؟

گواہ: میں نے ایف بی آئی سے رابطہ کیا۔

☆☆☆

وہ ایک بھاری بھرکم آدمی تھا۔ آفس بلڈنگ سے نکلتے ہی اسٹریٹ نمبر 33 پر ثنالی نے اسے جالیا۔

''ہاورڈ؟''

ہاورڈ کرٹز مین چونک اٹھا۔ اس نے راب کے ساتھ بیس سال کام کیا تھا۔ اسے تلاش کرنا دشوار نہ تھا۔ ثنالی اسے بچپن سے دیکھتی آئی تھی۔ ثنالی نے بیٹسی سے معلوم کرلیا تھا کہ ہاورڈ ایک ٹوائے کمپنی میں ملازم ہے۔

''ثنالی۔'' وہ نروس دکھائی دیا۔ ''کیسی ہو تم؟''

''یہ پوچھنے کی بات ہے...... کیسا ہونا چاہیے؟''

''میں سمجھا نہیں۔''

''تم نے ڈیڈی کے خلاف جو گواہی دی ہے، وہ میں پڑھ چکی ہوں۔''

''ثنالی، ایک سال گزر گیا۔'' اس نے سر کھجایا۔

''میں جانتی تھی کہ گواہی دینے والے تم ہو گے۔''

''مجھے ایف بی آئی نے گھیرا تھا۔''

''تم ہماری فیملی کے مانند تھے۔ تمہیں دکھ نہیں ہوا۔''

''میرے پاس چوائس نہیں تھی۔ وہ کسی اور کو استعمال کرلیتے۔''

ثنالی نے محسوس کیا کہ وہ گھبرایا ہوا ہے۔

''آئی ایم سوری...... تمہیں وہ نہیں پڑھنا چاہیے تھا...... اور دیکھو میری اپنی لائف ہے، مجھے......''

''اور ہماری لائف کہاں گئی؟''

''تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا، انہوں نے غلط کیا تھا۔ میں مجبور تھا مجھے جانے دو۔ مجھے اکیلا چھوڑ دو، پلیز۔''

☆☆☆

سیکیورٹی پروگرام کا ایجنٹ اپنی جگہ پر تھا۔ ثنالی کشتی رانی میں مصروف تھی۔ اس مرتبہ وہاں ایک بوٹ بھی نظر آرہی تھی۔ ثنالی نے ایسا راستہ اپنایا کہ بوٹ سے فاصلے پر رہے۔ ٹانگیں مخصوص جگہ پر جما کر اس نے چپو چلانے شروع کیے۔ ساتھ ہی وہ ہاورڈ کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ وہ اتنا پریشان کیوں تھا۔ ثنالی کو یقین تھا کہ وہ کچھ چھپا رہا تھا۔ کسی نے اس پر دباؤ ڈالا تھا کہ وہ ایف بی آئی کے پاس جائے۔ سیکیورٹی پروگرام والے بھی پوری طرح نہیں کھل رہے تھے۔

آج ہوا اور بہاؤ میں تیزی تھی۔ وہ ایک میل کے بعد گھومی تو اچانک بوٹ پر نظر پڑی۔ جو اسی کی طرف آرہی تھی۔ بوٹ پر کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔ ''ہے، اٹھو......سورہے ہو کیا؟'' وہ چیخی۔ بوٹ کئی ٹن وزنی تھی۔ رفتار بھی تیز تھی۔ ثنالی نے رخ بدل کر برونکس شور کی طرف چپو چلائے۔ مڑ کر دیکھا تو بوٹ بھی رخ بدل چکی تھی۔ اوہ، نو...... وہ جاگ رہے ہیں۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ شروع ہو گئی۔ درمیان میں سو گز کا فاصلہ تھا۔ ان کے ارادے واضح تھے۔ بوٹ سیدھی کشتی پر چڑھائی کررہی تھی۔ ثنالی کا گارڈ روئز بوٹ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ دہشت نے ثنالی کو مفلوج کردیا۔ بوٹ نے ثنالی کی فائبر گلاس سے بنی چھوٹی سی کشتی کے پرخچے اُڑا دینے تھے۔ بوٹ اتنے قریب آگئی تھی کہ ثنالی نے کیبن میں موجود دو آدمیوں کو دیکھ لیا۔ ایک ثنالی کو گھور رہا تھا۔ ثنالی کی امیدوں نے دم توڑ دیا۔ چند سیکنڈ کی دیر تھی۔ وہ سانس روکے پھٹی پھٹی آنکھوں سے بوٹ کو دیکھ رہی تھی۔ پانچ سیکنڈ...... چار...... تین...... آخری لمحات میں کشتی پر چھائے ہوئے بوٹ کے مہیب جثے نے ذرا زاویہ بدلا تھا۔ تند لہر بلند ہوئی اور ثنالی کی چیخ نکل گئی۔ خوفناک آوازیں سنائی دیں۔ اس کا ایک چپو بھی ٹوٹ گیا۔ بوٹ قریب سے گزری اور گھومی۔

''اوہ گاڈ......'' اگلی ساعت میں وہ پانی کے اندر تھی۔ پانی سرد اور دھندلا تھا۔ اسے لگا جیسے وہ کنکریٹ سے ٹکرائی ہو۔ دریا کا یخ پانی پھیپھڑوں میں گیا۔ اس نے اوپر جانے کے لیے ہاتھ پاؤں مارے۔ رخ بوٹ کی طرف تھا۔ معاً اسے احساس ہوا کہ بوٹ والے تو قاتل ہیں۔ وہ اس جانب نہیں ابھر سکتی تھی۔ جسم کے ہر خلیے میں دہشت سما گئی تھی۔ سیزر کک کے ذریعے اس نے انڈر واٹر تیرنا شروع کیا۔ وہ زندگی کے لیے لڑ رہی تھی۔ اسے سمت کا اندازہ نہیں تھا۔ پھیپھڑوں کی بچی کھچی آکسیجن ختم ہونے لگی۔ پھیپھڑوں میں آگ لگی ہوئی تھی۔ ثنالی نے اوپر کا رخ کیا۔ سطح آب پر آتے ہی اسے کچھ سجھائی نہ دیا۔ اعصاب اور دماغ غیر

متوازن تھے۔اس نے گہرے گہرے سانس لیے۔کھانسی بھی آرہی تھی۔

اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔لانچ بوٹ نظر میں آگئی۔ وہ اس کی الٹی ہوئی کشتی کے گرد چکر لگا رہی تھی۔کشتی کے دو ٹکڑے ہوگئے تھے۔نتالی حیران تھی کہ بوٹ وہاں کیوں گردش کررہی ہے۔معاً اس کی نظر کالی چوٹی والے پر پڑی۔وہ بغور اسے تک رہا تھا۔نتالی نے فوراً ڈبکی لگادی۔ اتفاق سے وہ برونکس شور کے قریب ابھری تھی۔وہ اندر ہی اندر اندازے سے برونکس کی ساحلی پٹی کی طرف تیر رہی تھی۔اس کے پھیپھڑے ہوا سے بھرے تھے......ساحل تک پہنچنے میں اسے زیادہ دشواری نہیں ہوئی۔اس نے صرف سر باہر نکالا اور بوٹ کی جاب دیکھا۔بوٹ پوری رفتار سے مخالف سمت میں جارہی تھی۔دیکھتے ہی دیکھتے وہ غائب ہوگئی۔اس نے ریت پر الٹی کی اور لیٹ کر ہانپنے لگی۔دماغ نے کام کرنا شروع کیا۔اگرچہ جسم ٹھٹھرا جارہا تھا۔آخری لمحات میں بوٹ نے معمولی ساز اویہ کیوں تبدیل کیا؟ اور وہ واپس کیوں چلے گئے؟ بصورت دیگر اس کی موت یقینی تھی۔سامنے کی بات تھی۔وہ نتالی کو واضح وارننگ دے گئے تھے۔شاید یہ پہلی اور آخری وارننگ تھی۔

☆☆☆

گریگ نے مرہم پٹی کر کے اسے گھر میں محدود کر دیا۔پولیس کے مطابق بوٹ ایک روز قبل سٹی آئی لینڈ سے چوری ہوئی تھی۔جو بعد میں ایسٹ ریور پر خالی ملی تھی۔سیاہ چوٹی والے کی نگاہ اس کے ذہن میں نقش تھی۔نظروں کا پیغام واضح تھا۔اوکے،تم جیتیں......فی الحال......

اگر وہ اس تک پہنچ سکتے ہیں تو فیملی تک بلکہ کہیں بھی پہنچ سکتے ہیں۔سیکیورٹی پروگرام کے مقابلے میں ان کا پلہ اب تک بھاری تھا۔سیکیورٹی پروگرام کی رہی سہی ساکھ بھی بوٹ والے واقعے کے بعد بے معنی ہوگئی تھی۔

ڈاکٹروں نے ویلیم بھی دی تھی۔اس لیے وہ شام تک بیدار ہوئی۔اس واقعے نے اسے سر سے پیر تک ہلا کے رکھ دیا تھا بظاہر وہ بہتر حالت میں تھی۔ایک سال میں جو خطوط، ای میلز وغیرہ اسے ملی تھیں۔ان کو وہ اکارڈین کے ڈبے میں بھرتی رہی تھی۔نتالی نے انہیں کسی خاص خیال کے تحت محفوظ نہیں کیا تھا لیکن اب اسے خیال آرہا تھا کہ کیا ان پیغامات، کارڈز، ای میلز وغیرہ میں کوئی کام کا نکتہ دریافت کیا جاسکتا ہے، پہلے اس نے کبھی اس طرح نہیں سوچا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے اپنی مہم کا آغاز کیا۔جسٹن اپنی بوٹ کے بارے میں لکھتا تھا۔مام اکثر سرما اور برسات کے بارے میں لکھتی تھیں۔کیا یہ ممکن ہے کہ وہ لوگ شمالی کیلی فورنیا میں ہوں۔یا شمال مغربی ساحل پر۔اگر وہ صحیح رخ پر سوچ رہی ہے پھر بھی یہ بہت بڑا علاقہ تھا۔

اسے ان کے نئے نام بھی نہیں معلوم تھے......ایک سال بعد مندرجات میں تبدیلی آنا شروع ہوئی تھی۔ مارگریٹ نے وعدہ کیا تھا کہ وہ نئی سہولتیں فراہم کرے گی۔ جسٹن نے نئے دوست بنالیے تھے۔

ایملی، ڈیڈی اور اسکواش میں الجھی ہوئی تھی۔مام گارڈن کلب میں مصروف ہوگئی تھیں۔پھر جسٹن نے دوست کے ساتھ مل کر تہ خانے میں میوزک اسٹوڈیو بنالیا تھا۔ایملی نے بوائے فرینڈز بنالیے تھے۔پھر نتالی اس پیغام پر پہنچی جہاں مام نے پہلی بار ایملی کو تنہا کنسرٹ پر جانے کی اجازت دی تھی۔

''3EB۔'' ایملی نے بینڈ کا نام رکھا تھا اور کچھ باتیں لکھی تھیں۔ترجمہ کی ضرورت نہیں تھی۔تھرڈ آئی بلائنڈ۔نتالی نے مسکراتے ہوئے دوبارہ پڑھا۔اچانک اس کی مسکراہٹ معدوم ہوگئی۔تھرڈ آئی بلائنڈ۔نتالی اٹھ کر کمپیوٹر پر آئی اور ''بینڈ'' کا نام گوگل کیا۔

چند سیکنڈ میں میوزیکل بینڈ کی ویب سائٹ اسکرین پر آگئی۔نتالی نے سائٹ پر 'نیوز' کے لنک کو کلک کیا جس پر ایک اور لنک ''ریسنٹ سمر ٹور'' کے نام سے سامنے آیا۔ جون، دو، تین اور چودہ کو بینڈ نے لاس اینجلس میں پرفارم کیا تھا۔ جون، 6۔سان فرانسسکو......نو اور دس کو سیٹل، واشنگٹن، گروپ لیمو پر بائی روڈ نکلا تھا اور لیمو پر واپس آیا۔ وہ بوٹ بھی استعمال کرسکتے تھے۔نتالی نے حاصل کردہ معلومات کی روشنی میں معما حل کیا۔انہیں سان فرانسسکو یا پھر سیٹل میں ہونا چاہیے تھا۔لیکن وہ اتنا علاقہ مزید محدود کیسے کرے؟ ان شہروں میں لاکھوں لوگ آباد تھے۔بھوسے میں سوئی تلاش کرنے والی بات تھی۔معاً اسے اپنے نئے گارڈ اولیوا کا خیال آیا۔جس نے کہا تھا۔آئندہ جہاں تم جاؤ گی میں بھی جاؤں گا۔شاپنگ کے لیے، جاگنگ کے لیے، دریا پر...... ہر جگہ۔دوسرے گریگ اسے کہیں نہیں جانے دے گا۔اس نے کھڑکی میں سے دیکھا۔نیچے سڑک پر اولیوا کی گاڑی کھڑی تھی۔اولیوا سے جان چھڑانا ناگزیر تھا...... کسی بھی طرح۔

نتالی، فرگو کے پاس آئی۔وہ اپنی تھوتھنی اس کے گھٹنے سے رگڑنے لگا۔''سوری بے بی۔'' نتالی نے اس کے کانوں

کو سہلایا۔ ''گریگ مجھ پر ناراض ہوگا لیکن مجھے چند روز کے لیے جانا پڑے گا۔''

نٹالی کے پاس جتنی بھی خط و کتابت تھی، ان میں فیملی نے اپنے نام جسٹن، ایملی اور شیرن استعمال کیے تھے لیکن وہ کہاں کس نام سے رہ رہے تھے، نٹالی نہیں جانتی تھی۔ گویا بھوسے میں جو سوئی تھی، وہ اس کی جسامت اور شکل سے بھی ناواقف تھی۔

☆☆☆

پینسلوینیا ایونیو پر ایف بی آئی کے ہیڈ کوارٹر میں فل کیوبٹی بارہا آیا تھا لیکن فلور نمبر 10 وہاں کبھی نہیں۔ اس نے ایلیویٹر سے باہر قدم رکھا۔ اس کا باس اور ایف بی آئی کا رابطہ افسر ہمراہ تھے۔ رات کے دس بجے تھے۔

بلاوا اور وقت دونوں کیوبٹی کے لیے پریشان کن تھے۔ دروازے پر سیکیورٹی گارڈز کے اٹھتے قدم، ایف بی آئی افسر کے سر کی جنبش پر تھم گئے۔ تینوں نے ہال میں آگے بڑھنا شروع کیا۔ متعدد جگہ ورک اسٹیشن نصب تھے...... شیشے کے دفاتر بنے ہوئے تھے۔ کارنر آفس کا در کھلا ہوا تھا۔ کیوبٹی نے ٹائی درست کی۔ دروازے کی تحریر پڑھی۔ ڈپٹی ڈائریکٹر، نارکوٹکس اینڈ آرگنائزڈ کرائم۔

میز کی ٹاپ شیشے کی تھی۔ عقب میں ٹیڈ کمنگ فون پر بات کر رہا تھا۔ اس کی ٹائی ڈھیلی تھی اور تاثرات ناخوشگوار تھے۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے تینوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ کیوبٹی اور اس کا باس کمنگ کے بالمقابل بیٹھ گئے۔ دفتر کافی بڑا تھا۔ کاؤچ پر کوئی پہلے سے بیٹھا تھا۔ ایف بی آئی کے آدمی نے دروازہ بند کر دیا۔

کاؤچ پر موجود شخص کا نام ہال روش تھا۔ وہ امریکی اسسٹنٹ اٹارنی جنرل تھا۔ کیوبٹی کے باس کال وہائٹ نے کیوبٹی کا تعارف ہال روش سے کرایا۔

''آل رائٹ، دوستو۔'' ڈپٹی ڈائریکٹر فون بند کر کے چرمی نشست میں دھنس گیا۔ اس نے ایک لفافے میں سے فوٹو نکال کر میز پر پھیلا دیے۔ وہ مارگریٹ پر تشدد اور اس کے قتل کی تصاویر تھیں۔

''کال، مجھے یقین ہے کہ تم تصاویر پہچانتے ہو...... یہ بھی جانتے ہو کہ وہ کس کس کے لیے کام کرتی تھی؟''

کال وہائٹ نے گلا صاف کیا اور کیوبٹی کی جانب دیکھا۔ ''فل......'' کیوبٹی کو یاد کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ ہاں وہ اتنا جانتا تھا کہ اگلے چند منٹ میں وہ جو کچھ کہے گا وہ اس کے کیریئر کے لیے فیصلہ کن بھی ثابت ہو سکتا ہے۔

''فرینک جیفریلی، کارکی شیاڈو، رامن کوئیٹو'' روڈپٹی ڈائریکٹر نے آنکھیں بند کر کے بدمزدگی سے سر ہلایا۔ کیوبٹی نے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ سانس روک کر خارج کی۔ ''بیچلر نمبر ون۔'' اس نے کوڈ نیم استعمال کیا۔ کوڈ سے ہر کوئی واقف تھا۔ اصل نام لینے سے درجہ حرارت بڑھنے کا خدشہ تھا، کشادہ کمرے میں خاموشی تھی۔ ہر ایک کیوبٹی کو دیکھ رہا تھا۔ ڈپٹی ڈائریکٹر نے کمنگ اور پھر اسسٹنٹ اٹارنی کی طرف دیکھا۔ ''بیچلر نمبر ون...... کیوٹ...... بیچلر نمبر ون کا کیس بھی مارگریٹ کے پاس تھا۔ ''بیچلر نمبر ون'' یو ایس کسٹڈی پروگرام کا سب سے اہم انفارمر تھا جس نے مارکیڈو فیملی کے ان گنت کارندوں کو ٹھکانے لگوایا تھا۔ یہ سلسلہ برسوں سے جاری تھا۔ بیچلر نمبر ون، گرین زون میں تھا۔

اگر مارگریٹ کو قتل کرنے والے نے بیچلر نمبر ون کے بارے میں معلومات اگلوالی تھیں تو دونوں کا تصادم لازم تھا۔ قاتل بظاہر راب تھا۔ جو خود بھی گرین زون سے غائب تھا۔

''ہمیں نہیں معلوم۔'' اٹارنی جنرل نے کہا۔ ''لیکن ہم خطرہ مول نہیں لے سکتے۔''

''ہاں، ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ قاتل نے مارگریٹ سے کیا معلوم کیا ہے؟'' کال وہائٹ نے مجبوراً کہا۔

''گڈ۔'' سیکیورٹی پروگرام کے ہیڈ نے سر ہلایا۔ ''یہاں ہم تینوں کو فیصلہ کرنا ہے کہ پروگرام کو مزید نقصان پہنچنے سے قبل دونوں کو ''بلیو زون'' میں بھیج دیا جائے۔ کوئی اعتراض؟''

سب خاموش رہے۔

☆☆☆

یو ایس مارشل، فریڈی اولیوا کو سیکیورٹی پروگرام سے وابستگی کو چھ سال ہو چکے تھے۔ اسے ایف بی آئی کے ساتھ کام کرنا پسند تھا۔ بے بی سٹنگ، گارڈ یا اس قسم کی ڈیوٹیاں اسے مجبوراً کرنا پڑتی تھیں۔ دریا والے واقعے کے بعد اسے حسینہ کے سرہانے بیٹھنے کی ڈیوٹی ملی تھی۔ کوئی اور زیرِ تربیت بھی یہ کام کر سکتا تھا۔ چوکیداری۔ بہرحال راب کے ہاتھ آتے ہی یہ معاملہ ختم ہو جانا تھا جس کے بعد اولیوا واپس اپنی ریگولر جاب پر آ جاتا۔ اسے یقین تھا کہ جلد ہی راب کوئی غلطی کرے گا اور پکڑا جائے گا۔

''اولیوا۔'' اس کے ائرپیس میں آواز آئی۔ ''بے بی نیچے آرہی ہے۔'' بے بی تئیس سالہ حسینہ تھی جس کے ساتھ

ایک کتا تھا۔

”ٹھیک ہے۔ بے بی کے ساتھ بوبی بھی ہے۔“ سارا دن گاڑی میں بیٹھنا کچھ آسان نہ تھا۔ اس کی بوریت بڑھتی جارہی تھی۔ جسم اکڑ جاتا تھا۔ ہاتھ پیر ہلانے کا موقع کم ہی ملتا تھا۔ اس نے انگڑائی لے کر بدن کھولا۔

وہ سیدھی اولیوا کی جانب آئی۔ ”چلیں۔“ نتالی نے چست جین، بنیان اور جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔

”چلیے، کیا کر سکتے ہیں۔“ اگر بائیولوجی ٹیچر ایسی ہوتی ہے تو وہ اپنا شعبہ بدل کر زیادہ وقت لیب میں گزارتا۔ اولیوا نے فرگو کی جانب اشارہ کیا۔ جو قریب ہی کھمبے کے گرد گھوم رہا تھا ”ہاں، بس ایک منٹ۔“ وہ مسکرائی۔ فرگو نے کوئی اسپاٹ منتخب کرلیا تھا۔ اولیوا کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے ایک ٹانگ اٹھا کر دھار ماری۔

”یہ مجھے کیوں دیکھ رہا ہے؟“ اولیوا نے منہ بنایا۔

”شاید شرمارہا ہے۔“ نتالی نے مسکرا کر جواب دیا۔

”ہائے، قربان جاؤں...... میں منہ اُدھر کر لیتا ہوں۔“ وہ گاڑی سے نکل آیا۔ فرگو فارغ ہوا تو نتالی ایک طرف چل پڑی۔ کچھ دور جاکر وہ مارکیٹ کے سامنے رکی۔

”اعتراض نہ ہو تو ٹوتھ پیسٹ خرید لاؤں؟“ نتالی نے شرارتی نظروں سے اسے دیکھا۔

”پانچ منٹ، تم جانتی ہو۔“

”اوکے۔“

اولیوا ہٹ کر ایک گاڑی سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اپنا ریوالور چیک کیا اور مارکیٹ کو تکنے لگا۔ شفٹ تبدیل ہونے میں بیس منٹ رہ گئے تھے۔ پھر وہ بارہ گھنٹے کے لیے فارغ تھا۔

اس کی توجہ ان بچوں کی طرف مبذول ہوگئی جو فٹ بال کھیلتے ہوئے دھیرے دھیرے اسی کی طرف آرہے تھے۔ ایک بچہ خاصا اناڑی تھا۔ اولیوا کو بے چیسٹر کے اپنے پرانے دن یاد آگئے۔ وہ اپنے اسکول کی ٹیم میں تھا۔ اس کی ڈربلنگ خاصی متاثر کن تھی۔ اس نے ایک نظر مارکیٹ پر ڈالی۔ بے بی ہر برانڈ چیک کررہی ہے؟ پانچ منٹ گزر گئے تھے۔ وہ اسے زیادہ تنگ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ چند دن کے لیے ہی سہی۔ اس کے ساتھ بات کرنا، اسے دیکھنا...... بہت خوب تھا۔ اس نے پھر بچوں کی طرف دیکھا۔ دس منٹ ختم ہونے سے پہلے اسے بے چینی شروع ہوگئی۔ محض ایک ٹیوب خریدنے کے لیے...... اتنا وقت...... کچھ گڑبڑ ہے؟ وہ گاڑی سے ہٹ گیا اور ریڈیو میں کہا۔ ”فنچ، میں مارکیٹ میں جارہا ہوں۔ مجھے کچھ اچھا نہیں لگ رہا۔“

وہ جیسے ہی مارکیٹ میں گھسا، نظر فرگو پر پڑی۔ جو ایک طرف اطمینان سے بیٹھا تھا۔ اولیوا نے سکون کا سانس لیا۔ وہ قریب ہی ہوگی، اس نے سوچا۔ پھر اس کی نظر فرگو کے کالر میں پھنسے اخبار پر پڑی۔ اس نے اخبار نکال کر کھولنا شروع کیا۔ اس کا تمام جسم جیسے یک دم پلپلا ہوگیا۔ اخبار پر ایک جگہ لکھا تھا۔

”ڈیئر اولیوا، فرگو واپسی پر ایک بار پھر پیشاب کرے گا۔ خیال رکھنا۔ گریگ کی واپسی چھ بجے کے قریب ہوگی۔“ اولیوا نے اخبار کا گولا بنا کر اچھالا اور کاؤنٹر کی طرف دوڑا۔ پھر پہلی منزل پر گیا۔ واپس نیچے آیا۔ وہ دیوانوں کے مانند یہاں وہاں بھاگ رہا تھا۔ بعدازاں وہ عقبی راہ سے گلی میں نکل آیا۔ گلی خالی پڑی تھی۔ ایک بچہ کریٹ اور بکس اوپر تلے جمارہا تھا۔

”وہ کہاں غائب ہوگئی؟“

آئی پیڈ کا پیس کان سے نکال کر بچے نے سوال کیا۔

”کون کہاں گئی؟“

وہ اب کیا وضاحت پیش کرے گا۔ کوئی اس لڑکی کو مارنے کی کوشش کررہا تھا، اس کے باپ نے ایک ساتھی ایجنٹ کو قتل کردیا تھا اور اب وہ خود غائب تھی۔ اس نے ہتھیلی دیوار پر ماری۔

”ڈیئر بے بی، مجھے کس جرم میں پھنسا گئی ہو؟“

☆☆☆

بفیلو سے پرے آرچرڈ پارک، نیو پارک میں درختوں کی قطار کے ساتھ وہ گھر اسٹریٹ کے درمیان میں تھا۔ لوئیس نے اپنی سیاہ رنگ کی کار ایک مناسب جگہ پر روک دی۔ اس نے دوربین اٹھائی، جس میں نائٹ ویژن لینسز لگے تھے۔ اس گھر کے قریب سڑک کے دوسری جانب ایک فورڈ کھڑی تھی۔ اندر دو افراد کی شبیہ نظر آرہی تھی۔ ایک اسٹیئرنگ وہیل پر شاید اونگھ رہا تھا۔ دوسرا سگریٹ نوشی میں مصروف تھا۔ لوئیس نے پورے بلاک کا ایکسرے کیا۔ سڑک پر کوئی گاڑی نہیں تھی۔ اگر کوئی گاڑی خالی کھڑی ہوتی...... وین، بس...... کچھ بھی، پھر بھی لوئیس اس امکان کو نظرانداز نہیں کرسکتا تھا کہ کتنے ایجنٹ گاڑیوں کی آڑ میں چھپے ہیں۔ بعدازاں اس نے چھتوں کا جائزہ لیا۔

ایک لانڈری ٹرک پڑوس میں آکر رکا۔ ڈیلیوری مین نے کپڑوں کا بنڈل نکالا اور جاکر بیل بجائی۔ ایک بار ٹھیک ہے۔ اگر یہ ٹرک دوسری بار ظاہر ہوا تو مشکوک ہوگا۔ شکاگو

کے مانند، جہاں پُرکشش فیڈرل ایجنٹ اس کے ہاتھوں ماری گئی تھی۔ وہ بہت سخت جان تھی۔ لوئیس نے اپنی مہارت اور ظلم کی انتہا کردی۔ بالآخر وہ مطلب کی معلومات حاصل کرنے میں کامیاب رہا تھا۔ اسی کے بل پر وہ یہاں تک پہنچ پایا تھا۔

ٹرک ڈیلیوری دے کر جا چکا تھا۔ کچھ دیر بعد اس کے مطلوبہ گھر کے گیراج کا دروازہ کھلا۔ ایک درمیانی عمر کی عورت نمودار ہوئی۔ اس نے کتے کی رسی پکڑی ہوئی تھی۔ وہ کوڑا گاربیج بن میں ڈال رہی تھی۔ فورڈ میں سے ایک آدمی اترا اور سڑک کراس کر کے عورت کے پاس چلا گیا۔ کچھ دیر بات کر کے وہ واپس آ گیا۔ خوش شکل عورت اندرونی سمت میں غائب ہو گئی۔ دونوں آدمی دشواری پیدا کر سکتے تھے۔ تاہم لوئیس دو چار مسلح افراد سے پہلے بھی نمٹتا آیا تھا۔ فرید رنیدا۔

یہی لکھا تھا تقدیر میں۔ فیصلہ پہلے ہی ہو چکا تھا۔ اب اسے انتظار اور موقع تلاش کرنا تھا۔ اخبار میں لپٹا سگ نو ملی میٹر ساتھ رکھا تھا۔ عجلت نہیں۔ اگلی بار وہ یہ کام کر دے گا۔

☆☆☆

ٹیکسی نے نتالی کو مل ویلی، کیلی فورنیا پر اتار دیا۔ نتالی نے عمارت کے گلاس ڈور پر نمبر چیک کیا اور ٹیکسی والے کو رخصت کر دیا۔ اولیوا کو نچا دینے کے بعد وہ سیدھی ائرپورٹ پہنچی تھی......

کیلی فورنیا میں اس نے قصداً کار ہائر نہیں کی تھی۔

نتالی نے نام پڑھا۔ گولڈن گیٹ اسکواش۔ یہ چوتھی لوکیشن تھی۔ کل اس نے پالو آلٹو اور سان جوز پر قسمت آزمائی تھی۔ پرسوں بے برج اور برکلے کے اسپورٹس سینٹر کو ٹرائی کیا تھا۔ یہاں گولڈن گیٹ کے علاوہ ابھی تین کلب اور دیکھنے تھے۔ اس کے بعد سلسلہ اختتام پذیر نہیں ہوتا۔ وہ امید و بیم کی کیفیت میں تھی۔

گریگ کے لیے اس نے جو نوٹ چھوڑا تھا، اس میں دلی معذرت اور محبت کا اظہار کرتے ہوئے اپنی مجبوری بتائی تھی۔ اسے توقع تھی کہ گریگ تکلیف تو محسوس کرے گا۔ تاہم اس کی بات سمجھ جائے گا۔ وہ اسے بالکل ہی اندھیرے میں رکھنے کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ اس کا شوہر تھا۔ دوست تھا۔ دنیا میں سب سے زیادہ وہ اسی پر بھروسا کرتی تھی۔

نتالی نے اسکواش کلب میں قدم رکھا۔ اسکواش کی مخصوص چھوٹی گیند کے دیواروں سے ٹکرانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ وہاں متعدد گلاس کورٹس تھے۔ بیشتر کھلاڑی کورٹس میں تھے۔ اسکواش شرٹ میں ملبوس سرخ بالوں والا ایک آدمی فرنٹ ڈیسک کے پیچھے موجود تھا۔

''معاف کریں، مجھے کسی کی تلاش ہے...... آپ مدد کریں گے؟''

''ضرور، فرمائیے؟''

نتالی نے اسے ایملی کا فوٹو دکھایا اور اس کے بارے میں بتایا۔

''معذرت خواہ ہوں۔ میں نے کبھی اس کھلاڑی کو نہیں دیکھا۔ کم از کم اس کلب میں یا آس پاس۔ تم برکلے کو چیک کرو۔''

''میں کر چکی ہوں۔'' نتالی نے مایوسی سے کہا۔ ''بہت شکریہ۔'' نتالی نے فوٹو واپس بیگ میں رکھ لیا اگر اس کا خیال صحیح بھی ہے تو وہ کتنے کلب دیکھے گی۔ اسے اپنی حماقت کا احساس ہوا۔ وہ سائنٹسٹ تھی، سراغ رساں نہیں۔

موٹیل واپس آتے آتے اس نے ارادہ بدل دیا اور کیب ڈرائیور سے ائرپورٹ چلنے کے لیے کہا۔

☆☆☆

فل کیویٹی صبح سات بجے کی شٹل سے واپس نیویارک پہنچا۔ اس کی منزل لوئر مین ہٹن میں ایف بی آئی ہیڈکوارٹر تھی۔ ایک فعال اور قریبی ساتھی کی ہلاکت کافی نہیں تھی۔ اس سے بڑھ کر اس کے سبجیکٹ (راب) پر کیس ایجنٹ کے قتل کا الزام تھا۔ قیامت در قیامت۔ تمام تر وٹنس سیکیورٹی پروگرام کا سب سے قیمتی مہرہ جس کی دی ہوئی اطلاعات نے ان گنت مجرموں کو کیفر کردار کو پہنچایا تھا۔ وہ منشیات کی ذیل میں حکومت کا اہم ترین انفارمر تھا۔ وہ بھی زد میں تھا۔ کیویٹی کو خود اپنا کیریئر ڈولتا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ کڑی سے کڑی ملانے سے قاصر تھا۔ لازم نہیں تھا کہ راب پکڑا جاتا۔ بیچلر نمبر ون (کوڈ)، اسے قابو کرنا...... یہ سوچ اک خواب کے مانند تھی۔ اس کے خیال میں بیچلر نمبر ون کو بلیو زون میں بھیجنا بھی غلط فیصلہ تھا۔

یہ سب بھی ناکافی تھا کہ ناقابلِ یقین طور پر نتالی غائب ہو گئی۔ یہ انہونی تھی۔

نارڈوزی اور اسپیشل ایجنٹ بوتھ چوتھی منزل پر کانفرنس روم میں منتظر تھے۔

''یہ زیادہ بہتر ہے۔'' پراسیکیوٹر برہم تھا۔ کیویٹی نے بریف کیس سے تین عدد فولڈر برآمد کیے۔ ''مجھ پر بھروسا رکھو۔'' اس نے رپورٹس سامنے رکھیں۔ وہ ڈپٹی ڈائریکٹر کا سامنا کرنے کے لیے تیار تھا۔ رپورٹس کی پیشانی پر لکھا تھا۔

”نا قابلِ رسائی“ ایک رپورٹ مارگریٹ سے متعلق تھی۔ دوسری بنجامن راب۔ تیسری نٹالی کے بارے میں تھی، دریا کے حادثے سے متعلق...... چند ایک جزئیات شامل نہیں تھیں۔

”نٹالی کا کیا مذاق ہے؟“ بوتھ نے کافی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

”غائب، گون۔“

”گون؟ میں سمجھا تھا، اس کی ہمہ وقت کڑی نگرانی ہورہی ہے۔“

”اس نے دودن پہلے سان فرانسسکو کی فلائٹ پکڑی تھی۔ وہ اسمارٹ ہے۔ اس نے کار ہائر نہیں کی۔ ہمارے بندے ٹیکسیاں چھانتے پھر رہے ہیں۔“

”ہونہہ...... کیویٹی، تمہارے نیلے دائرے میں ہجوم بڑھتا جارہا ہے۔“

کیویٹی مسکرا کر رہ گیا۔

”بہترین اندازہ کیا ہے؟“ نارڈوزی نے سوال کیا۔

”وہ کیوں بھاگی اور سان فرانسسکو کیوں گئی؟ کیا اس لیے کہ کسی نے اسے ٹارگٹ کرنے کی کوشش کی تھی؟“

”ہم محض قیاس کرسکتے ہیں کہ راب کا اس کے ساتھ رابطہ ہے۔ اس نے کوئی کال بھی نہیں کی۔ صرف ایک میسج پیغام چھوڑا ہے۔ امکان ہے کہ وہ فیملی سے ملنے کی کوشش کرے۔“ کیویٹی نے فیڈرل ایجنٹ بوتھ کو دیکھا۔ ”تم کسی کو وہاں روانہ کرو۔“

بوتھ نے گہری سانس لی۔ ”خوب، پچھلے معمے حل ہوئے نہیں...... اب ہم لڑکی کے پیچھے بھاگنا شروع کر دیں۔ یہ نام نہاد سیکیورٹی پروگرام بند کرنے پر غور کرو۔ اس کی جگہ ڈپارٹمنٹ آف چلڈرن اینڈ فیملی بہتر رہے گا۔“

”مجھے واقعی تشویش ہے۔“ کیویٹی نے کہا۔

نارڈوزی نے اکتاہٹ سے کہا۔ ”کیویٹی، وہ کیا بات ہے جو تم نہیں بتا رہے ہو؟ ہم یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟ مجھے مقدمے سے کیوں گھسیٹا گیا؟ اور سیکیورٹی پروگرام بھی مشکوک ہوگیا، ایسا پہلی بار ہوا ہے......؟“

”مارگریٹ کیس ایجنٹ تھی۔“

بوتھ کھڑا ہوگیا۔ ”ہمیں علم ہے کہ وہ کس کس کی کیس ایجنٹ تھی...... نمبرون اور نمبر ٹو کی بھی۔“

”نہیں، تمہیں سب کا نہیں پتا۔“ اس نے بریف کیس میں سے ضمنی رپورٹ نکالی۔ ”بیچلر نمبر ون کی بیوی کی پروٹیکشن بھی اس کے پاس تھی۔“

”یہ تو ایک ہی بات ہوئی۔“ بوتھ نے کہا۔

کیویٹی نے شانے اچکائے۔

بوتھ نے نارڈوزی کو دیکھا۔ ”کیویٹی، پروٹیکشن پروگرام اگر سینما گھر ہے تو سمجھ لو کہ ہاؤس فل ہوگیا ہے۔“

☆☆☆

نٹالی کی تگ و دو جاری تھی۔ کل وہ پورٹ لینڈ اور آج سیٹل میں تھی۔ وہ آگاہ تھی کہ امکانات معدوم ہوتے جارہے ہیں۔ سیٹل کلب، ریڈ منڈ، کرک لینڈ اور واشنگٹن یونیورسٹی ہر جگہ ناکامی نے اس کا استقبال کیا۔ وہ موہوم امید کے سہارے آگے بڑھ رہی تھی۔ پرو اسکواش اِن بیلی وڈ کے بعد گلی بند تھی جس کے بعد اسے واپس گھر جانا پڑتا۔ کلب میں ایک پاکستانی پروفیشنل اسکواش پلیئر کی بڑی شہرت تھی۔

اس نے گہری سانس لی اور کلب کے اندر داخل ہوگئی۔ فرنٹ ڈیسک کے عقب میں خاتون کو اس نے تصویر دکھائی۔ جواب سننے اور تصویر واپس لینے کے لیے وہ ذہنی طور پر تیار تھی۔ اس کے بعد اس نے کیویٹی اور گریگ کو کال کر کے معافی طلب کرنی تھی اور واپسی کا راستہ پکڑنا تھا۔

خاتون تصویر دیکھ کر مسکرائی۔ ”ایملی۔ یہ ہماری بہترین کھلاڑیوں میں سے ایک ہے۔“

☆☆☆

نٹالی جدید طرز کے خوب صورت گھر کو دیکھ رہی تھی۔ پتا اور فون نمبر اس نے اسکواش کلب سے حاصل کیا تھا۔ سینے میں دل کی جگہ کوئی ساز سر بکھیر رہا تھا...... دوسری طرف خوف اور توہمات نے بھی گھیرا ہوا تھا۔ کہیں سیکیورٹی پروگرام کے ایجنٹ آس پاس اس کی تاک میں تو نہیں ہیں۔ کہیں وہ ملاقات سے پہلے ہی زیرِدام نہ آجائے۔ کیا کرنا چاہیے؟ وہ فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی۔

بالآخر ہمت کر کے اس نے فون نکالا اور لرزاں انگلیوں سے نمبر ملایا۔

ایملی نے فون اٹھایا۔ ”ہیلو؟...... ہیلو؟“

”ایم۔ بے بی...... تم لوگوں کا تھرڈ آئی بلائنڈ کا ٹور پسند آیا۔“

خاموشی...... ”نٹالی؟“

”اور کون ہوسکتا ہے، بے بی...... میری جان۔“

اچانک ایملی نے شور مچا ڈالا۔ ”وہ نٹالی ہے، نٹالی ہے......“ وہ غالباً بھاگتی ہوئی سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔ ”مام، جسٹن...... نٹالی کا فون ہے۔ مجھے یقین نہیں آرہا۔ میں پاگل ہوجاؤں گی۔ نمبر کہاں سے ملا؟“

ثنائی ہنس پڑی۔ ”کلب سے۔“
پس منظر سے مزید آوازیں ابھریں...... ”تم کہاں ہو؟“
جواب دینے کے لیے ثنائی کو قوت استعمال کرنا پڑی۔ ”باہر، گھر کے سامنے!“

☆☆☆

اسے سامنے دروازے پر نہیں جانا چاہیے۔ وہ آڑ میں کھڑی ہوگئی۔ ہوسکتا ہے وہ ڈیڈی کے لیے نگرانی کررہے ہوں۔ بہرحال ان کی موجودگی لازم تھی۔ تھوڑی دیر بعد ایملی کی آواز آئی۔ ”ثنائی، دروازے سے دور رہو......“ وہ اسے بتارہی تھی کہ اندر جانے کے لیے اس نے کیا کرنا ہے۔ فون آن رکھتے ہوئے وہ ایملی کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے رک رک کر عقبی سمت میں چلی گئی...... ایملی کی رہنمائی میں وہ بچتی بچاتی بالآخر گھر میں داخل ہو گئی۔

”اوہ مام۔“ اس کا رُواں رُواں خوشی سے جھوم رہا تھا۔ وہ ماں سے لپٹ گئی۔ بھائی بہن نے دونوں کے گرد گھیرا ڈال دیا۔ ان کی آوازیں، باتیں...... ثنائی کو لگا کہ وہ یہ آوازیں پہلی بار سن رہی ہے۔ ماں سے جیسے سیکڑوں برس بعد مل رہی ہے۔ سب لیونگ روم میں آکر مدھم آواز میں اپنی اپنی کہانی سنارہے تھے...... ڈیڈی کی زندگی کا یقین ماں کو بھی نہیں تھا۔ ثنائی کی طرح اس معاملے میں وہ بھی لاعلم تھیں۔

شیرن کا خیال تھا کہ ثنائی نے وہاں آکر خطرہ مول لیا تھا۔ تاہم ان کی مسرت بھی دیدنی تھی۔ ثنائی نے ڈیڈی کا مارکیڈو والا مخصوص فوٹو دکھایا۔ ”ماما، اس تصویر نے ہر چیز، ہر شے بدل کر رکھ دی ہے۔“ ماں نے بازو پر ہاتھ رکھ کر ثنائی کو روکا۔ ان کا اشارہ واضح تھا کہ اس موضوع پر علیحدگی میں بات کریں گے۔ وہ اٹھ کر کچن میں چلی گئیں۔ چند منٹ بعد ثنائی بھی کچن میں آگئی۔

”ہنی، تمہیں جانا پڑے گا۔ کل میں تمہیں فون کر کے بتاؤں گی کہ شہر میں ہم کہاں ملیں گے۔ مجھے تم کو کچھ باتیں بتانی ہیں۔ اس دوران میں کیوبیٹی کو فون کر کے بتادوں گی کہ ثنائی ہمارے پاس پہنچ گئی ہے۔ میں اس سے درخواست کروں گی کہ وہ تمہیں چندروز یہاں رہنے دے۔“
ثنائی جانے پر آمادہ نہیں تھی۔ لیکن شیرن نے اُسے قائل کرلیا۔

☆☆☆

اگلی صبح ثنائی اپنے ہوٹل سے دیر سے اُٹھی تھی، مام نے 9 بجے فون کر کے اسے دوپہر میں ارنی ریسٹورنٹ میں بلایا تھا۔ ریسٹورنٹ، مارکیٹ جیسی جگہ پر تھا جہاں ہما وقت گہما گہمی رہتی تھی۔
چند منٹ بعد ہی ثنائی نے کولمبیا والا ڈیڈی کی نوجوانی کا فوٹو نکال کر میز پر رکھ دیا۔ شیرن نے فوٹو اٹھایا۔ ثنائی دنگ رہ گئی۔ شیرن کے تاثرات نارمل تھے۔ حیرانگی کا کوئی عنصر نہیں تھا۔ البتہ ہلکی سی معذرت ضرور تھی۔ ”تمہیں یہ مل گیا۔“ وہ مسکرائی۔
”آپ فوٹو کے بارے میں جانتی تھیں؟“ الٹا ثنائی کو حیرانگی کا سامنا تھا۔ ”یہ اسپین نہیں، کولمبیا ہے۔“ وہ کچھ تلخ ہوگئی۔
”میں جانتی ہوں تصویر کیا کہہ رہی ہے۔ یہ میں نے ہی تمہارے لیے چھوڑی تھی۔“
ثنائی دنگ رہ گئی۔
”میرا یقین کرو۔ میں نے سیکڑوں مرتبہ تمہیں لکھا...... تمہیں بتانا چاہا۔ لیکن میں Send کا بٹن نہ دبا سکی۔ مجھے لگا کہ بتانے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔“
ثنائی نے فوٹو اٹھا کر سامنے کردیا۔ ”یہ میرے باپ کی تصویر ہے۔ ڈیڈی کولمبیا میں مارکیڈو کے گیٹ کے نیچے کیا کررہے ہیں...... ڈیڈی کون ہیں؟ ماما، ڈیڈی کون ہیں؟“

پتا نہیں کہاں سے ہوا کا جھونکا آیا؟ میز پر پلاسٹک کا گلاس لڑھکا۔ ثنائی اضطراری طور پر ہاتھ بڑھا کر جھکی...... اس نے کوئی آواز نہیں سنی۔ بعد میں بھی اس نے ہزاروں بار وہ لمحہ یاد کرنے کی کوشش کی لیکن یاد کرنے میں ناکام رہی کہ کوئی آواز آئی تھی۔ بس دفعتاً تیز، شعلہ صفت چبھن اس کے کندھے میں ترازو ہوئی۔ دھکا سا لگا تھا۔ وہ تقریباً کرسی سے گر ہی چلی تھی۔ وہ صرف اتنا سمجھ سکی کہ کوئی ہولناک واقعہ ظہور پذیر ہوا ہے۔ جیکٹ پر نظر پڑی۔ کندھے کے قریب شانے پر اس میں سوراخ نظر آرہا تھا۔ کوئی درد نہیں۔ کوئی گھبراہٹ نہیں۔ وہ سمجھ نہ سکی۔ سوراخ سے لہو پھوٹ پڑا۔ ایک سیکنڈ بعد اسے ادراک ہوا۔
”اوہ نو، گاڈ...... مام شاید مجھے گولی لگی ہے۔“ وہ بولی۔ چہرے پر ہراس نظر آیا۔
شیرن کرسی میں سیدھی بیٹھی تھی۔ لیکن اس نے ثنائی کی کیفیت پر ردِّعمل پیش نہیں کیا۔ اس کی عینک گر گئی تھی۔ سر سامنے کی جانب جھکا ہوا تھا۔ نگاہ سینے کی جانب ساکت اور

پتھرائی ہوئی تھی۔ نیلے سویٹر پر ایک دھبا نمودار ہو رہا تھا۔

''مام!''

وقت جیسے تھم گیا۔ نثالی نے شانے کے سوراخ، پھر ماں کے سویٹر پر پھیلتے سرخ دائرے کو دیکھا۔ گولی نثالی کے شانے سے صاف گزر کر شیرن کے سینے میں اتر گئی تھی۔ نثالی عالمِ وحشت میں یہ منظر دیکھ رہی تھی۔

''اونو...... مام...... اوہ گاڈ......!!''

دوسرے فائر کی آواز بھی سنائی نہیں دی۔ کوئی عورت چیخی۔ گولی پتا نہیں کسی چیز سے ٹکرا کر غلط زاویے پر گئی۔ دھماکا ہوا اور ایک شراب کی بوتل ریزہ ریزہ ہو گئی۔ نثالی اچھل کر ماں پر گری۔ دونوں زمین بوس ہو گئیں۔ نثالی نے ماں کے بے جان جسم کو نیچے چھپایا ہوا تھا اور چیخ چیخ کے آوازیں دے رہی تھی...... ہر جانب افراتفری پھیل گئی۔

بھاگو...... نکلو...... چھپ جاؤ کی ہاہاکار میں کرا کری، میزیں اور کرسیاں الٹ پلٹ گئیں۔ بچے رو رہے تھے۔ ہنگامہ سا ہنگامہ تھا۔

نثالی سسک رہی تھی۔ مردہ ماں کے چہرے سے بال ہٹا رہی تھی۔ ''ڈیئر گاڈ......''

☆☆☆

پولیس اور ایمبولینسز پہنچ رہی تھیں۔ ایک خاتون ایمرجنسی میڈیکل ٹیکنیشن نرمی کے ساتھ شیرن کی باڈی، نثالی کی گرفت سے نکالنے کی کوشش کر رہی تھی۔ نثالی آمادہ نہیں تھی۔ اگر وہ ماں کو چھوڑ دیتی تو سانحہ حقیقت بن جاتا...... جبکہ وہ حقیقت بن چکا تھا۔ پولیس، کراؤڈ کو پیچھے ہٹا رہی تھی۔ نثالی اپنی تکلیف سے بے نیاز تھی۔ بمشکل اسے قابو کیا گیا۔ دو ٹیکنیشن اس کے شانے کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ شیرن کی باڈی کو اسٹریچر پر منتقل کر دیا گیا۔ سائرن کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ نثالی کو بھی اسٹریچر پر لٹایا گیا۔ اس کا سویٹر بھی خون میں بھیگ گیا تھا اور چہرہ آنسوؤں میں...... آہ یہ ٹی وی شو نہیں ہے...... حقیقت ہے۔

ڈوبتے ذہن میں، معاً شعلہ سا لپکا۔ ایک اہم چیز رہ گئی تھی۔ ''وہ میرا فوٹو گر گیا ہے...... پلیز، وہ میرے ڈیڈی کا فوٹو ہے......''

نثالی کی آہ وزاری نے چند سیکنڈ خرید لیے۔ وینڈی نامی نرس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ قدم بڑھا کر جھکی اور کوئی چیز اٹھا کر نثالی کے ہاتھ پر رکھ دی۔

''شکریہ۔'' نثالی کمزور آواز میں بولی۔

ڈیڈی وہاں کیوں تھے؟ جواب کون دے گا۔ ماں کو معلوم تھا...... لیکن ماں؟''

☆☆☆

نثالی واپس آ گئی تھی۔ دایاں بازو گلے میں پٹی کے ساتھ لٹکا ہوا تھا۔ دو یو ایس مارشل اس کے ہمراہ تھے۔ گولی، ہڈی چھوئے بغیر صاف گزر گئی تھی۔ ایک ہفتہ مزید اس کو ہاتھ لٹکا کر رکھنا تھا۔ دنیا بھر کی ویلیم اور مارفین اس کے درد و اذیت کا مداوا نہیں کر سکتی تھیں۔ نہ کوئی شے حافظے سے اس منظر، بھیانک منظر کو مٹا سکتی تھی۔

کیا ہوتا اگر وہ وہاں نہ جاتی؟ کیا ہوتا اگر وہ گریگ کی بات مان جاتی؟ کیا ہوتا اگر وہ دریا میں بوٹ کی وارننگ کو نظرانداز نہ کرتی؟ کیا ہوتا اگر وہ گھر پر سامنے کے دروازے سے جاتی۔ کیا وہ اسے ملاقات کرنے دیتے؟ اور...... اور...... کیا ہوتا...... اگر وہ گلاس سنبھالنے کے لیے نہ جھکتی؟ کیا ہے؟ کیوں ہے؟ ہست و بود، کون جانے؟

جسٹن اور ایملی، آنٹی کے ساتھ لانگ آئی لینڈ میں تھے۔ تدفین جمعرات کو تھی۔ پھر، اس کے بعد، کیا معلوم؟ شاید یہی انجام تھا۔ ناقابلِ تلافی نقصان ہو چکا تھا۔

مارکیٹ کے مخالف ہوٹل کی چھت سے اسنائپر رائفل ملی تھی اور ایک خوفناک پیغام۔ پلاسٹک بیگ میں کٹی ہوئی زبان۔ کتے کی کٹی ہوئی زبان۔ اس مرتبہ مارکیڈو کا پیغام نمایاں اور سفاکی کا مظہر تھا۔ ''زبان کھولنے والوں کا ہم یہ حال کرتے ہیں۔''

نثالی نے آنکھیں بند کر لیں۔ ''ڈیڈی کیا کر دیا تم نے؟ کہاں ہو تم؟ کون ہو تم؟'' جیٹ وے پر دونوں ایجنٹ وہیل چیئر کے ساتھ تھے۔ گریگ ہال کے اختتام پر کھڑا تھا۔ ''نثالی...... ی......''

وہ لڑکھڑا کے اٹھی اور موم کے مانند اس کے بازوؤں میں پگھل گئی۔

''انہوں نے ہمارے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ وہ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟''

''میں نہیں جانتا لیکن وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا کچھ نہیں ہونے دوں گا۔'' اس کی آواز میں عجیب تاثر تھا، عزم تھا، جبڑے بھینچے ہوئے تھے۔

''ڈیڈی کی وجہ سے...... اور پتا بھی نہیں وہ زندہ ہیں یا......'' اس نے سسکی لی۔ ''شاید وہ اب نہیں ہیں۔''

☆☆☆

تدفین والے دن کی سوگواری حد سے سوا تھی۔ ماں کا تابوت قبر میں اتارا جا رہا تھا اور باپ غائب تھا۔ نثالی دل

ہی دل میں پکار رہی تھی۔ دیکھو ڈیڈی تم نے کیا کر دیا۔ آؤ دیکھو، تم آئے کیوں نہیں؟ اٹھارہ ماہ...... صرف اٹھارہ ماہ میں کیا سے کیا ہو گیا۔ ماما میں نہیں روؤں گی۔ میں ہار نہیں مانوں گی۔ میں قاتل کو تلاش کروں گی۔ میں اُن درندوں کو...... ماما...... آئی لو یو...... آپ کو کبھی بھول نہیں سکتی۔ ایک سیکنڈ کے لیے بھی نہیں، گڈ بائے۔

☆☆☆

دو ہفتے گزر گئے تھے۔ ثنالی کا زخم دھیرے دھیرے مندمل ہو گیا تھا۔ تاہم وہ لیب جانے کے موڈ میں نہیں تھی۔ وہ غصے میں تھی۔ اس کے اندر کے زخم بھرے نہیں تھے۔ ایک ڈیڑھ سال میں فیملی تباہ ہو گئی تھی۔ ماں دنیا سے چلی گئی تھی۔ باپ لاپتا تھا۔ حقائق بدل گئے تھے۔ ہر سچ جھوٹ میں تبدیل ہو گیا تھا۔

ذہنی اور جسمانی طور پر وہ بہتر ہونے لگی تو سب سے پہلے ٹینا سے ملنے گئی۔ ٹینا، ابھی بھی کوما کی گہری حالت میں تھی۔ کوما طویل المدت شکل اختیار کر گیا تھا۔ وہ مصنوعی تنفس کے ساتھ منسلک تھی...... امید کی کرن ڈوب ڈوب کے جھلملا رہی تھی۔ دماغ کے کام کرنے کی صلاحیت میں خفیف سا اضافہ ہوا تھا۔ آنکھوں کے پپوٹے بھی کبھی مرتعش ہو جاتے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات اس کے بدن میں بھی خفیف سی تحریک نظر آتی۔ لیکن ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ امکانات ففٹی ففٹی ہیں۔ اس بات میں بھی شک تھا کہ صحت یاب ہونے پر کیا وہ پوری طرح نارمل زندگی گزار سکے گی۔ دوسری طرف ایک اچھی اور حیرت انگیز خبر تھی کہ کلر پکڑا گیا تھا اور وہ ایک گینگسٹر تھا۔ پولیس کی رائے ٹھیک نکلی تھی۔ ثنالی کا اس واقعے سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ گولی چلانے والا ایک سترہ سالہ لڑکا تھا۔ اس رات نشانہ بننے والا کوئی بھی ہو سکتا تھا۔ گینگ کا نام رینی گیڈ تھا۔ لڑکا تحویل میں تھا۔ تفصیلات پولیس نے پوشیدہ رکھی تھیں۔ اس انکشاف نے ثنالی کے ذہن سے بوجھ کا بڑا حصہ کم کر دیا۔

وہ روز لیب میں ہوتی اور ٹینا کو بھی دیکھنے جاتی۔ وہاں بیٹھتی اور یک طرفہ باتیں کرتی رہتی۔ دھیرے دھیرے اس کی سوچ کا رخ بدل رہا تھا۔ کیا کیویٹی بھی ٹھیک سوچ رہا ہے کہ ڈیڈی نے مارگریٹ کو ختم کیا تھا اور ڈیڈی زندہ ہیں جس وقت ثنالی کو معلومات ملنے والی تھیں، عین اس وقت ماما کو مار دیا گیا۔

ہر کوئی کہہ رہا ہے کہ ماضی کو بھول جاؤں مگر کیسے؟ ایف بی آئی، ڈیڈی کی طرف کیوں متوجہ ہوئی۔ اس کا سبب ہاورڈ تھا۔ ہاں ایک آدمی ہے، جو کچھ نہ کچھ جانتا ہے۔ ہاورڈ۔

☆☆☆

”ثنالی تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔“ ہاورڈ نے کہا۔

”ہاورڈ یہ بہت اہم ہے، پلیز......“

ہاورڈ نے گلے کے ساتھ پٹی میں لٹکا ہوا اس کا بازو دیکھا اور اسکرین ڈور کھول دیا۔ وہ ثنالی کو لیونگ روم میں لے آیا۔

”میں نے پہلے بھی تمہیں بتایا تھا کہ یہ ہم دونوں کے لیے اچھا نہیں ہے۔ میں ایک منٹ دے رہا ہوں۔ اس کے بعد تم گیراج کے راستے باہر چلی جانا۔“

”ہاورڈ میں جانتی ہوں کہ تم جانتے ہو، اصل واقعہ کیا ہے؟“

آواز سن کے ہاورڈ کی بیوی بھی آ گئی۔ اس کی نظر بھی ثنالی کے دائیں ہاتھ پر گئی۔ ”ہمیں تمہاری ماں کے بارے میں سن کر صدمہ پہنچا تھا۔ وہ اچھی خاتون تھیں۔“ ہاورڈ کی بیوی نے کہا۔ ”لیکن ثنالی وہ لوگ بہت بُرے ہیں...... خونخوار درندے ہیں۔“

”ہاورڈ“ ثنالی نے کہنا شروع کیا۔ ”تم لوگ جانتے ہو اور میں بھی کہ وہ بہت بُرے ہیں۔ پھر چھپنے کا فائدہ...... کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ تمہیں بھول جائیں گے...... نہیں میری ماں مر چکی ہے۔ باپ کے لیے میرے پاس کوئی آئیڈیا نہیں ہے۔ ہاورڈ کہانی ختم نہیں ہوئی ہے۔“ ثنالی نے تصویر کا ایک فریم اٹھایا جس میں ہاورڈ، بیوی بچوں کے ساتھ موجود تھا۔ خوش و خرم فیملی۔

”یہ تمہاری فیملی ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ تم آزاد ہو؟“

”میری طرف دیکھو۔“ ثنالی نے پٹی میں جھولتا اپنا دایاں بازو آگے کیا۔ ”تم جانتے ہو...... کسی نے دباؤ ڈالا تھا، میرے ڈیڈی کے خلاف؟ کیا تمہیں معاوضہ بھی دیا گیا تھا؟ پلیز...... تم نے کیا کیا، مجھے کوئی سروکار نہیں۔ میں صرف ڈیڈی کے بارے میں جاننا چاہتی ہوں۔“

ہاورڈ کے بھاری چہرے کے تاثرات بجھتی شمع کے مانند لرز رہے تھے۔

”ثنالی تمہیں نہیں پتا کہ تم کس دلدل میں قدم رکھ رہی ہو، تم شادی شدہ ہو، اپنی نئی زندگی کا آغاز کرو۔“

”ہاورڈ، تم نہیں سمجھ رہے۔ تم جن کو بچانے کی کوشش کر رہے ہو۔ انہوں نے مجھے بھی ہلاک کرنے کی کوشش کی

تھی۔"

"میں کس کو بچا رہا ہوں......" اس نے بیوی کی طرف دیکھا اور آنکھیں بند کرلیں۔

"تم سے ملنے کے بعد ہی ہارلن ریور پر مجھ پر حملہ ہوا تھا۔ وہ ایک وارننگ تھی۔ تم سے ملنے کے بعد ہی کیوں؟ کیا کوئی ہم کو دیکھ رہا تھا؟ کیا کوئی جانتا تھا کہ میں تم سے کیا چاہتی ہوں...... معاملات ڈیڈی کی ذات کے گرد گھوم رہے ہیں۔ میں انہیں جو سمجھتی تھی۔ ڈیڈی وہ نہیں ہیں۔ ماما بتانے جارہی تھیں، لیکن...... تم...... پلیز تم مت چھپاؤ، کیوں کررہے ہو ایسا؟"

"تم نہیں سمجھ سکوگی۔ یہ پازا ایکسپورٹ یا سنہری عام اشیا کے متعلق نہیں ہے۔ ہم نے ہمیشہ گولڈ ہی فروخت کیا تھا۔ تمہارے ڈیڈی گولڈ فروخت کرتے تھے۔"

"وہاٹ؟" ثنالی کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ "وکیل کیپٹن کے کیس فولڈر میں تو تم اور ڈیڈی ٹرائل کے دوران میں کچھ اور ہی کہہ رہے تھے؟"

ہاورڈ نے چشمہ اتار دیا...... تاثرات ناقابلِ فہم تھے۔ "کیا تم یقین کرلوگی؟"

"کیوں نہیں......" ثنالی نے اسے گھورتے ہوئے سرگوشی کی۔ وہ کیا کہنے جارہا ہے۔

"میرے گمان میں نہ تھا کہ بعدازاں خونریزی شروع ہوجائے گی اور شیرن...... میں تصور نہیں کرسکتا تھا کہ شیرن کو زندگی ہارنی پڑے گی...... خدا مجھے معاف کرے۔"

"آخر سچ کیا ہے؟ کوئی تو مجھے سچ بتادے۔ تم کیوں معافی مانگ رہے ہو؟ کیا کردیا تھا تم نے؟ گواہی دی تھی نہ ڈیڈی کے خلاف...... کس نے تمہیں مجبور کیا تھا؟" وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔

"سچ...... اکاؤنٹنٹ کھوکھلے انداز میں مسکرایا۔ "سچ وہ نہیں ہے جو تم سمجھ رہی ہو۔"

"میں کچھ نہیں سمجھ رہی۔ تم بتادو۔"

"میں راب کے ساتھ وفادار تھا۔ تمہارے ڈیڈی کے لیے کچھ بھی کرسکتا تھا اور میں نے کیا۔"

"وہاٹ؟ یہ کیسی وفاداری تھی۔ تم نے اُن کے خلاف گواہی دی اور شاید دولت کی خاطر۔ کس نے پیسے دیے تھے؟" ثنالی برہم ہوگئی۔

"کس نے دی تھی رشوت؟" وہ چیخ اٹھی۔

"بین راب!"

کوئی بھینسا پوری رفتار سے ثنالی سے آکر ٹکرایا۔ ایک دنیا فنا ہوگئی۔ دوسری دنیا کے آغاز کے لیے۔ کائنات درہم برہم ہوگئی۔ کائنات صغیر...... ثنالی کے اندر کی کائنات...... ستارے ٹکرا گئے۔ سورج تاریک ہوگیا۔ چاند پیلا پڑ گیا۔ دھوکا ہے کرشمۂ حیات...... وہم ہے وجودِ کائنات......

"وہاٹ؟" ثنالی کو لگا کہ اس کی آواز کنویں سے نہیں، پاتال سے آئی ہے۔

"بین راب نے ہدایت دی تھی کہ میں ایف بی آئی کے پاس جاؤں۔ ثنالی اس کام کے انہوں نے مجھے بہت پیسے دیے تھے۔" وہ رو رہا تھا۔

☆☆☆

وہ لانگ آئی لینڈ ریل روڈ کی ایک کار میں سفر کررہی تھی۔ وجود ہزاروں ٹکڑوں میں تقسیم ہوچکا تھا۔ ہاورڈ کے الفاظ دہکتے انگارے تھے جنہوں نے اس کے پورے وجود کو بھسم کردیا تھا۔ کیوں؟ کیوں؟ کیوں؟ انہوں نے خود کو اور فیملی کو تباہ کردیا۔ عزت کا جنازہ نکال دیا۔ کاروبار تباہ۔ مستقبل تباہ۔ کن کا؟ جن سے وہ محبت کرتے تھے...... یہ عقدۂ لاینحل تھا۔ وہ کیسے حل کرے۔ ڈیڈی کون تھے؟ یہ سوال اپنا قد بڑھا کر اب آسمان کو چھو رہا تھا...... دماغ ہانڈی کی طرح پک رہا تھا۔ ہر شے تہ و بالا ہوگئی تھی...... پھر لاشعور نے اپنا کام کیا۔ شعور نے لاشعور کی جگہ لے لی۔ لاشعور جواب دے رہا تھا...... یادداشت کی گہرائی میں۔ جب وہ بچی تھی۔ لاشعور نے اسے یاد دلایا۔ وہ اس کی ماما کی آواز تھی۔ برہم اور فیصلہ کن۔ ڈیڈی اور مام کسی بات پر شور کررہے تھے، کوئی تکرار تھی...... ثنالی کی آنکھ بھی ان آوازوں سے کھلی تھی۔ وہ بستر سے نکل کر بالائی منزل کی سیڑھیوں پر آگئی۔ ماں باپ بلند آواز میں جھگڑ رہے تھے۔ ثنالی نے ڈیڈی کو کبھی اس انداز میں شور کرتے نہیں دیکھا تھا۔

"تم اس معاملے سے دور رہو۔" وہ چیخ رہے تھے۔

"تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"پھر کس کا ہے۔ بتادو۔ آج فیصلہ کرلو۔ وہ نہیں، ہم تمہاری فیملی ہیں۔ تمہیں ابھی فیصلہ کرنا ہوگا۔" ماں کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

ثنالی خوف سے کانپ رہی تھی۔ وہ کون تھا؟ اس کے ڈیڈی تو ایک خوش مزاج، نرم رُو، محبت کرنے والے انسان تھے۔ وہ کس بات پر لڑ رہے تھے۔ وہ مشتعل تھے اور انہوں نے فیصلہ کردیا۔ انہوں نے ماما کو تھپڑ مار کر فیصلہ سنا دیا...... ثنالی نے منہ پر ہاتھ رکھ کر خود کو چیخنے سے روکا۔

☆☆☆

وہ اسٹیشن پر ٹرین سے اتری اور سڑک پر آگئی۔

وہ تنویمی کیفیت میں چل رہی تھی۔ ڈیڈی کیا چاہتے تھے، اچانک اس کی سمجھ میں آگیا تھا۔ فیصلہ تو انہوں نے ماما کو تھپڑ مار کر اسی وقت سنا دیا تھا۔ اتنے طویل عرصے بعد مارکیڈوز کے ساتھ ڈیلنگ کو انہوں نے ظاہر کر دیا تھا۔ اپنے دوست کو جیل پہنچا دیا تھا۔ محبت کرنے والی فیملی کو بدحال کر دیا تھا۔ یہ سب ایک پلان تھا لیکن کیوں؟ وہ بھی اتنے عرصے بعد...... کیا سیکیورٹی پروگرام کے ایجنٹ یہ سب کچھ جانتے تھے؟ کیا وہ ڈیڈی کی اصلیت سے واقف تھے۔ مارگریٹ کا جو حال کیا گیا تھا کیا ڈیڈی یہ کر سکتے تھے؟ کیا مارکیڈوز شروع سے مارگریٹ کی تاک میں تھے؟ نٹالی کا دماغ سوالات کا ایسا جنگل بن گیا تھا جس کے تمام اشجار ایک دوسرے میں الجھ گئے تھے۔ ڈیڈی کو اپنی زندگی برباد کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ وہ پروٹیکشن تو نہیں تھی۔ ورنہ وہ سیکیورٹی پروگرام سے باہر کیوں نکلتے؟ نٹالی نے سوچنا بند کر دیا۔ اس کا دماغ سن ہو گیا تھا۔

سیل فون کی گھنٹی بجی۔ نٹالی نے دیکھا، گریگ کی کال تھی۔ اس نے جواب نہیں دیا اور چلتی رہی۔ ڈیڈی مارگریٹ سے کیا معلوم کرنا چاہتے تھے؟ اگر ڈیڈی نے مارگریٹ پر وحشیانہ ظلم کیا تو یقیناً ان کے اندر ایک خونخوار درندہ چھپا بیٹھا ہے۔ کیا اب شک کی گنجائش ہے کہ کولمبیا کے بدنام زمانہ ڈرگ ڈیلرز میں سے ایک مارکیڈو فیملی سے ڈیڈی کا کوئی تعلق نہیں ہے؟

☆☆☆

''کہاں چلی گئی تھیں؟ میں فون کرتا رہا۔'' گریگ نے سوال کیا۔ نٹالی نیم مردہ انداز میں صوفے پر ڈھیر ہو گئی۔

''نٹالی؟''

''ڈیڈی نے یہ ڈراما خود رچایا تھا...... خود جیل گئے تھے۔ انہوں نے ہاورڈ کو کوارٹر ملین ڈالر دیے تھے کہ وہ ایف بی آئی تک اطلاع پہنچا دے۔ ایف بی آئی نے کچھ نہیں کیا۔ سب کچھ منصوبہ بندی کے ساتھ ڈیڈی نے خود کیا۔''

گریگ اٹھ کے بیٹھ گیا۔ ''تم ہوش میں ہو؟''

''یہی سچ ہے۔'' نٹالی نے ہاورڈ کے بارے میں بتایا۔

''پھر اب کیوں؟ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہتا تو کیا مضائقہ تھا؟''

''ہاں، اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔ بہرحال ڈیڈی کی فیملی ہم نہیں مارکیڈوز تھے...... کوئی بھی جیل نہیں گیا۔ وکٹر اور نہ لوئیس...... جن کے خلاف ڈیڈی نے گواہی دی تھی اور جن کی گورنمنٹ کو ضرورت تھی۔ کتنی عجیب بات ہے۔ پھر وہ خود بھی غائب ہو گئے۔ صرف اُن کا دوست ہیرالڈ پھنس گیا۔ ڈیڈی ہی میرے سب کچھ تھے۔ مجھے ان سے محبت تھی۔ گریگ، میرا دماغ کام نہیں کر رہا۔''

''تم پھر اس بھنور میں ڈوب رہی ہو۔ تم خوش قسمت تھیں کہ تمہاری زندگی بچ گئی۔ یہ لوگ حیوان ہیں۔ تم کیوں بار بار اس چکر میں الجھ جاتی ہو۔'' گریگ نے سمجھایا۔

''میں خوش قسمت نہیں ہوں۔'' وہ چلّا پڑی۔ ''میں جاننا چاہتی ہوں...... تم نہیں سمجھ رہے، میری ماں کچھ بتانا چاہتی تھی۔''

☆☆☆

لانڈری ٹرک پھر وہیں تھا۔ اس مرتبہ لوئیس ٹرک میں سے برآمد ہوا۔ آٹھ بج رہے تھے۔ فورڈ اپنی جگہ کھڑی تھی۔ ٹرک اس مرتبہ سڑک کے دوسری جانب فورڈ کے قریب تھا۔ ٹرک کا نوجوان ڈرائیور سر میں گولی کھانے کے بعد لوئیس کے ہاتھوں قیدِ حیات سے آزاد ہو چکا تھا۔ لوئیس نے ایک ہاتھ میں لانڈری بیگ اٹھایا اور محتاط انداز میں فورڈ سے قریب تر ہو گیا۔ کوناسک نو ملی میٹر ہاتھ میں آگیا۔ پہلی گولی سگریٹ نوش ایجنٹ کی زندگی کا چراغ گل کر گئی۔ سگریٹ جل رہی تھی۔ گولی نہیں، شیشہ ٹوٹنے کی آواز نے دوسرے ایجنٹ کو الرٹ کیا۔ اس نے بیک وقت ریڈیو کی طرف اور دوسرا ہاتھ جیکٹ میں ریوالور نکالنے کے لیے بڑھایا۔ لوئیس نے دو فائر کیے اور گولیاں دوسرے ایجنٹ کے سینے میں روپوش ہو گئیں۔ لوئیس نے دروازہ کھولا اور تیسری گولی پیشانی پر چپکا کر زندگی کے ہر امکان کو ختم کر دیا۔ اس نے اطراف میں دیکھا۔ سڑک صاف تھی۔ لانڈری ٹرک نے منظر چھپایا ہوا تھا۔ گن اس نے پیچھے پتلون میں اُڑس لی اور بڑھ کر اپنے مطلوبہ گھر کا رخ کیا۔ سیڑھیاں چڑھ کر اس نے گھنٹی بجائی۔ ونڈو بلائنڈ میں جھری پیدا ہوئی۔ بھورے بالوں والی عورت کی جھلک نظر آئی۔ لوئیس کی گن کپڑوں کے بیگ کے نیچے تھی۔

''برابر والا گھر ہے۔'' عورت نے بائیں جانب اشارہ کیا۔ لوئیس نے دانت نکال کر بیگ دکھایا۔ انداز یہی تھا کہ وہ کچھ نہیں سمجھا۔ بعد ازاں فرنٹ ڈور میں جھری نمودار

ہوئی۔ سرکاری گارڈ نے دروازہ کھولے بغیر کچھ کہنا چاہا۔ لوئیس نے بلاتامل کاندھے کا زوردار دھکا مارا۔ اندرونی چین ٹوٹ گئی۔ دروازہ کھلا۔ بھورے بالوں والی ایجنٹ چیخ مارکر زمین بوس ہوئی۔ وہ اپنی گن ٹٹول رہی تھی۔ جب لوئیس نے دو گولیاں اس کے سفید بلاؤز میں اتار دیں۔

''سوری۔'' وہ بڑبڑایا اور دروازہ بند کردیا۔ ایک کتا کچن سے جھپٹا۔ لوئیس کی چلائی ہوئی گولی اس کی گردن میں پیوست ہوگئی۔ لوئیس جانتا تھا کہ اسے سرعت سے کام نمٹانا ہے۔ وہ لاعلم تھا کہ گھر میں کتنے ایجنٹ ہیں۔ دوسرے باہر کار میں کوئی آنے جانے والا لاشیں دریافت کرسکتا تھا۔

لیونگ روم سنسان تھا۔ لوئیس نے فون ہک پر سے ہٹا دیا۔

''پام۔'' ایک اور عورت کی آواز آئی۔ ''تم نے انہیں بتا دیا کہ پڑوس میں جائیں؟'' آواز کچن سے آئی تھی۔ لوئیس آواز کی سمت بڑھا۔ اسے وہی عورت نظر آئی جو چند روز قبل کوڑا کرکٹ پھینکنے باہر نکلی تھی اور ایک ایجنٹ نے اس سے بات کی تھی۔

لوئیس کو دیکھ کر اس کے ہاتھ سے چائے کا کپ گر کر ٹوٹ گیا۔ اس کے بال تقریباً سفید تھے۔

''وہ کہاں ہے؟ سنیورا؟''

عورت نے عالمِ حیرت میں پلکیں جھپکائیں۔ وہ صورتِ حال کو سمجھنے سے قاصر نظر آرہی تھی۔ ''ڈوبی؟ کیا تم نے ڈوبی کے ساتھ؟'' اس نے ڈوبی کو پکارا۔

''ماما، میرے ساتھ ڈراما مت کرو۔ ورنہ تمہیں بھی ڈوبی کے پاس پہنچادوں گا۔''

''ایجنٹ برن مائر کہاں ہے؟'' عورت نے لوئیس کی وحشت ناک آنکھوں اور ہاتھ میں موجود گن کی طرف دیکھا۔ لوئیس نے آگے بڑھ کر گن کی نال اس کے گال پر رکھ دی۔ ''کوئی مدد کے لیے نہیں آئے گا۔ جلدی بتاؤ، وہ کہاں ہے؟ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔'' وہ غرایا۔

عورت کی آنکھوں میں بے بسی اور خوف تھا۔ یہ تاثر لوئیس درجنوں مرتبہ دیکھ چکا تھا۔ عورت کے تصور میں تھا کہ وہ کیا جواب دے گی اور اس کے ساتھ ہی اس کی زندگی کا خاتمہ ہوجائے گا۔ ''کون کہاں ہے؟ کیا چاہتے ہو؟''

''بتا دو گی تو زندہ رہو گی۔ جلدی کرو۔ شوہر کہاں ہے؟''

''میرا شوہر؟ وہ یہاں نہیں ہے۔ میں قسم کھاتی ہوں...... میں نہیں جانتی وہ کہاں ہے۔''

لوئیس نے مغلظات بکتے ہوئے اسے دھمکانا شروع کیا۔

''میں قسم کھاتی ہوں۔ وہ چند ہفتے پہلے یہاں سے چلا گیا تھا۔''

''کہاں؟'' لوئیس نے اس کے بال جکڑ کر گن کی نال آنکھ پر رکھ دی۔

وہ فریاد کررہی تھی۔ مچل رہی تھی۔ ''پلیز، یقین کرو...... ایجنٹ یہاں کیوں ہیں...... یہ بھی مجھے نہیں معلوم۔ پلیز میں قسم کھاتی ہوں۔'' وہ سسکیاں لے رہی تھی۔

''اوکے لیڈی۔'' اس نے عورت کا کمزور ہاتھ پکڑ کے جلتے ہوئے برنر کے قریب کردیا۔ عورت دہشت کے عالم میں آہ و زاری کررہی تھی۔ اس نے ناکام مزاحمت شروع کردی۔ پُتلیاں حلقوں سے ابل پڑیں......

''کچھ یاد آیا؟'' اس نے آخری بار پوچھا۔

☆☆☆

چند بلاک دور جانے کے بعد لوئیس نے ٹرک پہاڑی کے دامن میں روکا اور اس کے ڈرائیونگ کیبن سے باہر آگیا۔ کسی نے تعاقب نہیں کیا تھا...... وہاں واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ کی پارکنگ تھی۔ اس نے کپڑے بدلے، اسٹیئرنگ اور ڈور ہینڈل کو صاف کیا...... ضروری صفائی کرنے کے بعد وہ تاریکی میں ایک جانب چل دیا۔

کچھ دور چلنے کے بعد وہ ایک کار کے پاس پہنچا۔ یہ کرائے کی ٹویوٹا تھی۔ وہ کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

''کیا رہا؟'' ڈرائیور نے سوال کیا۔ ''یہاں سے نکل چکا ہے لیکن نیویارک میں ہے۔''

''نیویارک؟'' ڈرائیور نے حیرت کا اظہار کیا۔

''اس کی بیوی نے مرنے سے پہلے یہی بتایا تھا۔''

''کوئی بات نہیں۔ میں جانتا ہوں، وہ کہاں ملے گا۔'' ڈرائیور نے گاڑی گھمائی۔

☆☆☆

گریگ چاہتا تھا کہ وہ اپنے معمولات تبدیل کرے۔ وہ کئی ہفتے بعد فرگو کے ساتھ جاگنگ کے لیے پارک میں آئی تھی۔ تقریباً دو بلاک پر ہی اس کا سانس پھول گیا۔ نٹالی نے فرگو کی رسی چھوڑ دی اور خود گھاس پر بیٹھ گئی۔

کچھ فاصلے پر اس کے سامنے سیاہ چرمی جیکٹ اور دھوپ کا چشمہ لگائے ایک آدمی بیٹھا تھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ نٹالی نے فرگو کی تلاش میں اطراف میں نظر دوڑائی۔ پھر اس آدمی کی طرف دیکھا اور کھڑی ہوگئی۔ اس کے اٹھتے ہی ایک آواز

آئی۔ ’’ثالی!‘‘

ثالی تیزی سے گھومی...... کشیدہ ہوتے اعصاب پُرسکون ہوگئے۔ اس آدمی نے چشمہ اتار دیا تھا۔ آواز اسی نے دی تھی۔ ثالی نے پہچان لیا۔ وہ بریٹو تھا۔ اس مرتبہ اس نے ٹوپی کی جگہ چشمہ لیا ہوا تھا۔

’’تم ڈر گئیں شاید۔‘‘ اس کی چھوٹی سی داڑھی اپنی جگہ پر تھی۔ وہ مسکرایا۔ وہی گالف کیپ اس کی گود میں رکھی تھی۔ ’’تم کئی ہفتے بعد آئی ہو؟‘‘ اس کا لہجہ اور آواز ہمیشہ کی طرح نرم اور شستہ تھی۔

’’وہ میری ایک عزیز دوست حادثے کا شکار ہوگئی تھی۔ زیادہ تر میں اس کے پاس ہوتی تھی۔‘‘

’’اوہ، آئی ایم سوری۔‘‘ اس نے اظہارِ افسوس کیا۔

’’اگر تم خیال نہ کرو تو کچھ دیر بیٹھ جاؤ۔ میں اپنے پرانے دوست سے مل لوں۔‘‘ اس کا اشارہ فرگو کی جانب تھا۔

’’شیور۔‘‘ ثالی ریلیکس ہوگئی تھی۔ عام طور پر وہ دونوں گھر کی، فیملی یا لیب کے بارے میں بات کرتے تھے۔ لیکن آج......ثالی کو لگا جیسے وہ اس کا منتظر تھا۔ احتراماً وہ فاصلہ برقرار رکھ کر بیٹھا تھا۔

’’اب کیسی ہے تمہاری دوست؟‘‘

’’امید ہے، بہتر ہو جائے......حالت بہت اچھی نہیں ہے۔‘‘

’’اوہ...... امید ہے وہ ٹھیک ہو جائے گی۔ تمہاری ماں کے بارے میں سن کے دلی افسوس ہوا تھا۔‘‘ اس نے سادگی اور سچائی سے کہا۔ ثالی کو کرنٹ لگا۔ وہ جانے کا بہانہ ڈھونڈ رہی تھی۔ یوں محسوس ہوا جیسے اس نے کوئی اور بات سنی ہے۔ اسے کیونکر علم ہوا۔ کئی ہفتوں بعد ملاقات ہوئی تھی۔ وہ اس کی ماں کے نام سے ناواقف تھا۔ اگر اخبار میں بھی ڈیتھ نوٹس پڑھا ہوگا......تو اسے کیا معلوم کہ شیرن کون تھی۔

’’آپ کیسے جانتے ہیں؟‘‘

تب معمر آدمی نے ایک اور حیران کن حرکت کی۔ اس نے سر کے اشارے سے ایک آدمی کو سگنل دیا۔ وہ آدمی ملازم یا باڈی گارڈ کے مانند بینچ سے ذرا ہٹ کے کھڑا تھا۔ اشارہ پاکر وہ مؤدبانہ انداز میں دور ہٹ کے دوسری بینچ پر بیٹھ گیا۔ ثالی نے سنسنی محسوس کی۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ تاہم کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ اس نے قریب آتے ہوئے فرگو کی رسی پکڑی۔ وہ اٹھنے کے لیے تیار تھی۔ اس نے گیٹ کی طرف دیکھا۔ شاید کوئی پولیس والا نظر آجائے۔

’’کون ہو تم؟‘‘ اس نے محتاط انداز میں سوال کیا۔

’’پلیز۔‘‘ آدمی نے ہاتھ بڑھا کر ہتھیلی اس کے بازو پر رکھ دی۔ ’’رک جاؤ۔‘‘

’’کون ہو تم؟‘‘ ثالی نے پھر سوال دہرایا۔ اس کے لہجے میں شبہات کی آمیزش تھی۔

’’ڈرو مت۔‘‘ اس کی آواز میں گداز تھا۔ نیلی آنکھوں کی روشنی بڑھ گئی تھی لیکن اس نے جو کہا......وہ الفاظ کی آری تھی جس نے ثالی کی ہڈیوں تک کو کاٹ کے رکھ دیا۔

’’ثالی، میں آسکر مارکیڈو ہوں۔‘‘

☆☆☆

ثالی کے بدن کا ہر خلیہ جم کے رہ گیا۔

آسکر مارکیڈو کی شناخت، ڈرگ ڈیلر اور سفاک، بے رحم قاتل کی تھی جس نے ثالی کی آنکھوں کے سامنے اس کی ماں کا خون کیا تھا اور غالباً ڈیڈی کو بھی ختم کر دیا تھا۔ وہ کیا کرے؟ اس کے ذہن نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ وہ پلک جھپکائے بغیر برف جیسی نیلی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی۔ دہشت میں ڈوبی چیخ حلق میں گھٹ کے رہ گئی۔ آسکر کا آدمی زیادہ دور نہیں تھا۔

’’ثالی، پلیز......تمہیں مجھ سے گھبرانے، ڈرنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ یہ میرا وعدہ ہے۔ آسکر مارکیڈو کا وعدہ۔ برعکس اس کے خوف مجھے ہے......تمہاری جانب سے۔‘‘

ثالی بے قابو ہوئی جا رہی تھی۔ سینے میں آگ لگی تھی۔ یہ آدمی قابلِ گردن زدنی ہے۔ اس کی ماں کا قاتل۔ اس کے آدمیوں نے اس پر دریا میں حملہ کیا تھا۔ ڈرگ کارٹل۔ فریڈرنیدا...... ہر خرابی اور بربادی کی ذمّے دار......

’’تمہارے ڈیڈی......‘‘

’’کیا ہوا ڈیڈی کو؟ وہ مر گئے......تم نے اُن کو......‘‘

’’نہیں۔ وہ زندہ ہیں۔ درحقیقت وہ میری تلاش میں ہیں۔ مجھے ختم کرنا چاہتے ہیں۔‘‘

’’وہاٹ؟ میں یقین نہیں کر سکتی۔‘‘ وہ مشتعل ہوگئی۔

’’تم جھوٹ بول رہے ہو۔‘‘ ثالی نے دونوں مٹھیاں بھینچ لیں۔ باکسر کے مانند۔ کسی چیز نے اسے روک لیا۔ وہ معمر آدمی کا سکون اور اطمینان تھا۔ وہ اسی طرح بیٹھا رہا۔ ثالی کے اشتعال پر اس نے کسی قسم کا ردِعمل پیش نہیں کیا۔

اچانک ثالی کے احساسات میں صرف غیر یقینی اور غصہ رہ گیا۔

’’کیا مطلب؟ وہ تم کو تلاش کر رہے ہیں؟‘‘

’’ہاں اسی لیے انہوں نے منصوبہ بنایا۔ گرفتاری کا

ڈراما کیا...... اور گورنمنٹ سیکیورٹی پروگرام میں چلے گئے۔ ثنالی، مجھے یقین ہے کہ تم یہ سب جان چکی ہو۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟''

ثنالی کی نظر اس کی نگاہ سے بندھ کے رہ گئی۔ خاموشی...... ''ہاں میں جانتی ہوں۔ لیکن اس کا مطلب کیا ہے؟''

''ہاں، مطلب...... وہ سیکیورٹی پروگرام میں تحفظ کے لیے نہیں گئے تھے۔ وہ اس پروگرام کو بریک کرنے گئے تھے۔''

ثنالی کو آسکر کی باتوں میں سچائی محسوس ہونے لگی۔ اگرچہ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا اور وہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

''تم یہ سب مجھے کیوں بتا رہے ہو؟ اور میں ہر بات پر کیسے یقین کرلوں؟''

''مجھے یقین ہے کہ تم یقین کرلو گی۔ سچائی کی اپنی زبان ہوتی ہے۔ تم زیادہ دیر اندھیرے میں نہیں رہ سکتیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ مارگریٹ ہم دونوں کی کیس ایجنٹ تھی۔ منشیات کے دھندوں میں ملوث افراد کی اطلاع فراہم کرنے والوں کو یہاں رکھا جاتا ہے...... وہ قید نہیں ہوتے...... تم جانتی ہو اس پروگرام کی نوعیت کو۔ جو تمہارے والد نے ٹرائل میں جانے سے پہلے تمہیں بتائی ہوگی۔''

آسکر نے ثنالی کے بازو کو چھوا۔ اس مرتبہ ثنالی نے کوئی حرکت نہیں کی۔

''ثنالی، میں نے بیس برس سیکیورٹی پروگرام میں گزارے ہیں۔''

ثنالی اُسے دیکھتی رہ گئی۔ یہ درندہ، جس کے نام کا مطلب تھا۔ ''تشدد اور موت۔'' جس کے لیے ڈیڈی ٹرائل میں گئے۔

''نہیں۔'' ثنالی نے ہاتھ کھینچا۔ ''تم مارکیڈو ہو۔ ایف بی آئی کے مطابق تم ڈیڈی کو مارنا چاہتے تھے......''

''ثنالی، ایف بی آئی نے بہت کچھ کہا ہوگا۔ ان باتوں کا مقصد صرف مجھے کور فراہم کرنا تھا۔ بیس برس سے میں مارکیڈو ڈرگ کارٹل سے دور ہوں۔ ہاں میں ان کے خلاف اطلاعات فراہم کرتا رہا ہوں۔ میری اطلاعات سے تمہارے ڈیڈی کا کوئی تعلق نہیں۔ ڈرگ ڈیلنگ میں کوئی ایک گروپ یا کوئی ایک ملک ملوث نہیں ہے۔ مارگریٹ میری شناخت اور محل وقوع سے واقف تھی۔ تمہارے ڈیڈی کا آدمی اسی لیے مارگریٹ سے ملا تھا کہ مجھے تلاش کرکے ختم کردیا جائے۔ میں یہ ثابت کرسکتا ہوں، ثنالی راب۔''

اوہ گاڈ...... وہ سب کچھ جانتا ہے، میں اسے کیونکر جھٹلاؤں...... وہ کہہ رہا تھا۔ ڈیڈی کا آدمی، یعنی ڈیڈی مارگریٹ سے نہیں ملے تھے۔ اس کے تاثرات...... اس کی آنکھیں۔ ثنالی نے اس کے چہرے کو بغور دیکھا۔ گول ٹھوڑی، رخساروں کی ہڈیاں، آنکھوں میں مقصد اور شفاف نیلا رنگ...... اگر داڑھی ہٹا کر عمر کم کر دی جائے۔

''اوہ میرے خدا...... میں اسے جانتی ہوں۔'' وہ دنگ رہ گئی۔

''میں تمہیں پہچان گئی۔ میں نے تم دونوں کا فوٹو دیکھا ہے۔ کارمینس میں گیٹ کے نیچے؟'' اس کے چہرے پر روشنی پھیل گئی۔

''کون ہو تم؟ تم سب کیسے جانتے ہو؟ میرے ڈیڈی کو بھی؟''

معمر آدمی نے سر جھکا کر اوپر کیا۔ وہ خاموش تھا۔

''ثنالی، بنجامن راب میرا بھائی ہے۔''

☆☆☆

ثنالی گرتے گرتے بچی۔ اس نے بینچ کا سہارا لے لیا۔

''سگا بھائی؟''

''نہیں...... لیکن روز اور شیرن سگی بہنیں تھیں۔''

تمام شکوک اور خوف تحلیل ہو گیا۔ سچ سامنے آ گیا تھا۔ وہ حقیقت بیان کر رہا تھا۔ وہ روز کو بھی جانتا تھا۔

''کیوں...... اب کیوں؟ اتنے برس بعد؟''

''ایک ضعیف آدمی کا انتقال ہو گیا ہے...... کولمبیا میں اسی جگہ پر، کارمینس...... تم جانتی ہو۔ ثنالی، وہ ضعیف آدمی میرا باپ اور تمہارا دادا تھا۔''

''نہیں، میرے دادا کا انتقال برسوں پہلے اسپین میں ہوا تھا۔'' اس نے نفی میں سر ہلایا۔

''نہیں، تمہارے والد کے والد اب تک بقیدِ حیات تھے۔'' آسکر مارکیڈو نے کہا۔ ''اور گزشتہ بیس برسوں میں وہ میرے محافظ بھی تھے۔ مارکیڈوز کے دو دھڑے ہو گئے تھے...... اور اب مزید ٹوٹ پھوٹ شروع ہو گئی ہے۔ کولمبیا میں خون خرابا شروع ہو گیا ہے اور یہاں بھی۔ لیکن یہاں مارکیڈوز کا وجود قریب الختم ہے......''

ثنالی نے الجھن سے آنکھیں جھپکائیں۔ ''محافظ؟''

''میں بتاؤں گا...... تمہیں بہت سی باتوں سے لاعلم رکھا گیا ہے۔ تمہارے دادا کے رخصت ہوتے ہی سب کچھ بدل گیا۔ جو لوگ مجھے ختم کرنا چاہتے تھے، وہ تمہارے دادا کی وجہ سے رکے ہوئے تھے۔ عہدِ قدیم کی وجہ سے، قسم، قانون، اٹوٹ بندھن۔ اب عہد ٹوٹ چکا ہے۔''

''کیسا عہد؟''

''فرید رنیدا...... یہ لفظ تم نے سنا ہے؟''

ثنالی نے اثبات میں سر ہلایا۔

''مجھے علم ہے کہ یہ لفظ تمہارے لیے خوف و دہشت کی علامت کے سوا کچھ نہیں۔ ہمارے لیے یہ عزت، وقار اور غیرت کا مسئلہ ہے۔ جس کے لیے کچھ بھی کیا جا سکتا ہے۔ جیسے بعض ممالک میں غیرت کے نام پر خودکشی اور قتل کیے جاتے ہیں...... اس لفظ کا مطلب ہے برادری (فیملی)...... برادری کا ہر فرد برادر ہے جو برادری کے قاعدے قوانین اور اصولوں سے انحراف نہیں کر سکتا۔ کولمبیا میں ایک ڈرگ بیرن یا کارٹل نہیں ہے۔ ہماری ''فیملی'' مارکیڈو کہلاتی ہے...... میں کہہ رہا تھا کہ یہ عہد بہت سخت اور مضبوط ہوتا ہے۔ کوئی باپ اپنی بیٹی سے جتنی محبت کرتا ہے...... یہ اس سے بھی زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ فرید رنیدا۔''

نہیں، ناقابلِ یقین...... ثنالی ششدر رہ گئی۔

''تمہارے ڈیڈی، برسوں سے فرید رنیدا کے لیے کام کر رہے تھے۔ یہ ان کی جاب تھی، ڈیوٹی۔ لیکن انہیں ایک حساب چکانا تھا۔ اسکور برابر کرنا تھا۔ وہ ان کے لیے اتنا اہم تھا کہ انہوں نے سارا آرام تج دیا۔ اپنا گھر بار قربان کر دیا۔ تمہیں بھی، ایملی اور جسٹن کو بھی چھوڑ دیا۔ بیس سال گزرنے کے بعد بھی۔ میں سمجھتا ہوں۔ یہ خون سے متعلق ہے...... محبت سے زیادہ طاقتور۔ ثنالی، تمہارے ڈیڈی کو میرا خون چاہیے، یہ محبت سے بڑھ کر ہے۔ نشانہ میں ہوں۔ وہ میری تلاش میں ہے۔ اس کے لیے وہ کچھ بھی کرے گا۔ ہر حد کراس کرے گا؟ کیونکہ میں نے بیٹی کی محبت میں ''فرید رنیدا کے اصول توڑ دیے تھے۔ میرا یقین محبت ہے۔ محبت سے بڑھ کر کچھ نہیں۔''

''مطلب، ڈیڈی زندہ ہیں۔'' ثنالی کی آواز ہر تاثر سے عاری تھی۔ یہ محض ایک سوال تھا۔

''بلاشبہ...... اور ممکن ہے کہ وہ آس پاس کہیں موجود ہوں۔''

ثنالی نے اضطراری طور پر اطراف میں دیکھا۔ اگر وہ زندہ ہیں تو انہوں نے رابطہ کیوں نہیں کیا۔ ماما کے جانے کے بعد بھی نہیں؟ خود اس کے زخمی ہونے کے بعد بھی نہیں۔ ایملی اور جسٹن کو ان کی ضرورت ہے۔ اگر یہ حقیقت ہے تو تسلیم کرنے کے لیے بہت بڑی ہے، بہت تلخ ہے، بہت سنگین ہے۔

''تم جھوٹ بول رہے ہو۔'' وہ اچانک کھڑی ہوگئی۔

''ان کے خلاف مجھے استعمال کررہے ہو۔ ماما کو تم لوگوں نے مارا...... مجھے زخمی کیا۔ فرید رنیدا کی کہانی بھی مضحکہ خیز ہے۔''

''تم جانتی ہو کہ یہ سچ ہے۔ تم نے فوٹو دیکھا تھا۔'' مارکیڈو کے اعتماد اور اطمینان میں کوئی خلل نہیں پڑا۔ ''شیرن کو مارنے کا میں تصور نہیں کرسکتا۔ کس نے مارا؟ تمہیں پتا چل جائے گا۔''

کشمکش نتالی کے اعصاب توڑ رہی تھی۔ آسکر کا چہرہ اور آنکھیں، سچائی کی عکاس تھیں...... اس کی معلومات اور وہ فوٹو۔

''یہ کافی نہیں ہے۔'' وہ تھکی ہوئی آواز میں بولی۔ ''میں اپنے ڈیڈی کو جانتی ہوں۔ تم نے کہا تھا کہ تم ثابت کرسکتے ہو...... کیسے؟''

''میں جانتا تھا۔ بات یہاں تک پہنچے گی۔'' آسکر مارکیڈو نے شکن آلود جیکٹ سے ٹشو میں لپٹی کوئی چیز نکالی اور نتالی کے ہاتھ پر رکھ دی۔ نتالی کا دل زور سے دھڑکا۔ اس نے ٹشو ہٹانا شروع کیا۔ جو شے اندر سے برآمد ہوئی، اس نے نتالی کی دنیا ایک بار پھر زیروزبر کردی۔ وہ جانتی تھی کہ آسکر سچ بول رہا ہے۔ وہ ہر بات سے واقف ہے...... وہ اس کو گھورتی چلی گئی۔ آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے۔

اس کی ہتھیلی پر سونے سے بنا سورج کا دوسرا نصف حصہ رکھا تھا۔

☆☆☆

اس کا وجود زلزلے کی زد میں تھا۔ وجود تقسیم ہوگیا تھا۔ اس نے گلے سے چین اتاری اور دونوں حصوں کو جوڑا۔ سورج اس طرح ٹوٹا تھا کہ چند دندانے ٹک...... ٹک...... کی آواز کے ساتھ ایک دوسرے میں بیٹھ گئے۔ سورج مکمل ہوگیا۔

آسکر نے نتالی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ نتالی نے کوئی مزاحمت نہیں کی۔ وہ ایسی باتیں بتا رہا تھا، جو نتالی نے پہلے نہیں سنی تھیں۔

''تمہارے ڈیڈی اس وقت بچے تھے۔ وہ اسپین سے نہیں کولمبیا سے آئے تھے، ہمارا ملک کولمبیا۔ روز کا تعلق ارجنٹائن سے تھا۔''

''کیا مطلب؟'' نتالی چکرا گئی۔

''وہ میری بیوی تھی۔ راب اس کے ساتھ شادی کرنا چاہتا تھا۔ روز مجھے پسند کرتی تھی۔ وہ خوامخواہ میرا دشمن ہو گیا۔ لیکن تمہارے دادا کی زندگی میں وہ کچھ نہیں کرسکتا تھا۔ بعدازاں ذیابیطس کے مرض نے روز کی جان لے لی۔ اگر وہ حمل سے نہ ہوتی تو بچ جاتی...... وٹنس پروگرام میں ایجنٹ نے میری شادی بھی کرادی تھی۔''

''تم...... تم نے ابھی بیٹی کا ذکر کیا تھا؟''

''ہاں روز نے بیٹی کو جنم دیا تھا۔''

''وہ کہاں ہے؟''

''وہ تمہارے دادا کی وجہ سے محفوظ ہے۔''

''کہاں؟''

''سب بتاؤں گا...... میں روز کی محبت کو زندہ رکھنا چاہتا تھا۔ میں ''فرید رنیدا'' سے منحرف ہوگیا۔ میں سمجھ گیا تھا...... خون سے خون کو نہیں دھویا جاسکتا۔ ہماری محبت آج بھی زندہ ہے اور مجھے اسے زندہ رکھنا ہے۔''

نتالی گنگ تھی۔ اس کا دماغ کام نہیں کررہا تھا۔ شیرن کے الفاظ یاد آئے...... جب تم سورج کو مکمل کرلوگی تو بہت سارے راز کھل جائیں گے...... شیرن بہت کچھ جانتی تھی۔

''تمہاری ماں نے مجھے سورج کا نصف حصہ دیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ایک دن میں تمہیں سچ سے آگاہ کروں گا۔ میں کروں گا، بین راب نہیں۔''

''میں کیسے یقین کروں؟ میں بیس سال سے دیکھ رہی ہوں کہ ڈیڈی، ماما سے کتنی محبت کرتے تھے۔ وہ ان کو کیسے مار سکتے ہیں؟'' نتالی نے کھوئے کھوئے انداز میں لاکٹ کو دیکھا۔ ''تم کیوں مجھے بتا رہے ہو؟ تم کیوں میرے سامنے آئے ہو؟ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟''

''میری مدد کرو...... راب کو تلاش کرنے میں۔''

''کیوں؟ تاکہ تم اُن کو ماردو...... جو کچھ بھی ہوا، لیکن وہ اب بھی میرے باپ ہیں۔ تمہاری ہر بات سچ لگتی ہے۔ لیکن اگر یہ سب سچ ہے تو پھر میری تمام زندگی کی حیثیت ایک جھوٹ کے سوا کچھ نہیں۔''

''جھوٹ نہیں...... یہ تمہاری حفاظت کا......''

''نہیں، میری زندگی جھوٹ بن کر رہ جائے گی۔''

آسکر نے دھیرے سے لاکٹ اس کے ہاتھ سے اٹھا کر اس کے گلے میں ڈال دیا۔ ''اب تم مکمل ہو۔ یہی تمہارا سچ ہے جس کی تمہیں تلاش تھی...... تم پر منحصر ہے کہ کس دروازے سے گزرتی ہو؟ سچائی کے یا جھوٹ والے دروازے سے؟''

☆☆☆

کرائم سین پر فلیش لائٹس چمک رہی تھیں۔ پولیس اور ایف بی آئی موجود تھیں۔ کیوٹی شناخت دکھا کر کھلے

دروازے سے اندر چلا گیا۔ پہلی لاش ایجنٹ پامیلا کی تھی۔ وہ چند سیکنڈ رکا، پھر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ دوسری لاش وہاں سے ہٹالی گئی تھی۔ تاہم وہاں تشدد کی علامات موجود تھیں۔ ایجنٹ بوتھ بھی وہیں تھا۔ اس نے دس پندرہ تصاویر کیویٹی کو تھمادیں۔

کیویٹی کا کلیجا منہ کو آگیا۔ سروس میں اسے چھبیس سال ہو گئے تھے۔ ایسے حالات سے اس کا واسطہ نہیں پڑا تھا۔ اس دوران اس نے سیکیورٹی پروگرام کا کوئی گواہ نہیں کھویا تھا۔ سیکیورٹی پروگرام کے جس گواہ کو بھی نئی شناخت دی گئی، وہ کبھی افشا نہیں ہوئی تھی۔ سیکیورٹی پروگرام کو پہلے کوئی توڑ نہیں سکا تھا۔

فوٹو وہ دیکھ رہا تھا۔ رپورٹ وہ پڑھ چکا تھا۔ مارنے سے پہلے مقتولہ کو بھی میگی کی طرح تشدد کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ ایک ہاتھ کی صرف ہتھیلی تھی، باقی ہاتھ غائب تھا۔ دونوں ہتھیلیوں کو برنر پر ہڈیوں تک کو جھلسا دیا گیا تھا۔

''کم از کم ایک کلیو تو مل گیا ہے۔'' بوتھ نے سنجیدگی سے کہا۔ میگی کو مارنے والے نے میگی سے یہاں کا پتا معلوم کیا تھا۔''

کیویٹی کے لیے مقتولہ کا شوہر ایک اثاثہ تھا۔ جسے بیس سال پہلے کیویٹی نے نئی شناخت دی تھی۔ اور اسے قائل کیا تھا کہ وہ شادی کرلے۔ مقتولہ کی دردناک موت کیویٹی کے دل پر بھاری بوجھ تھی۔ وہ غریب تو اپنے شوہر کی حقیقت سے بھی ناواقف تھی۔ اس نے فوٹو واپس کر دیے۔

بعد ازاں انہوں نے واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ پر ڈیلیوری ٹرک اور اطراف کا جائزہ لیا۔ فارنسک والے اور فوٹو گرافر اپنا کام کر رہے تھے۔ ٹرک میں کپڑوں کے نیچے سے ڈرائیور کی لاش ملی تھی۔ سڑک پر دونوں ایجنٹوں کو ملا کر مقتولین کی تعداد پانچ ہوگئی تھی (کتا شامل نہیں تھا)

''یہ کس کا انداز ہے؟ کون ہو سکتا ہے؟'' بوتھ کی پیشانی پر لکیریں تھیں۔ دونوں نے جواب نہیں دیا۔ دونوں جانتے تھے۔ مارکیڈوز۔ کیویٹی سوچ رہا تھا کہ راب نہیں ہو سکتا۔ اگر ہے تو یہ اس کا طریقہ کار نہیں ہو سکتا۔ پھر نئی سوچ ابھری۔ اگلا نشانہ کون ہے؟ اس نے فوٹو واپس کیے۔ ''کوئی نئی چیز سامنے آئے تو کال کرنا۔''

''کہاں کے ارادے ہیں؟'' بوتھ نے سوال کیا۔

''ہلیوزون۔''

☆☆☆

تین بج رہے تھے۔ نٹالی سونے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ ڈیڈی، مارکیڈو فیملی کا حصہ تھے بلکہ اُن کی اصل فیملی وہی تھی۔ پیدائش سے لے کر اب تک۔ فرید رنیدا۔ یہ سب انہوں نے محبت کرنے والوں سے چھپا کے رکھا، جن سے وہ خود بھی محبت کرتے تھے۔ پتا نہیں کرتے تھے یا نہیں...... اب اپنے بھائی سے بدلہ لینے کے لیے وہ آزاد تھے۔ آسکر کے مطابق دادا کے جانے کے بعد آخری رکاوٹ بھی ختم ہوگئی تھی۔ یہ کیسا سچ تھا جس نے سب کو مشکل میں ڈال دیا تھا۔ کتنی جانیں ضائع ہوگئی تھیں یا ہونے والی تھیں...... ہر یاد گھونسے کے مانند اس کے پیٹ میں لگ رہی تھی۔ ڈیڈی انہیں چھوڑ کر وٹنس پروگرام میں آسکر کے لیے گئے تھے۔ مارگریٹ نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ وہ مارکیڈوز کو اچھی طرح جانتی ہے۔ وہی دونوں کی کیس ایجنٹ تھی۔ آسکر کی کہانی جتنی بھی اذیت ناک سہی، اسے جھٹلایا نہیں جاسکتا تھا۔ سچ آسکر کی آنکھوں میں تھا۔ زباں پہ...... چہرے پر لکھا تھا، وہ نٹالی سے زیادہ جانتا تھا۔ ماں کو بھی یہی بتاتا تھا۔ جب وہ بچی تھی تو ڈیڈی اسی بات پر ماما سے لڑ رہے تھے۔

وہ کیا کرے؟ تمام حقائق کیویٹی کے سامنے رکھ دے۔ لیکن کیوں؟ وہ لوگ کب اس سے سچ بولتے رہے تھے۔ وہ تو مارکیڈو کی حقیقت سے واقف تھے اور بیس سال سے اسے تحفظ فراہم کر رہے تھے...... درحقیقت وہ ڈیڈی کے پیچھے پڑے تھے...... کیونکہ ڈیڈی نے سیکیورٹی پروگرام اڑا کے رکھ دیا تھا۔

اسے یاد آیا کہ جب اس نے سیکیورٹی پروگرام میں جانے سے انکار کیا تھا تو ڈیڈی کتنے پزل ہوئے تھے، ان کا وجود جیسے سکڑ گیا تھا۔ تھکے ہوئے ذہن نے نٹالی کو جانے کب سلا دیا۔

☆☆☆

ایک روز کے وقفے سے وہ لیب میں پہنچ گئی۔ مصروف رہنا بہتر تھا۔ ورنہ وہ جلد ہی پاگل ہو جاتی۔ بار بار اس کا ذہن بھٹک جاتا۔ کبھی خیال آتا کہ کام چھوڑ کر واپس گھر چلی جائے...... سیل فون نے اسے کشمکش سے نجات دلائی۔

''ہیلو، نیٹ۔''

الفاظ گولی کی طرح اس کی سماعت سے ٹکرائے تھے۔

''ڈیڈی......؟'' اس کا دماغ سن ہو گیا۔ کھڑے رہنا دوبھر ہو گیا۔ وہ بیٹھ گئی۔ ''وہ کہہ رہے ہیں آپ نے مارگریٹ اور ماما کو......'' وہ رو پڑی۔

''بے بی میں جانتا ہوں...... سب جھوٹ ہے۔ ڈیڈی پر بھروسا کرو۔ سب مارکیڈو کا کیا دھرا ہے۔ تمہاری آواز سن کر میں بہت خوش ہوں۔ میں تمہیں دیکھنا چاہتا ہوں۔''

''ڈیڈی آپ واپس سکیورٹی پروگرام میں آجائیں۔''

''نیٹ، وہ مجھے مار دیں گے۔ وہ میرے اوپر قتل کا الزام لگا رہے ہیں۔ میں نے ان کی ایجنٹ پر تشدد نہیں کیا۔ نہ اُسے قتل کیا۔ اور میں تمہاری ماں کو کیسے مار سکتا ہوں...... کسی کو مت بتانا، میں نے رابطہ کیا تھا۔ ڈیڈی سے وعدہ کرو۔ کسی کا اعتبار نہ کرو۔ میں جلد ملوں گا آئی لو یو۔'' رابطہ منقطع ہوگیا۔ نٹالی نے نمبر محفوظ کرلیا۔

نٹالی کے حلق میں کانٹے پڑ گئے تھے۔ اس نے بدقت تمام آسکر کا نام زبان پر لانے سے خود کو روکا تھا۔

☆☆☆

''نٹالی۔'' کیویٹی کی آواز تھی۔ ''کیا میں اندر آسکتا ہوں؟''

نٹالی خاموشی سے ایک طرف ہوگئی۔ کیویٹی نے اس کے ہاتھ کے بارے میں دریافت کیا۔ رسمی باتیں کیں...... پھر بتایا کہ وہ بفیلو سے آرہا ہے۔ نٹالی خاموش رہی۔

''وہاں ایک عورت کا قتل ہوگیا ہے۔''

نٹالی خاموش تھی۔ کیویٹی ابھی تک کھڑا تھا۔

''پلیز سن لو۔''

''اس بار تصویر نہیں لائے؟'' نٹالی نے لب کشا کیے۔

''اس کی عمر پچاس سال تھی۔ اس پر خوفناک تشدد کیا گیا تھا۔''

''مجھے افسوس ہوا...... اسے بھی ڈیڈی نے مارا ہے...... یہ بتانے آئے ہو؟''

''اس کی حفاظت پر مامور دو ڈپٹی مارشل اور ایک راہ گیر بھی قتل ہوا ہے۔'' کیویٹی نے نٹالی کے طنز کو نظر انداز کر دیا۔

اس مرتبہ نٹالی ردِعمل نہ چھپا سکی۔ جسم لرز اٹھا۔

''ایک ایجنٹ گھر کے اندر تھی اسے بھی قتل کر دیا گیا۔''

ایک ساتھ پانچ قتل۔ نٹالی کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ یہ کیا ہے...... کب تک ہوتا رہے گا...... کون کر رہا ہے؟''

''نٹالی، پلیز...... صرف اتنا بتا دو کہ آخری بار ڈیڈی سے رابطہ کب ہوا تھا؟''

''کس کا؟''

کیویٹی نے ٹھنڈی سانس بھری۔ ''تم کچھ بھی سوچو۔ تمہارے ڈیڈی کو کسی کی تلاش ہے...... وہ جو بھی، اب اس کی حفاظت سے کسی کو دلچسپی نہیں ہے۔ تم مزید خون خرابا روک سکتی ہو۔'' اس نے گویا التجا کی۔

''یعنی تم لوگ جانتے تھے کہ ڈیڈی زندہ ہیں اور یہ بھی جانتے تھے کہ انہیں کس کی تلاش ہے؟'' اس کی آواز میں گہرا طنز اور شکوہ تھا۔

کیویٹی نے تسلیم کیا کہ اس نے کہیں جھوٹ بولا تھا۔ اس اعتراف کے بعد وہ کچھ دیر مزید تعاون حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن ناکام رہا۔ پھر اس نے ایک لفافہ نکالا۔

''ایک اور تصویر؟'' نٹالی نے پھر طنز کیا۔

تصویر دیکھ کر اس کے دل کی دھڑکن بڑھ گئی۔ وہ آسکر تھا۔

''یہ چہرہ دیکھا ہے کہیں؟''

''نہیں۔'' اس نے تصویر واپس کردی۔

اس مرتبہ کیویٹی کی آنکھوں میں شکوہ تھا۔ اس نے

ثالی کا چہرہ پڑھ لیا تھا۔ کیویٹی نے رومال میں لپٹی ہوئی کوئی چیز نکالی۔

''کاش اس کی ضرورت نہ پڑے...... میں نے شروع میں کہا تھا نہ کہ اس مرتبہ صرف تمہاری حفاظت مطلوب ہے۔'' اس نے رومال کھولا اور گن اس کے حوالے کردی اور سیفٹی کیچ کے بارے میں بتایا۔

ثالی اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔ وہ دروازے کے قریب پہنچ گیا۔

''وہ کون تھی؟ بفیلو میں...... جسے تشدد کر کے مارا گیا؟''

جواب میں کیویٹی نے پھر آسکر کا فوٹو نکالا۔ اس تصویر میں ایک عورت اور ایک کتا نظر آرہا تھا...... ثالی سناٹے میں رہ گئی۔

کیویٹی نے شانے اچکائے۔ تصویر واپس رکھی اور کہا۔ ''کسی کی بیوی تھی۔''

☆☆☆

یہ اچھا ہوا کہ گریگ مورگن اسٹینلے سینٹر کی ملازمت پر آمادہ ہوگیا۔ سینٹر، شہر کا بہترین پیڈیا ٹرک آرتھوپیڈک پروگرام تھا۔ ثالی مطمئن تھی کہ وہ اب نیویارک میں ہی رہے گا۔ تنخواہ بھی ٹھیک ٹھاک تھی اور چالیس ہزار ڈالر کا بونس۔ آفس بھی خوب صورت تھا۔

جمعے کی رات ثالی نے اسے چنیدہ دوستوں کے ساتھ ڈنر دیا۔

اگلی صبح انہوں نے دوست کی ویگن میں گریگ کا پرانا ضروری سامان بکسوں میں بھر کر نئے دفتر میں پہنچایا اور اسے سجانے میں مصروف ہوگئے۔ دفتر کے دروازے پر ''ڈاکٹر گریگ ہریرا'' لکھا تھا۔ بک شیلف میں ہسپانوی کتابیں بھی تھیں۔ ''ان کی کیا ضرورت تھی؟'' ثالی نے منہ بنایا۔

''رعب پڑتا ہے، جان۔'' گریگ نے آنکھ دبائی۔

''اور یہ کس لیے؟'' ثالی نے گبریل گارسیا مارکیز کی کتاب ''تنہائی کے سو سال'' اٹھائی۔ اس نے ورق گردانی کے لیے کھولی تو کتاب ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گئی۔

''میکسیکو سے لائے ہو گے؟'' اس نے جھک کر کتاب اٹھائی تو کتاب کے کور کا اندرونی فلیپ کھل گیا جس پر ایک نام لکھا تھا۔

''ثالی کا جسم برف میں ڈوب گیا...... یا جہاز کریش ہوگیا...... اس نے نام پڑھا۔ ''گریگوریو کنسرجا مارکیڈو۔

اس نے نیچے پڑھا۔ نیشنل اسکول، کارمینس 1989۔ ثالی نے گریگ کی طرف دیکھا۔ گریگ کا چہرہ سفید پڑ چکا تھا۔ ثالی کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ وہ لڑکھڑا کے پیچھے ہٹی۔ اس نے دوبارہ پڑھا۔ پھر گریگ کے چہرے کے تاثرات دیکھے۔ شک کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ اچانک اسے اپنے سامنے ایک اجنبی نظر آیا۔ کون تھا؟ وہ گریگ نہیں تھا۔ ثالی نے کتاب نیچے پھینکی اور دروازے کی طرف بھاگی۔ آہ...... یہ بھی ایک منصوبہ تھا۔ وہ چار سال سے گریگ کے ساتھ تھی۔

''سنو، پلیز...... میری بات سنو۔'' گریگ نے اسے روکنا چاہا۔

''میرے پیچھے مت آنا۔'' وہ ہال میں نکل گئی۔ اس نے ایلیویٹر کے بٹن پر ہتھیلی جما دی۔ گریگ آواز دیتا ہوا آرہا تھا۔ ''پلیز رک جاؤ۔'' ثالی نے وحشت کے عالم میں سیڑھیوں کی طرف دیکھا۔ معاً ایلیویٹر کے در وا ہونے لگے۔ وہ خالی تھا۔ ثالی نے اندر گھس کر دروازہ بند کرنے کے لیے سبز بٹن پر ہاتھ مارا۔ گریگ قریب تھا...... اس نے بازوؤں سے بند ہوتے در روکنے کی کوشش کی لیکن اسے معمولی تاخیر ہوگئی تھی۔ ثالی نے لابی کا بٹن پش کیا اور دونوں ہاتھ منہ پر رکھ لیے...... ہر بُن مو سے پسینا پھوٹ پڑا۔ لابی میں پہنچتے ہی اس نے دوڑ لگا دی۔ دوست کی وین عقبی سمت میں 168 اسٹریٹ پر کھڑی تھی۔ ثالی براڈوے کی طرف بھاگ رہی تھی۔ اس کے دماغ میں ایک ہی بات تھی کہ براڈوے کے ہجوم میں گھس جائے۔ وہ کیب کو بھی دیکھ رہی تھی، معاً اسے سب وے دکھائی دیا۔ میٹرو کارڈ اس کے والٹ میں تھا۔ وہ سب وے کی سیڑھیاں اتر گئی۔

جب تک اس کی ٹرین آ نہیں گئی، دل ڈھول کے مانند بجتا رہا۔ دھڑکنوں کا آہنگ اس وقت گھٹنا شروع ہوا جب ٹرین کے دروازے بند ہوئے اور اس نے رفتار پکڑی۔

☆☆☆

فل کیویٹی، ویسٹ 49 اسٹریٹ کے لفی نامی بار میں بیٹھا تھا۔

''اکیلے اکیلے۔'' ایک آواز آئی۔

کیویٹی نے گردن پھیری۔ ''نہیں براڈ اور جولی کا انتظار کر رہا ہوں۔''

بوتھ نے برابر کے اسٹول سے اخبار ہٹایا اور بیٹھ گیا۔

''اداس لگ رہے ہو؟''

''کیا پیو گے؟'' کیویٹی نے بیئر کی طرف توجہ دی۔
''بعد میں پیوں گا۔ پہلے یہ دیکھو۔'' بوتھ نے ایک لفافہ نکالا۔
کیویٹی کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔
''کس نے گدگدی کی؟'' بوتھ نے اظہارِ حیرت کیا۔
''یار، جب بھی نٹالی راب سے ملتا ہوں۔ اسے تصویریں دکھاتا ہوں۔ آخری بار ملا تو بھنا گئی تھی۔''
''خوب...... یہ دیکھو۔''
کیویٹی نے شیٹ پڑھی، اوپر لکھا تھا۔ ''کرمنل ایویڈنس''...... (سیئٹل آفس، ایف بی آئی...... پائک مارکیٹ ہومسائڈ، شیرن راب۔
''کرائم سین پر فیلڈ آفیسر کے ساتھ ہماری ٹیم بھی پہنچی تھی۔'' بوتھ نے سمجھایا۔ ''وہ ٹیم پہلے ہی، اتفاق سے بہت قریب تھی۔ انچارج نیا اور جوشیلا تھا۔ سمجھ دار بھی۔ جس ہوٹل سے فائرنگ ہوئی تھی۔ اس نے اُدھر دوڑنے کے بجائے کیمرے کی مدد سے بھاگنے والی گاڑیوں کے نمبر نوٹ کر لیے...... ان میں سب سے آگے کرائسلر بیرن تھی۔ اس کا نمبر مشی گن کا تھا۔ EV67490...... احتیاطاً ہم نے پچھلی دو گاڑیوں کو بھی ٹارگٹ کیا۔''
''اسمارٹ۔'' کیویٹی نے فوٹو دیکھے۔
''وہ کرائے کی گاڑی تھی۔ دو دن پہلے ہائر کی گئی تھی۔ حملے کے اگلے روز ساکرامینٹو ائرپورٹ کے قریب واپس کر دی گئی۔''
کیویٹی نے بے صبری سے اسے دیکھا۔ تمہارے لیے بیئر کا آرڈر دوں یا نام بتا رہے ہو؟''
''اسکینر...... جان اسکینر۔ رپورٹ میں جزئیات بھی ہیں لیکن تفصیل کی ضرورت نہیں۔''
کیویٹی کی آنکھیں چوڑی ہوگئیں۔
''اسکینر کا لائسنس ہی راب تک پہنچنے کے لیے کافی رہا......''
''مطلب ہم بے خبر تھے جو کچھ ہو رہا تھا، اس کے پیچھے مارکیڈو نہیں بلکہ راب کا ہاتھ تھا۔ کتے نے اپنی بیوی کو بھی نہیں بخشا۔ ہم راب کو کتر سمجھنے کی خوفناک غلطی کرتے رہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر منکس کی سوچ اسی رخ پر ہے۔ اور وہ پہلے ہی دونوں کو بلیو زون میں بھیجنے کا فیصلہ کر چکا ہے...... کسی بھی قیمت پر۔ سیکیورٹی پروگرام میں مزید گڑبڑ اس کی برداشت سے باہر ہے۔
''راب اور مارکیڈو ایک دوسرے کے مقابل ہیں...... مجبوری ہے۔ دونوں کو بلیو زون میں لے جانا ہوگا۔''
بوتھ نے شانے اچکائے۔
کیویٹی سر ہلا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا دھیان نٹالی کی طرف چلا گیا۔ اسے علم تھا کہ نٹالی نے اسے صحیح بات نہیں بتائی تھی۔ نٹالی کے تحفظ کے لیے اب وہ دگنا متفکر تھا۔

☆☆☆

دنیا اندھیر ہوگئی تھی۔ بچا کیا تھا۔ ایک گریگ کا سہارا تھا جس نے اسے سمیٹا ہوا تھا۔ گریگ نے اسے خوفناک احساسِ تنہائی سے محفوظ رکھا تھا اور اب...... وہ بہت بلندی سے گری تھی۔ تنہائی کی اتھاہ گہرائی میں۔ وہ کہاں جائے۔ پولیس؟ کیویٹی؟ انہیں سب کچھ کھول کے بتا دے...... ہر بات، وہ ٹکڑوں میں تقسیم ہوگئی تھی۔ لگتا تھا، ہر ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ وہ چل کیسے رہی تھی۔ وہ ہار گئی تھی۔ شکستِ فاش۔ فون مرتعش ہوا۔ گریگ کال کر رہا تھا۔ وہ پندرہ بیس مرتبہ کوشش کر چکا تھا۔ متواتر کوشش کر رہا تھا۔ پیغام دے رہا تھا...... نٹالی، پلیز اٹھالو...... پلیز......
اس مرتبہ نٹالی نے فون اٹھالیا۔ جسم کے ہر ریشے میں دکھن تھی۔
''نٹالی۔'' وہ چلّایا۔ ''پلیز مجھے وضاحت کا موقع دو۔''
''وضاحت کے لیے کیا بچا ہے۔ میں تو پہلے ہی نیم مردہ تھی۔ تم نے میرے ساتھ کیا کر دیا؟''
''میں تسلیم کرتا ہوں۔ میں جھوٹا نہیں ہوں۔ چار سال پہلے مجھے تم سے متعارف کرایا گیا تھا۔ تمہاری دیکھ بھال کے لیے۔ میں قسم کھاتا ہوں۔ ہاں میرا نام کنسرجا ہے۔ آئی ایم سوری۔ نٹالی میں ابتدا میں ہی تمہاری محبت میں گرفتار ہو گیا تھا۔ یہ سب سے بڑا سچ ہے۔ میں اپنی زندگی کی قسم کھاتا ہوں۔''
''تم کس کے لیے کام کرتے ہو؟''
''کسی کے لیے نہیں۔ میں صرف تمہارا شوہر ہوں۔''
''نہیں، نہیں۔ تم ڈیوٹی پر تھے۔ تمہاری ڈیوٹی ختم ہو گئی۔''
''پلیز مجھے بتاؤ تم کہاں ہو؟'' اس کی آواز میں مایوسی اور درد تھا۔ ''میں تم سے محبت کرتا ہوں......''
''گریگ چلے جاؤ...... جاؤ۔''
''نہیں، میں نہیں جاؤں گا۔''

☆☆☆

دروازہ کھلتے ہی آنٹی ایبی کی آنکھوں میں حیرت اُمڈ

آئی۔

''ثالی، اوہ مائی گاڈ۔ تم یہاں؟'' ثالی کی خالہ کو سمجھنے میں ایک سیکنڈ لگا کہ کوئی خراب بات ہے۔ ''کیا ہوا، بے بی؟''

''آنٹی، میں چند روز یہاں رہ لوں؟''

''ہاں کیوں نہیں...... یہ پوچھنے کی بات ہے۔ ایملی، جسٹن، دیکھو کون آیا ہے۔'' تھوڑی دیر کے اندر گھر میں ہڑبونگ مچ گئی۔

''تم میرے کمرے میں سو جانا۔'' ایملی نے جوش کے ساتھ کہا۔

''تم جِل کا کمرا بھی استعمال کرسکتی ہو۔'' آنٹی نے کہا۔

''کوئی مائنڈ تو......''

''میری جگہ تمہاری ماں ہوتی تو وہ بھی اسی طرح پیش آتی میرے ساتھ۔'' ثالی نے اثبات میں سر ہلایا۔

''انکل جارج کہاں ہیں؟''

''وہ سات بجے تک آئیں گے۔''

ایملی کی اسکواش جاری تھی۔ اس کی نئی ٹیم کا نام ''فرینڈز'' تھا۔ رینکنگ میں ٹیم تیسرے نمبر پر تھی۔ آنٹی ایبی کے بچے جِل اور میٹ ہیولٹ ہائی اسکول میں تھے۔ انکل ڈیوڈ آئے تو ایبی کے ساتھ کچن میں ہاتھ بٹانے لگے تاکہ ثالی، ایمی اور جسٹن کے ساتھ وقت گزار سکے۔ آنٹی سے شوہر کی بات مخفی رکھنا اچھا نہ تھا۔ تاہم اس نے اصل بات نہیں بتائی۔ اسی طرح ڈیڈی کی زندگی کی اطلاع بھی اس نے بہن بھائی کو دے دی۔ اس اطلاع پر وہ ہیجان کا شکار ہوگئے تھے اور جاننا چاہتے تھے کہ وہ کہاں پر ہیں۔ ثالی نے لاعلمی کا اظہار کیا اور یہ سچ بھی تھا۔ اس نے اتنا ہی بتایا کہ وہ ٹھیک ہیں۔

☆☆☆

(سیون الیون)

اگلی صبح ہیولٹ کے 11-7 اسٹور میں جاکر اس نے پے فون میں ضروری تبدیلیاں کیں جس کے بعد کوئی سیل فون اسے ٹریس نہیں کرسکتا تھا۔ رات وہ بہت کچھ سوچتی رہی تھی۔ اس نے اس طویل اور خونی کہانی کو انجام تک پہنچانا تھا۔ ڈیڈی، کیویٹی، مارکیڈو اور گریگ سب دغاباز تھے۔ سب نے کسی نہ کسی شکل میں اسے دھوکا دیا تھا اور ان میں سے ہی کوئی ایک تھا، جس پر اسے آخری بار بھروسا کرنا تھا۔ یہ ایک دشوار اور خطرناک فیصلہ تھا...... اس نے نمبر پنچ کیے۔ رابطہ ہونے پر وہ بولی۔ ''اوکے، میں تیار ہوں۔ کیا پوچھنا ہے؟''

''نیٹ، میں خوش ہوں کہ تم نے ایک اچھا فیصلہ کیا ہے۔''

ملاقات کے لیے ثالی نے ایک پبلک پلیس کا نام لیا۔ جہاں تنہائی کا کوئی امکان نہیں تھا۔ اس نے رابطہ ختم کردیا۔ کوئی ہمیشہ زندہ نہیں رہتا۔ آسکر مارکیڈو کی بیوی، شیرن، مارگریٹ...... یہ اور دیگر زندہ ہوتے اگر وہ سیکیورٹی پروگرام میں جانے سے انکار نہ کرتی؟ کون جانے؟ اس نے بیگ کی تہ میں کیویٹی کی دی ہوئی گن کے اوپر میک اَپ کیس رکھ دیا۔

☆☆☆

اس کال کے تھوڑی دیر بعد لوئیس کے فون کی گھنٹی بجی۔ وہ بروک لین میں تھا۔ کرائے کے ایک سال خوردہ اپارٹمنٹ میں۔ فون اٹھانے کے چکر میں ہاتھ سے ٹکرا کے اس کے بیوی بچوں کی تصویر نیچے گرگئی۔ بڑبڑاتے ہوئے اس نے فون اٹینڈ کیا۔ اس کال کا وہ سارا دن انتظار کرتا رہا تھا۔

''تیار ہوجاؤ۔'' دوسری طرف سے آواز آئی۔ ''آج رات تمہاری ضرورت ہے۔''

''میں تیار ہوں۔'' وہ فوٹو اٹھا کر بیوی بچوں کی تصاویر دیکھنے لگا۔

''لوئیس تم نے ہر کام اچھا کیا ہے۔ میں تمہاری وفاداری سے خوش ہوں۔ آج کا کام بھی اچھی طرح کرنا۔ اس کے بعد تم اپنے گھر بیوی بچوں کے پاس جانے کے لیے آزاد ہو۔'' رابطہ منقطع ہوگیا۔ لوئیس کو بھی گھر جانے کی بے قراری تھی۔ اس نے اپنے سب سے چھوٹے لڑکے کو صرف ایک بار دیکھا تھا۔

☆☆☆

ثالی پرامینا ڈو، بروک لین میں تھی۔ اس کے عقب میں ایسٹ ریور کے دوسری جانب مین ہٹن کی بلندیاں تھیں۔ اتوار کا دن تھا۔ رش زیادہ ہی تھا۔ کراؤڈ ہی اس کے لیے حفاظتی دیوار تھا۔ بروک لین برج، کیبلز کے سہارے اس کے سر پر تھا۔ اس نے اطراف کا جائزہ لیا۔ وہاں پولیس کے دو اہلکار بھی موجود تھے۔

پھر اچانک ہی وہ نظروں میں آگیا۔ فاصلہ زیادہ نہیں تھا۔ دونوں کی نگاہیں چار ہوئیں۔ اس کے ہونٹوں پر وہی بیس سال جیسی مسکراہٹ تھی۔ تاہم ثالی نے مسکراہٹ میں غیر یقینی کا مدھم تاثر دیکھ لیا۔ ثالی کے اعصاب تناؤ کی آخری

حد پر تھے۔

''ہیلونیٹ۔''

گوگو کی شدید کیفیت پر قابو پا کر وہ بولی۔ ''ڈیڈی، تم کون ہو؟''

''کیا مطلب، نیٹ۔ میں تمہارا ڈیڈی ہوں۔''

نثالی نے نفی میں سر ہلایا۔ ''مجھے یقین نہیں...... شاید آپ تھے۔''

راب مسکرایا اور نثالی کو ماضی کی چند باتیں یاد دلائیں......

''آپ کا اصلی نام کیا ہے۔ ہماری فیملی کا سچ کیا ہے؟ روزا کون تھی؟ وہ اسپین سے نہیں آئی تھی؟''

''کس نے تم سے باتیں کی ہیں؟ کس نے تم سے جھوٹ بولا ہے؟'' راب نے ہاتھ بڑھایا۔ نثالی پیچھے ہٹ گئی۔

''میں جانتی ہوں، ڈیڈی۔ آپ عرصے سے مارکیڈوز کے لیے کام کرتے رہے ہیں۔''

''تم میری بیٹی ہو۔ اس کے علاوہ سب جھوٹ ہے۔'' وہ بولا۔

نثالی کا خون کھول اٹھا۔ اس نے بیگ میں ہاتھ ڈالا۔ ''میں بتاتی ہوں جھوٹ کیا ہوتا ہے۔'' اس نے کولمبیا کا فوٹو نکالا، جس میں راب، بھائی کے ساتھ کھڑا تھا۔ ''یہ، یہ جھوٹ ہے...... جھوٹ ایسا ہوتا ہے۔ آپ کی ساری زندگی جھوٹ ہے۔ بیس سال سے آپ جھوٹ بولتے رہے۔ کیا کہوں؟ میں آپ کو گالی بھی نہیں دے سکتی۔ لیکن آپ انسان نہیں ہیں۔''

راب کے تاثرات میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ اس نے فوٹو پر نظر ڈالی اور مسکرایا۔ یہ مختلف مسکراہٹ تھی۔ ''کہاں سے ملا یہ؟''

''لعنت ہے...... ہم سب آپ پر ساری زندگی بھروسا کرتے رہے۔ خود اپنے آپ سے زیادہ......''

''میں نے پوچھا...... کہاں سے ملا یہ؟''

نثالی کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا۔ ''کیا فرق پڑتا ہے اس بات سے۔ یہ تو آپ بتائیں گے۔ بولیں سب جھوٹ تھا۔ بتادیں آپ کیا کرتے رہے۔ آپ کون ہیں؟ ہم کون تھے؟'' نثالی کی آواز بلند ہوگئی۔ جس پر چند افراد متوجہ ہوئے۔ راب نے قدم بڑھایا۔ نثالی پیچھے ہٹ گئی۔

''وہ تمہارا بھائی ہے۔ میں تمہارے باپ کے بارے میں بھی جانتی ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ پروگرام میں جانے کا ڈراما تم نے خود رچایا تھا...... اس کا مقصد بھی جانتی ہوں۔'' وہ آپ سے تم پر آگئی۔ ''تم نے مارگریٹ کو قتل کیا۔ تم نے اپنی ہی بیوی کو قتل کردیا...... بفیلو میں اس عورت کو قتل کردیا۔ تم آدمی ہو یا خونی جانور؟''

راب نے کافی دیر بعد پلکیں جھپکائیں۔ اس نے سرد نگاہ سے اسے دیکھا۔ نظروں میں فولادی سختی تھی۔ کوئی تاثر نہیں تھا۔ یک دم گویا شخصیت بدل گئی۔ وہاں کوئی اور کھڑا تھا۔ وہ بنجامن راب نہیں تھا۔

''وہ کہاں ہے۔ سوئٹ ہارٹ۔'' اس کی آواز کھردری ہوگئی۔ ''مجھے معلوم ہے کہ تم اس سے ملی ہو۔ اسی نے تمہارا ذہن آلودہ کیا ہے۔'' راب کی آنکھوں میں بے حد چبھن تھی۔ نثالی کے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی۔ اس کا خیال گن کی طرف گیا۔ اسے احساس تھا کہ اب اسے نکل جانا چاہیے۔ وہ پیچھے ہٹتی گئی۔ ہجوم میں اس کا رخ پولیس کی طرف تھا۔ راب جگہ بناتا ہوا چند قدم آگے آیا پھر رک گیا۔

''صرف تم ہی واحد ذریعہ نہیں ہو۔'' عقب سے اس کی آواز آئی۔ وہ اب نثالی کو دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ نثالی کے قدم تیزی سے اٹھ رہے تھے۔ ایک اسٹور کی ونڈو پر ہاتھ رکھ کر اس نے گہرے گہرے سانس لیے۔ دفعتاً شیشے میں اس کی نظر عکس پر گئی۔ لاکٹ گلے سے نکل کر سینے پر آگیا تھا۔ اس کے ذہن میں جھماکا ہوا۔ ڈیڈی مکمل لاکٹ دیکھ کر سمجھ گئے ہوں۔ کہ آسکر سے اس کی ملاقات ہو چکی ہے۔

☆☆☆

گریگ ان گنت بار کوشش کر چکا تھا۔ کتنے ہی پیغام چھوڑے تھے۔ بمشکل ایک بار تھوڑی سی بات ہوسکی تھی۔ اس نے مایوس ہو کر فون ایک طرف اچھال دیا۔ رات میں کچھ دیر کے لیے وہ کچی پکی نیند لے سکا تھا۔ امید کرتا رہا، دعا کرتا رہا، ہر آہٹ پر اسی کا گمان ہوتا...... کیا وہ دوبارہ اس پر اعتبار کرے گی۔ نثالی کی بدگمانی درست تھی لیکن وہ اس بات سے لاعلم تھی کہ گریگ درحقیقت اسے دل و جان سے چاہتا تھا اور یہ اس کی ڈیوٹی نہیں تھی۔

وہ کیا بتاتا۔ محبت پر اس کا اختیار نہیں تھا۔ وہ اچھا ڈاکٹر، اچھا شوہر اور بہترین دوست تھا جس چیز نے ہزاروں بار اس کا دل دھڑکایا تھا وہ غیر متوقع طور پر عیاں ہوگئی تھی۔

لیکن ''فیملی'' بلڈ لائن...... وہ اسے دفن نہیں کرسکتے تھے۔ وہ بھی دو ٹکڑوں میں بٹ گیا۔ یہ بھی فیملی اور وہ بھی فیملی۔ تاہم اسے اپنی محبت کی طاقت پر بھروسا تھا۔ اسے

اپنی بلڈ لائن سے نفرت محسوس ہونے لگی۔ وہ شرمندہ تھا۔ لیکن اصل فیملی کے بغیر وہ ایک آوارہ، لاوارث، سڑک چھاپ لڑکا ہوتا...... بلڈ لائن کا قرض وہ کب تک اتارے گا۔ یہ سودا اب اسے مہنگا لگ رہا تھا۔ اسے علم تھا کہ نٹالی خطرے میں ہے اور وہ بے بس کروٹیں بدل رہا تھا۔

اچانک سیل فون گنگنایا۔ وہ اچھل پڑا۔ ''نٹالی......؟'' لیکن آواز سن کر اس کے دل کی دھڑکن رک گئی۔

''بچے، آج تمہاری ضرورت ہے۔ لیب پہنچو۔''

☆☆☆

ایک ہی مقام تھا، جہاں وہ جا سکتی تھی۔ اس نے بورو ہال سے ٹرین نمبر 5 پکڑی۔ وہ سیدھی برونکس تک گئی۔ 180 اسٹریٹ اسٹیشن پر اس نے ٹرین چھوڑ دی۔ اتوار کی وجہ سے پبلک شاپنگ کے لیے نکلی ہوئی تھی۔ وہ موریس ایونیو پر تھی۔ اسے سرخ اینٹوں سے بنی تین منزلہ عمارت نظر آرہی تھی۔ دروازے کی پیشانی پر پیکرز لیب لکھا تھا۔ وہاں وہ محفوظ تھی۔ محدود وقت کے لیے ہی سہی۔ اس نے چابی لاک میں گھمائی اور الارم کوڈ پنچ کیا۔ دروازہ کھول کر وہ اندر آئی اور اسے بند کر دیا۔ خوب اطمینان کرنے کے بعد وہ دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوگئی۔

معاً اسے ڈیڈی کا آخری جملہ یاد آیا ''صرف تم ہی واحد ذریعہ نہیں ہو۔'' اس کا دل کٹ کے رہ گیا۔ خیال ایملی اور جسٹن کی طرف گیا۔ کیا انہیں معلوم ہے کہ وہ دونوں آنٹی ابھی کے گھر پر ہیں۔ وہ بدحواس ہوگئی...... نٹالی نے سیل فون نکالا۔ کیو یٹی کا نمبر تلاش کر کے اس نے بے چینی سے رابطہ کیا۔ کون جانے وہ کہاں ہے۔ دھڑکن بڑھنے لگی۔ تیسری گھنٹی بجی اور کیو یٹی کی آواز آئی۔ تھینک گاڈ۔

''میں...... نٹالی ہوں۔'' وہ تقریباً چیخ اٹھی۔

''کیا ہوا؟ کیا مسئلہ ہے؟''

''میں نے ڈیڈی کو دیکھا ہے۔ میں جانتی ہوں، وہ کیا کر چکے ہیں۔ صورتِ حال بہت گمبھیر ہے۔ میں مارکیڈو کو بھی جانتی ہوں۔ اسے بھی دیکھا اور ڈیڈی میری تلاش میں ہیں۔ کیونکہ انہیں علم ہوگیا ہے کہ میں جانتی ہوں...... وہ کہاں ہے؟''

''کون کہاں ہے؟ خود کو سنبھالو۔''

''مارکیڈو...... میں جانتی ہوں۔''

''او کے تم کہاں ہو؟''

''میں لیب میں ہوں۔ محفوظ ہوں۔''

''وہیں رہو۔ کسی صورت باہر مت نکلنا۔ میں نیو جرسی میں ہوں۔ ایف بی آئی سے رابطہ کرتا ہوں۔ ایف بی آئی کے علاوہ کسی کے لیے دروازہ مت کھولنا۔ میں بھی یہاں سے نکلتا ہوں۔''

نٹالی نے ہامی بھری، ایملی اور جسٹن کے بارے میں بتایا کہ وہ بھی خطرے میں ہیں۔

''میں سنبھال لوں گا۔''

کیو یٹی سے بات کر کے اس نے فوراً آنٹی کا نمبر ملایا۔ ''ہم گھر پر نہیں ہیں۔'' وائس ریکارڈنگ میں جواب ملا۔ پھر اس نے ایملی اور جسٹن کا نمبر ملایا...... رابطہ نہیں۔ اس کی بوکھلاہٹ بڑھ گئی۔ ہراس کے عالم میں اس نے پیغام دیا۔ ''ایمی تم اور جسٹن کسی محفوظ جگہ پر چلے جاؤ۔ پڑوس میں...... دوست کے گھر۔ آنٹی کے گھر سے نکل جاؤ۔ مجھ پر بھروسا کرو۔ جلدی کرو۔ وضاحت بعد میں...... پولیس بھی پہنچ رہی ہے۔''

اس نے پھر آنٹی کا نمبر ملایا، لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

بعدازاں اس نے بیگ میں سے گن نکالی۔ کیا وہ ڈیڈی کے خلاف اسے استعمال کر سکے گی؟ اسی وقت ڈور بزر بولنے لگا۔

''تھینک یو گاڈ۔'' وہ تیزی سے اٹھی۔ گن کاؤنٹر پر رکھ دی اور ہال وے میں بھاگ کر فرنٹ ڈور پر آئی۔

''کون ہے وہاں؟'' اس نے سوال کیا۔

''ایجنٹ بوتھ، ایف بی آئی۔'' جواب آیا۔

نٹالی استقبالیہ ڈیسک کے پیچھے گئی اور وڈیو مانیٹر کو دیکھا۔ بلیک اینڈ وائٹ اسکرین پر بوتھ نظر آرہا تھا۔ اس کے پیچھے بیس بال کیپ میں دوسرا ایجنٹ تھا جس نے شناختی بیج بلند کیا ہوا تھا۔

نٹالی نے بھاگ کر دروازہ کھول دیا۔ سبز بتی جل اٹھی اور اسی وقت سیل فون بھی بجنے لگا۔ وہ دونوں اندر آگئے۔ بوتھ کی آنکھیں غیر فطری انداز میں بجھی ہوئی تھی۔ نٹالی کو احساس ہوا کہ آنکھیں زندگی کی روشنی سے محروم ہیں۔ اس کے سینے پر دو سرخ دھبے تھے۔ وہ زمیں بوس ہوگیا۔ پیچھے والے آدمی نے کارڈ ایک طرف اچھال دیا۔ نٹالی کی آنکھیں دہشت سے پھیل گئیں۔ وہ بجتے ہوئے فون کی طرف متوجہ ہوئی۔

''نیٹ، فون رکھ دو۔'' راب نمودار ہوا۔ وہ مانیٹر کی زد سے باہر تھا پھر اس نے دوسرے ایجنٹ کی لاش کو دھکیلا...... وہ بوتھ کے قریب گرا۔

☆☆☆

حلق سے نکلنے والی چیخ بے ساختہ تھی۔ نتالی نے دونوں لاشوں کو دیکھا اور باپ پر نظر ڈالی۔

''تم یہاں رکو۔'' راب نے ٹوپی والے کو اشارہ کیا اور ہال وے میں قدم رکھا۔ اس نے دروازہ بند کیا لیکن لاک نہیں لگایا۔

''نیٹ بتاؤ، وہ کہاں ہے؟'' اس کی آواز میں سے نرمی اور محبت معدوم ہو چکی تھی۔ نتالی الٹے قدموں چل رہی تھی۔ یہ صدمہ، فکر ونظر کے تمام زاویے توڑ گیا تھا۔ اس کی حالت پہلے ہی بوسیدہ تھی۔ دو دن اس نے ہیومولن (انسولین) بھی نہیں لی تھی۔ وہ بار بار پلکیں جھپکا رہی تھی۔ اس کے اندازے اور تجربے کے مطابق گلوکوز کی سطح 400 کے آس پاس تھی۔ دل گویا بڑھ کر دگنے سائز کا ہو گیا تھا۔ اس کو چند بلاک کے فاصلے پر میڈیکل سینٹر میں ہونا چاہیے تھا۔ ہیومولن اس کے بیگ میں نہیں تھی۔ اس نے لیب میں آتے ہی چیک کیا تھا۔ ریڈنگ 435 سے اوپر گئی تو وہ کوما میں جاسکتی تھی...... وہ ارادے کے بل پر کھڑی تھی۔ معاً نتالی نے محسوس کیا کہ وہ کاؤنٹر کے قریب ہے جہاں گن رکھی تھی۔

وہ لیب کے دوسرے حصے میں جانا چاہ رہی تھی۔ جہاں وہ تجربات کرتی تھی۔ وہاں لاک ہونے کے بعد وہ کسی کو کال کرسکتی تھی۔ اچانک وہ رخ بدل کر بھاگی اور تجربہ گاہ میں گھس گئی۔ دروازہ بند کر کے اس نے خود کو دروازے پر گرا دیا۔ بچی کھچی تمام توانائی اس نے دروازہ لاک کرنے پر لگادی لیکن راب کے مقابلے میں ظاہر ہے یہ ناکافی تھی۔

''نو، ڈیڈی...... نو۔''

دروازہ چھوڑ کر، جو اس کے ہاتھ میں آیا اس نے پھینک کر مارا۔ بیکرز، وائلز، جارز......''

''میں تمہاری بیٹی ہوں۔'' وہ چلّائی۔ سینے میں ایک حشر بپا تھا۔ حلق میں کانٹے اگ رہے تھے۔ وہ ایک بازو سامنے کیے بڑھتا رہا۔ نتالی نے ٹوٹے ہوئے بیکر سے اس پر وار کیا۔ لیکن راب نے بہ آسانی اس کی کلائی پکڑ کر مروڑ دی۔ نتالی کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ بیکر کا ٹکڑا نیچے گر گیا۔

''میری ماں کو کیوں مارا؟ وہ محبت کرتی تھی۔ ہم سب محبت کرتے تھے۔ ڈیڈی، کیوں؟'' اس کی آواز بھٹکنے لگی۔

اس نے ہتھیار کی تلاش میں اِدھر اُدھر دیکھا۔ کاؤنٹر پر گن پڑی تھی۔ لیکن وہ ہال وے میں تھی۔ راب کے ایک ہاتھ میں اس کی گن تھی۔ دوسرے ہاتھ سے اس نے نتالی کی گردن دبوچ کر پیچھے دھکیلا۔ آکسیجن کے لیے پھیپھڑوں نے زور لگایا۔ منہ ماہیِ بے آب کے مانند کھل گیا۔

''ڈیڈی...... ی......'' اس کی آنکھیں حیرت اور تکلیف سے پھٹ گئیں۔

دفعتاً راب نے گردن چھوڑی اور گولڈ چین پر ہاتھ مارا۔ لاکٹ باہر آ گیا۔ ''بتاؤ، وہ کہاں ہے؟''

''میں یہاں ہوں۔ تمہارے قریب۔'' عقب سے آواز آئی۔

☆☆☆

لوئیس، حسبِ ہدایت ہال کے باہر ٹھہرا ہوا تھا۔ اس نے اپنا کام صفائی سے کیا تھا۔ لڑکی کا تعاقب کامیاب رہا۔ علاوہ ازیں دو ایجنٹ بھی اس کے ہاتھوں مارے گئے۔ بس اب صرف ایک کام رہ گیا تھا۔ جو ذرا ٹیڑھا تھا۔ لیکن اس کے بعد وہ واپس اپنی بیوی بچوں کے پاس جانے کے لیے آزاد تھا۔ راب اندر کیا کر رہا ہے؟ اس نے سگریٹ سلگاتے ہوئے سوچا۔ گھڑی پر نظر ڈالی اور گہرا کش لیا۔ وہ آخری کام کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ ''فریدرنیدا'' کے نام پر وہ ہر امتحان میں پورا اترا تھا۔ اس کے خیالات اپنے بچوں کی طرف چلے گئے۔ وہ بچوں کو فٹ بال اور بیس بال میں کوچ کرسکتا تھا۔ اسے بچے پسند تھے۔ اس کے پاس کافی رقم جمع ہوگئی تھی۔ ممکن ہے کہ وہ ان سب کو کولمبیا سے یہیں پر لے آئے۔ اس نے سگریٹ کو بوٹ کے نیچے مسلا اور دروازے کے پٹ پر ہاتھ رکھ کر اندر جھانکا۔ اس کے اندازے سے زیادہ تاخیر ہوگئی تھی۔ اسی وقت اس کی پشت سے کوئی چیز ٹکرائی۔ گھونسا تھا یا کچھ اور...... شناخت میں الجھے بغیر وہ گھٹنوں کے بل پر گرا۔ اس نے اذیت کی لہر کے ساتھ ہاتھ پیچھے کیا...... واپسی پر ہاتھ لہو میں تر تھا۔ ایک اور گھونسا؟ وہ منہ کے بل گرا...... نہیں، یہ گھونسا نہیں تھا۔ منہ سے خون رسنے لگا۔ نظر دھندلا گئی۔ اس نے گردن موڑی۔ مختصر داڑھی والا آدمی، جس کے سر پر ٹوپی تھی، وہاں کھڑا تھا۔ کھانسی آئی، اس نے خون کی الٹی کی۔ اس سے زیادہ کون جانتا تھا کہ دو وار کتنے ہلاکت خیز تھے اور وہ موت کی شاہراہ پر چل پڑا تھا۔ سینے میں جیسے بلیڈ چل رہے اور حلق میں خون کے غرغرے۔ یہی طریقہ تھا، ٹھیک انداز تھا۔

بس خواب، بیس بال، بیوی، بچے، ''فیملی''......

''فریدرنیدا'' سب جھوٹ تھا۔ سچ سرخ رنگ کا تھا جو منہ سے نکل رہا تھا۔ داڑھی والا نیچے بیٹھ گیا اور اسپینش زبان میں بولا۔ ''گھر جانے کا وقت ہے۔'' گن کی نال اس نے لوئیس کی کھوپڑی پر رکھ دی، ٹریگر دبا اور لوئیس ہر قسم کے احساس سے بیگانہ ہو گیا۔

''امیگو، تمہاری ڈیوٹی ختم۔''

☆☆☆

''بنجامن۔'' آواز میں سکون تھا۔ ''یہاں۔''

نٹالی نے دیکھا کہ ڈیڈی کے چہرے کی ہر لکیر گہری ہوگئی تھی۔ راب نے نٹالی کی آنکھوں میں دیکھ لیا تھا، پیچھے کون کھڑا ہے۔

مارکیڈو نے قدم بڑھائے۔ ''برادر، گن رکھ کر گھوم جاؤ۔''

نٹالی کے باپ نے ایسا ہی کیا۔ نٹالی بھی تجربہ گاہ سے باہر آگئی۔ ایک پیچ در پیچ غیر معمولی کہانی کا کلائمکس آن پہنچا تھا فریدرنیدا۔ دو بھائی رُوبرو تھے۔ ریسرچ لیب، میدانِ کارزار تھی۔ کیمیکل کی جگہ خون بہہ رہا تھا۔ عقیدہ یہی تھا۔ خون سے خون دھلتا ہے۔ بیس برس بعد دونوں آمنے سامنے تھے۔

''میری تلاش تھی، بین۔'' آسکر مارکیڈو مسکرایا۔ ''لو میں آگیا۔'' اس نے گن عام سے انداز میں پکڑی ہوئی تھی۔

''کیا ارادہ ہے؟'' راب نے سوال کیا۔

''ماروں گا نہیں۔'' آسکر نے جواب دیا۔ ''ہاں، باہر والا اور تمہارے دیگر آدمی مارے جاچکے ہیں۔ بہت خون بہہ گیا۔ کیا خیال ہے۔ اب اور نہیں۔ شیرن اور میری بیوی روزیانٹلی..... کیوں، جھوٹ نہیں ہے نا؟''

''پھر کیا چاہتے ہو؟'' راب نے بھائی کو تولا۔

''کیا چاہتا ہوں؟'' مارکیڈو نے نٹالی کو دیکھا۔ ''میں چاہتا ہوں کہ نٹالی سچ سن لے۔ جو شیرن نہ سنا سکی۔ بس ہم تین ہیں۔ نٹالی سے تم نے کیا چھپایا خود اسے بتادو۔'' وہ ایک قدم آگے آگیا۔ اس کی نگاہ برمے کے مانند دماغ میں گھسی جارہی تھی۔

راب کی پُتلیاں حلقوں میں گردش کررہی تھیں۔ اس کی کیفیت پنجرے میں بند درندے کے مانند تھی۔ اس نے آہستگی سے نٹالی کی جانب حرکت کی۔ نٹالی اس کی بے قراری اور بے بسی کو دیکھ رہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ نٹالی کو یرغمال بنانے کی کوشش کرے گا۔ وہ خود بھی کچھ دور ہٹ گئی۔

''ہتھیار کے سائے میں کیا سچ بولا جا سکتا ہے۔ لاکٹ بھی تم نے مکمل کیا۔ گن بھی تمہارے پاس اور سچ بھی تم جانتے ہو۔'' راب نے کہا۔

پھر جو حرکت مارکیڈو نے کی، نٹالی کو لگا جیسے بجلی کا ننگا تار اس کی جلد سے چھو گیا ہو...... مارکیڈو نے گن قریبی اسٹول پر رکھ دی تھی وہ خالی ہاتھ کھڑا تھا۔

''بین، اب صرف سچ باقی ہے۔ نٹالی کو بتاؤ، کیا تم خوف زدہ تھے سچ بتانے سے؟''

نٹالی کو ادراک ہوگیا کہ اب اس کا زندہ بچ نکلنا محال ہے۔ خون میں بڑھتا ہوا گلوکوز کا عنصر اثر پذیری میں شدت اختیار کررہا تھا اور مارکیڈو نے گن چھوڑ کر ٹھیک نہیں کیا تھا۔ تاہم وہ مارکیڈو کے اطمینان پر انگشت بدنداں تھی۔

''ڈیڈی! سچ کہاں چھپا ہے؟'' وہ بولی۔ ''بتا دیں۔''

راب نے کوئی جواب نہیں دیا۔

مارکیڈو مسکرایا۔ ''بین، بتادو گے تو کیا فرق پڑے گا۔ کچھ بھی نہیں۔ شیرن تو ہے نہیں اور نہ تم شیرن کے پیچھے تھے۔'' مارکیڈو کی آنکھوں میں سکون اور اعتماد کے سوا کچھ نہ تھا۔ ''یا میں جھوٹ بول رہا ہوں...... تم شیرن کو ہی نشانہ بنا رہے تھے؟...... یہی وقت ہے، سچ اس کو بتادو...... یہ اس کا حق ہے۔''

وہاں مرگ آسا سناٹا چھا گیا۔

مارکیڈو کی معنی خیز نگاہ نے نٹالی کو مسحور کردیا۔ اُسے سماعت کا دھوکا معلوم ہوا ..... وہ اپنے باپ کی طرف مڑی۔

''مجھے......؟'' اس کی زبان لڑکھڑا گئی۔

''تم نے مجھے مارنے کی کوشش کی تھی؟ کیوں؟''

نٹالی کی نظروں کے سامنے دھند بڑھ گئی۔ اس کے تصور میں وہ منظر ابھرا جب وہ شیرن کے ساتھ ارنی نامی اوپن ریسٹورنٹ میں بیٹھے تھے۔ ہوا کے ہلکے جھونکے نے پلاسٹک کا گلاس لڑھکا دیا...... وہ بے ساختہ گلاس پکڑنے کے لیے جھکی تھی اور گولی اس کے شانے میں سے گزر کر شیرن کی زندگی کا دیا بجھا گئی...... اگر وہ نہیں جھکتی.... ؟

راب نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کا ہاتھ عقب میں گیا۔ واپس آیا تو اس میں گن تھی۔ مارکیڈو سابقہ حالت میں کھڑا تھا۔ اس نے دفاع کے لیے رتی بھر کوشش نہیں کی۔

نٹالی چیخی۔ ''نو۔'' اور فائر ہوا۔ گولی مارکیڈو کی دائیں ران میں گھس گئی۔ اس کے دونوں گھٹنے مڑے...... تاہم وہ گھٹنوں کے بل کھڑا رہا۔ چہرے پر اذیت و پریشانی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ ''بین، بتادو۔ کیونکہ تم بتاؤ گے تو درد ہوگا...... گولی کیا کرسکتی ہے...... تمہیں تو درد پہنچانا تھا...... خون بھی اور درد بھی...... سر میں گولی مارنے سے درد کہاں ہوتا ہے...... درد جذبات اور احساسات و محبت کو پارہ پارہ

کرنے سے ہوتا ہے۔ خون سے خون کو دھوؤ گے؟ یہ تم ٹھہر کے کرو گے۔ میں غلط کہہ رہا ہوں؟ لیکن یہ عقیدہ باطل تھا۔ ورنہ لوئیس کے فوراً بعد تمہاری باری یقینی تھی، میرے ہاتھوں...... یہی وقت ہے، جلدی کرو۔ بتاؤ۔'' مارکیڈو نے نٹالی کو دیکھا، اس کی آنکھوں میں نرمی اور یقین کے ساتھ نٹالی نے محبت کی جھلک دیکھی۔ وہ خود بے سوز و صدا، لب بستہ کھڑی تھی۔ آنکھوں سے موجِ خون رواں تھی۔

''بتاؤ، لاکٹ کے بارے میں بھی بتاؤ۔ اس کا راز بھی بتاؤ۔'' مارکیڈو، نٹالی کو دیکھ کر یوں مسکرایا جیسے وہ اس کی بیٹی ہے۔ ''نٹالی تمہاری ماں چاہتی تھی کہ لاکٹ تم تک پہنچے۔'' وہ متواتر نٹالی کو دیکھ رہا تھا۔ ''شیرن نہیں...... تمہاری ماں چاہتی تھی۔''

وہ جاں بلب ہوگئی۔ انکشاف در انکشاف۔ رگِ جاں میں شگاف پڑ گیا۔ یوں لگا کہ وہ بارود کے ڈھیر پر کھڑی ہے......

''بین بتادو...... جب درد دیتے ہو، تشدد کرتے ہو تو کیسے کرتے ہو......''

فائر ہوا، گولی مارکیڈو کے شانے میں بیٹھ گئی۔ وہ پیچھے کی جانب جھول گیا اور ایک ہاتھ فرش پر ٹکا دیا۔

نٹالی کی چیخ دلخراش تھی۔ ''نو، ڈیڈی...... نو۔''

اس نے اپنا سویٹر اتار کر مارکیڈو کے کندھے پر لپیٹ دیا۔ شیرن، ماں، لاکٹ، اس کے اپنے دماغ میں دھماکے ہو رہے تھے۔

''کیا کہہ رہے ہو تم؟''

''ہاں، وہ بہت خوب صورت تھی۔ اسے ذیابیطس ہو گیا تھا اور میں مقدمے میں پھنس کر جیل جا رہا تھا۔ میں بچی کو ٹھیک طرح کیونکر پالتا۔ میرے پاس کوئی چوائس نہیں تھی۔''

نٹالی کو یاد آیا کہ پارک میں مارکیڈو نے بتایا تھا کہ اس کی بیوی کا انتقال ذیابیطس کی وجہ سے ہوا تھا۔ وہ نرمی سے نٹالی کو دیکھ رہا تھا۔ ''بین! میں بچی کو ماں کے بغیر کیسے چھوڑ دیتا۔ میں جانتا تھا کہ بچی کم از کم کہاں بہترین انداز میں پل بڑھ سکتی ہے...... محفوظ رہ سکتی ہے۔ تمہارے ساتھ اپنی خالہ کے گھر......''

تیسرا فائر...... مارکیڈو پہلو دبا کر زمین بوس ہوگیا۔

نٹالی کے ذہن میں بجلی کڑکی۔ راز، راز نہ رہا۔ کہنے سننے کو کچھ نہ رہا۔ وہ اپنے حقیقی باپ کو دھیرے دھیرے مرتا دیکھ رہی تھی۔ شیرن بھی اس کی ماں نہیں تھی۔ نٹالی کے دماغ کا ہر خلیہ ساکت ہوگیا تھا۔ وہ جان گئی کہ روز اس کی حقیقی ماں تھی۔

''میں نے سوچا تھا کہ میں نے تمہارے لیے صحیح فیصلہ کیا تھا۔'' مارکیڈو نے نٹالی سے کہا۔

''ہاں، لیکن اس وقت...... جب تک تم نے ''فیملی'' کے اصول نہیں توڑے تھے۔'' راب نے کہا۔

''میری بیٹی...'' فرید رنیدا سے زیادہ قیمتی ہے۔ خون سے خون کو نہیں دھویا جاسکتا۔ میں مطمئن ہوں برادر! میں نے تم سے کبھی غداری نہیں کی۔''

راب نے چوتھے فائر کے لیے نشانہ لیا۔ ''نہیں۔'' نٹالی دیوانہ وار جھپٹی...... راب نے اسے ایک طرف دھکا دیا۔ وہ لیب کاؤنٹر کے قریب ٹرے سے ٹکرا کر گری۔ ٹرے میں موجود ٹیوبس فرش پر بکھر گئیں۔ دفعتاً اسے احساس ہوا کہ وہ جہاں گری تھی۔ وہیں ذرا اوپر کاؤنٹر پر اس کی گن رکھی تھی۔

''بین، دیکھو اُسے...... تم نے سب کچھ کھو دیا۔ تمہارا دل فقیر کے کشکول کے مانند ہے۔ جسے فرید رنیدا یا نام نہاد ''فیملی'' نہیں بھر سکتی...... خالی دل کے ساتھ کہاں جاؤ گے؟''

''میں تو واپس جاؤں گا۔'' راب نے اس کی پیشانی کا نشانہ لیا۔ ''لیکن تم کہاں جاؤ گے؟ کہیں بھی نہیں...... جہنم میں۔''

''نہیں مسٹر بین راب۔'' نٹالی کو اپنی ہی آواز اجنبی لگی۔ اس نے مضبوطی سے دونوں ہاتھوں میں گن پکڑی ہوئی تھی۔ گن کا رخ راب کی جانب تھا۔

☆☆☆

نٹالی نے یہ فقرہ بول بھی دیا اور گن بھی تان لی۔ لیکن وہ اپنے اگلے قدم سے بے خبر تھی۔ راب نے بھائی کی جانب سے توجہ ہٹالی۔ ویسے بھی مارکیڈو حرکت نہیں کر سکتا تھا۔

''نیٹ، تم مجھے شوٹ کرو گی؟''

''مت کہو مجھے نیٹ۔''

''نٹالی، یہاں سے چلی جاؤ۔ کرنے دو اسے جو وہ کرنا چاہتا ہے۔'' مارکیڈو نے نٹالی سے کہا۔

''نہیں۔'' وہ راب کو گھورتی رہی۔ وہ اب تک اتنے صدمے اٹھا چکی تھی۔ اتنی تکلیف سہہ چکی تھی کہ بے حس ہوگئی تھی۔ اس وقت وہ نگاہ کے سامنے چھائی دھند سے لڑ رہی تھی۔

''اِسے نیچے رکھ دو۔'' راب نے کہا۔ ''وہ صحیح کہہ رہا

ہے۔تم یہاں سے چلی جاؤ...... میں تمہیں تکلیف پہنچانا نہیں چاہتا۔'' اس کا گن والا ہاتھ جھک گیا تھا۔

''اوہ، تم پہلے ہی اتنے زخم دے چکے ہو کہ دنیا بھر کا مرہم بھی ان کی تکلیف کم نہیں کر سکتا۔''

راب نے وقفہ لیا۔ وہ گہری نگاہ سے ثنالی کی کیفیات پڑھ رہا تھا۔ پھر ایک پُراسرار مسکراہٹ کے ساتھ اس کا گن والا ہاتھ دوبارہ اٹھنا شروع ہوا۔ دھیرے دھیرے۔ ''تم مجھے مارو گی؟ جس نے تمہیں بیس برس تک محبت سے پالا...... تم یہ کیسے کر سکتی ہو؟'' راب کی مسکراہٹ نے ثنالی کو لرزا دیا۔

''ڈیڈ!'' وہ بولی۔ آنسو آنکھوں سے رواں تھے۔ ''مجھے مجبور مت کرو۔''

''گو۔'' مارکیڈو نے کہا۔ اس کے آس پاس فرش پر خون پھیلتا جا رہا تھا۔ ''گو...... شوٹ۔ اگر تم یہ کر سکتی ہو...... شوٹ۔''

''ہم دونوں جانتے ہیں کہ میں کسی وقت بھی اسے ختم کر سکتا ہوں۔ مار دو مجھے...... شوٹ بے بی۔ یہی وقت...... کیا تم ایسا کر سکتی ہو؟'' راب نے گن کا رخ ثنالی کی طرف کر لیا۔

ثنالی کو ہاتھ میں گن برف کا ٹکڑا معلوم ہو رہی تھی اور انگلیاں بھی منجمد تھیں۔ ''ٹریگر دباؤ...... دباؤ۔'' اس کے اندر کوئی چیخ رہا تھا۔ ''دباؤ...... وہ تمہارا باپ نہیں ہے۔ وہ ایک جانور ہے۔'' ثنالی نے سینے کا نشانہ لیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ کیوپٹی کی ہدایات کو یاد کیا۔ اس کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ اسے یقین نہیں تھا کہ گولی کس طرف جائے گی...... دھماکا ہوا۔ ٹریگر دبا کر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ رنگ فق تھا۔ راب کے تاثرات بدل گئے تھے۔ وہ لڑکھڑایا۔ اس کا ایک ہاتھ جیکٹ کی جیب میں تھا۔ راب نے ہاتھ باہر نکالا تو وہ خون میں تر تھا۔ وہ غیر یقینی نظروں سے ثنالی کو گھور رہا تھا۔ شکر ہے کہ گولی ہوا میں نہیں گئی تھی۔ راب کے اندر پوشیدہ حیوان باہر آگیا تھا۔ ڈراما، جھوٹ، محبت...... بیس سال سب تحلیل ہو گئے تھے۔

راب نے گن کا رخ مارکیڈو کی کھوپڑی کی طرف کر دیا۔

''نہیں۔'' ثنالی چلائی اور ٹریگر دبایا۔ راب گھوم گیا۔ گولی اس مرتبہ اس کے دائیں بازو میں لگی تھی۔ اس نے ایک ہاتھ سے بازو دبایا، گن چھوٹ کر فرش پر گر گئی۔ راب نے خونی نظر سے ثنالی کو دیکھا اور گری ہوئی گن کی طرف گیا۔

''پلیز...... رک جاؤ۔'' ثنالی رو رہی تھی۔ گن دونوں ہاتھوں میں تھی۔ ہاتھ کانپ رہے تھے۔ وہ راب کے قریب چلی گئی اور ہینڈ گن سے اس کے سینے کا نشانہ لیا۔

''جو کرنا ہے کرو...... اپنے باپ کو مار دو۔''

''تم میرے باپ نہیں ہو۔'' اس نے دھندلی نظر سے باپ کی شبیہ کو دیکھا۔

راب ہانپتے ہوئے جھکا اور گن پکڑ لی۔

''نہیں۔ رک جاؤ۔''

راب نے نیچے بیٹھے بیٹھے گن کا رخ ثنالی کی طرف کیا۔

ثنالی کا سر گھوم رہا تھا۔ نگاہ کے سامنے دھند کے بادل تھے۔ اسے محسوس ہوا کہ وہ ٹریگر تک نہیں دبا سکتی۔ اس کی ٹانگیں بھی لرز رہی تھیں۔ فائر کرنے کی کوشش ناکام ہو گئی۔ اعصاب ساتھ چھوڑ رہے تھے۔ وہ گرنے ہی والی تھی کہ دھماکا ہوا۔ ثنالی کے بجائے راب آگے کی جانب گرا۔ اس کے سینے سے خون کی پھوار نکلی۔ گن پھر گر گئی...... وہ خود بھی گرا...... کبھی نہ اٹھنے کے لیے۔

ثنالی نے آنکھیں سکیڑ کر دروازے کی جانب دیکھا۔ وہاں سفید رنگ کا بھوت کھڑا تھا...... گریگ۔

''میں نے کہا تھا نہ کہ میں تمہیں کبھی نقصان نہیں پہنچنے دوں گا۔ تم ہمیشہ مجھ پر بھروسا کر سکتی ہو۔'' گریگ نے کہا۔

ثنالی کا پورا وجود لرز رہا تھا۔ اس نے گن چھوڑ کر کاؤنٹر کا سہارا لیا۔

آخری آواز مارکیڈو کی تھی جو ثنالی نے سنی۔ وہ گریگ سے کہہ رہا تھا۔ ''اسے دوائی دو...... جلدی کرو۔''

گریگ، ثنالی کی طرف بھاگا۔

ثنالی کے منہ سے سرگوشی کی شکل میں دو الفاظ نکلے۔ ''میڈیکل سینٹر۔'' پھر وہ گریگ کی بانہوں میں بے ہوش ہو گئی۔

☆☆☆

پولیس منٹوں میں لیب تک پہنچ گئی تھی۔ ایمرجنسی میڈیکل سروس کی گاڑیاں پیچھے آرہی تھیں...... لیب ''وارزون'' کا منظر پیش کر رہی تھی، خون، لاشیں، زخمی...... پٹرول کارز کی روشنیاں اور سائرن سے فضا گونج رہی تھی۔

ثنالی، گریگ کی بانہوں میں تھی۔ اسے نیا حوصلہ اور توانائی مل گئی تھی۔ تاہم انسولین کی ضرورت پیش از پیش تھی۔ اس نے گریگ کو صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ اس نے ایمرجنسی میڈیکل ٹیم کے سامنے تعارف پیش کیا اور اولین

کارروائی کی ہدایت کی...... ٹیم کا ایک حصہ مارکیڈو کو سنبھال رہا تھا۔ ایسے حالات ثنالی کے گمان سے ملین میل کے فاصلے پر تھے۔ لہٰذا وہ شاک کی حالت میں تھی۔ تاہم ضروری انسولین ملنے کے بعد اس نے سنبھلنا شروع کیا...... اس نے پولیس کو بتایا کہ وہ صرف سیکیورٹی پروگرام کے ایجنٹ کیویٹی سے بات کرے گی۔

راب مر چکا تھا۔ مارکیڈو زندہ تھا۔ اگرچہ اس کی سانس کی ڈوری نازک دھاگے کے مانند تھی۔ ثنالی کا ایک ہاتھ اپنے حقیقی باپ کے رخسار پر تھا۔ وہ متواتر اسے حوصلہ دے رہی تھی۔ شاید بیٹی کی زندگی اور محبت تھی کہ وہ کسی نہ کسی طرح موت سے لڑ رہا تھا۔ وہ نیم بے ہوشی کے عالم میں کچھ بڑبڑا رہا تھا۔ ثنالی نے محسوس کیا کہ اب بھی کچھ رہ گیا ہے جو وہ اسے بتانا چاہ رہا ہے۔ ثنالی نے اس کا ہاتھ دبایا۔ ''ڈیڈی پلیز، کچھ نہ بولیں...... آپ کو کچھ نہیں ہوگا۔''

کچھ دیر بعد کیویٹی بھی خونی منظرنامے پر طلوع ہوا۔ ثنالی اسے دیکھتے ہی اٹھ کے اس کے ساتھ لپٹ گئی۔

''و...... وہ...... مائی ڈیڈی۔'' وہ ہچکیاں لے رہی تھی۔ ''اس نے مارکیڈو کی طرف اشارہ کیا۔ ڈیڈی...... نہیں راب...... ب...... باہر والے آدمی...... کے ساتھ آئے تھے۔ انہوں نے دونوں ایجنٹ مار دیے تھے۔ میں سمجھی۔ میں...... مم...... مجھے ڈیڈی...... نہیں راب کو مارنا پڑا...... اسے بچاؤ۔ وہ میرا...... باپ ہے...... میں سب......''

''چپ ہو جاؤ۔ میں جانتا ہوں۔ یہ باتیں بعد میں ہوں جائیں گی۔ وقت کم ہے۔'' اس نے ثنالی کو خود سے علیحدہ کرنے کی کوشش نہیں کی۔ تاہم وہ سسکیاں لیتی ہوئی خود ہی الگ ہوگئی۔

ایمرجنسی کے عملے نے مارکیڈو کے اسٹریچر کو گھیرا ہوا تھا۔

''کہاں لے جا رہے ہو؟'' ثنالی کی آواز رندھ گئی۔

کیویٹی نے اسے شانوں سے پکڑ لیا۔ ''ثنالی، آئی ایم سوری...... یہ تم نہیں سمجھ سکتیں۔ دعا کرو کہ وہ بچ جائیں۔''

''ہاں وہ زندہ رہیں گے۔ میرے لیے زندہ رہیں گے۔''

وہیل اسٹریچر کے پہیے گھومے۔ عملہ ایمبولینس اور پھر اسپتال میں جانے سے پہلے جو کچھ کر سکتا تھا، وہ کر رہے تھے۔

''نہیں!'' وہ چیخی اور بھاگ کر باپ کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''میں نے ٹھیک کیا تھا۔'' وہ کمزور آواز میں بولا۔

''ہاں۔'' ثنالی نے ہاتھ دبایا۔

وہ مسکرایا۔

ثنالی کوریڈور میں ساتھ چل رہی تھی۔

''وہ تم سے محبت کرتا ہے۔ گریگ کو میں نے بھیجا تھا، تمہاری حفاظت کے لیے......''

''میں سمجھ گئی۔''

''میری جیب میں کچھ ہے، اسے نکال لو۔''

ثنالی کا ہاتھ مارکیڈو کی جیکٹ کی جیب میں گیا۔ واپس آیا تو اس میں ایک لاکٹ تھا۔

''یہ تم سے باتیں کرے گا۔ تمہیں کچھ بتائے گا۔'' اس نے کہا۔

''ثنالی نے اس وقت تک اس کا ہاتھ نہیں چھوڑا۔ جب تک اسے ایمبولینس میں منتقل نہیں کر دیا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ وہ اسے پروگرام میں واپس لے جا رہے تھے۔ وہ دوبارہ نہیں مل سکے گی۔

''گڈ بائے۔'' وہ روتے روتے مسکرائی۔ ''ڈیڈی......''

کیویٹی نے ثنالی کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

''ان کے ساتھ کیا ہوگا؟'' ثنالی نے سوال کیا۔

''کون؟ کس کی بات کر رہی ہو؟'' وہ دھیمے سے مسکرایا۔

ثنالی خاموش رہی۔ پھر اُس نے لاکٹ والی مٹھی کھولی۔ وہ پالش کی ہوئی چاندی کا ایک پرانا لاکٹ تھا۔

''یہ تم سے باتیں کرے گا۔'' ایک سرگوشی ثنالی کی سماعت میں ابھری۔ ثنالی نے اسے کھولا اور پلکیں جھپکنا بھول گئی۔ وہی تصویر۔ سبز مقناطیسی آنکھیں، حسین چہرہ، ریشمی زلفیں۔ ثنالی آئینہ دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کی ماں کی تصویر تھی۔ خشک آنکھوں سے دو آنسو کہیں سے نکل آئے۔ وہ مسکرائی۔ تصویر کے نیچے نام کھدا ہوا تھا۔ روز پائلر۔ ایک منٹ بعد اس کے گلے میں دو لاکٹ نظر آ رہے تھے۔

''تھینک یو، ماما۔''

☆☆☆

پوری طرح سنبھلنے میں ثنالی کو کئی روز لگے۔ میڈیکل کیئر کے ساتھ پولیس اور ایف بی آئی کے ساتھ میٹنگز بھی چلتی رہیں۔

یہ کیسا انجام تھا۔ ناقابلِ فراموش۔ راب کا آخر میں وہ فقرہ بھی صحیح تھا۔ ''تم گزشتہ بیس برسوں کو کیونکر مٹا سکو گی؟''

وہ گریگ کے ساتھ رٹز میں کافی پی رہی تھی۔

''آئندہ کوئی چیز خفیہ نہیں ہوگی، میرا وعدہ، پکا وعدہ۔''

''گریگ، ڈیڈی کہہ رہے تھے کہ تم مجھ سے بہت محبت کرتے ہو؟''

''بہت زیادہ!'' گریگ نے کہا۔

''سچ؟''

''ہاں۔ اور تم؟''

''کم۔''

''کتنا کم؟''

''بہت کم!''

''سچ کہہ رہی ہو؟''

''ہاں۔''

''کتنا سچ؟''

''بہت، بہت...... تھوڑا سا۔'' دونوں ایک ساتھ مسکرائے۔

☆☆☆

ٹینا نے بھی زندگی اور موت کی جنگ جیت لی تھی۔ تاہم بستر پر تھی اور جواب دینے کے قابل نہیں تھی۔ کبھی کبھی ہاتھ اور آنکھوں کی مدد سے اشارے کر دیتی تھی۔ ثنالی روز پابندی سے ملاقات کے لیے جاتی تھی۔ ٹینا اسے آنکھیں کھول کر دیکھتی اور ثنالی یک طرفہ باتیں شروع کر دیتی۔ ایک روز ثنالی نے محسوس کیا کہ ٹینا کچھ کہنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ثنالی نے اپنا کان اس کے لرزتے ہونٹوں پر رکھ دیا۔

''اوہ مائی گاڈ!'' وہ خوشی سے اچھل پڑی۔ ٹینا نے ایک تکنیکی لفظ بولا تھا، جو اس کی ریسرچ سے متعلق تھا۔ ثنالی باہر بھاگی۔ ''میں گریگ اور تمہاری ماں کو فون کر کے آتی ہوں۔ وہ بھی لاؤں گی جو تم نے بولا ہے۔ کو یو۔''

☆☆☆

''تم بتاتی کیوں نہیں ہو؟'' گریگ نے اصرار کیا۔ وہ پھر رٹز میں بیٹھے تھے۔

''کیا بتاؤں؟''

''وہی...... کتنا زیادہ پیار کرتی ہو؟''

''بتایا تو تھا۔''

''ٹھیک سے بتاؤ۔''

ثنالی نے مسکرا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ ''قریب آؤ، ٹھیک سے بتاتی ہوں۔''

''یہ ہوئی نہ بات۔'' گریگ نے چہرہ آگے کیا۔

''بن پیے نشہ رہتا ہے...... محبت نہیں عشق کا پوچھ۔''

''ہائیں۔'' گریگ کا منہ کھل گیا۔ ''کب سے؟''

''کیا، کب سے؟''

''تم ریسرچ کر رہی ہو یا شاعری...... پھر کہنا۔''

''کیا کہا تھا میں نے؟'' وہ انجان نظر آئی۔

گریگ کا قہقہہ بلند ہوا۔

''پاگل ہو رہے ہو۔'' ثنالی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا۔

''پاگل؟ میں تو درماندگیٔ خرد کی آخری حد پر ہوں......''

''بس معاف کرو۔'' ثنالی نے ہاتھ جوڑ دیے۔

''ڈاکٹر ٹھیک ہو۔ کیٹس کی ٹانگ مت توڑو۔ اور ایک بات بتاؤ۔'' ثنالی نے ہنسی دبائی۔

''پوچھیے جناب؟''

''گریگ کیا میں بلیوزون میں کبھی پازون کے باہر ڈیڈی سے مل سکوں گی؟''

''یہ ایک کرشمہ تھا کہ وہ بچ گئے۔'' گریگ نے کہا۔

''کون جانے کبھی ملاقات کا کرشمہ بھی ظہور پذیر ہو جائے۔''

☆☆☆

یہی سچائی تھی کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ منسلک تھی اور یہ رشتہ کبھی نہیں ٹوٹ سکتا تھا...... میموریل سروس، اختتامی دعائیہ دور میں داخل ہو رہی تھی۔ ربی نے حاضرین سے کھڑے ہونے کی درخواست کی۔

''اس قبرستان میں جو لوگ دفن ہیں۔ انہیں ہماری دعاؤں کی ضرورت ہے۔ ان کے رشتے دار اور چاہنے والے یہاں موجود ہیں۔ آپ لوگ اب بھی ان کے ساتھ ہیں...... دعا کیجیے۔'' ربی نے بولنا شروع کیا اور حاضرین فقرے دہراتے رہے۔

''خود کو آزاد محسوس کریں اور اپنے چاہنے والوں کا نام لیں۔''

دوسری قطار میں کوئی کھڑا ہوا۔ ''روتھ برنسٹن۔'' اس نے کہا۔ ایک اور آواز آئی۔ ''ایلن مارکس۔'' ایک اور ''آرتھر لیوین...... عقب میں کوئی کھڑا ہوا۔ ''کترینہ ڈیوڈ''...... کچھ دیر بعد خاموشی چھا گئی۔ ربی نے انتظار کیا۔ حاضرین کو دیکھا۔

اسے کوئی غرض نہیں تھی۔ ماضی میں کیا ہوا۔ اس کی رگوں میں کس کا خون دوڑ رہا ہے...... سچی محبت ناقابلِ تسخیر تھی۔

ثنالی، ایملی اور جسٹن کا ہاتھ پکڑ کر کھڑی ہو گئی۔

''شیرن راب۔'' اس نے بلند آواز میں کہا۔ ''ہماری ماں۔''

ہاں یہ بھی ایک سچ تھا۔